من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين

جلد ۶

# علم الفقہ

جو

مسائل فقہیہ دینیہ کی تعلیم کے لیے نہایت سلیس و عام فہم

اردو زبان مین بے نظیر کتاب ہے

مرتبہ

خاکسار سراپا عجز و قصور محمد عبدالشکور عفر لہ اللہ الغفور

باہتمام

کارپردازان صحیفہ مبارکہ انجم ابقاہا اللہ وادامہا واعانہا آمین

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین طبع ہو ۱۳۲۲ھ

# علم الفقہ

## مسلمانون کے لیے نہایت ضروری اور مفید کتاب

پہلے یہ کتاب ماہوار رسالہ کی صورت مین شایع ہوئی ۱۳۱۶ھ ہجری مین اسکا آغاز ہوا اب بعونہ تعالیٰ اس وقت چھ جلدین اسکی مرتب ہو چکی ہین انکی قیمت حسب ذیل ہے - جلد اول مین طہارت کا بیان ہے قیمت ۸/ جلد دوم مین نماز کا بیان ہے قیمت ۱۲/ جلد سوم مین روزہ کا بیان ہے قیمت ۸/ جلد چہارم مین زکوٰۃ وعشر وغیرہ کے مسائل ہین قیمت ۸/ جلد پنجم مین حج وزیارات کا بیان ہے قیمت ۸/ جلد ششم مین نکاح کا بیان ہے قیمت ۸/

**ترجمہ اسد الغابہ** یہ وہی مقدس کتاب ہے جس مین (۷۵۰۰) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات ہین اردو زبان مین آج تک کوئی ایسی کتاب نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ انجمن نے اس کمی کو پورا کر دیا، جلدین اس کتاب کی تیار ہین پہلی جلد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع تذکرہ کے بعد (۴۲۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ/ دوسری جلد مین (۸۰۵) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ/ تیسری جلد مین (۸۰۵) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ/ چوتھی جلد مین (۲۰۷) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ/ پانچوین جلد مین (۲۳۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ/ چھٹی جلد مین (۸۴۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ/ ساتوین جلد مین (۷۰۶) صحابہ کا ذکر ہے قیمت عہ/

**ترجمہ تاریخ طبری** عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ اب تک نادر تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا - بحمد اللہ کہ اس کتاب کے ایک جلد کا ترجمہ ہو گیا پہلی جلد کامل موجود ہے جس مین آغاز آفرینش سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک کے حالات ہین قیمت سے/

**چہل حدیث** حدیث شریف مین ہے کہ جو چالیس حدیثین یاد کریگا قیامت کے دن وہ علما مین محشور ہوگا حضرت امام ربانی اس بنا پر اکثر علمانے چہل حدیثین لکھین حتی کہ چہل حدیثون کی تعداد ہزارون تک پہونچگئی یہ چہل حدیث امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کی ہوئی ہے بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیثین صرف نماز روزہ کے متعلق جمع کی ہین اب تک نہ طبع ہوئی تھی اسکا ترجمہ کر کے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے اصل عربی پر اعراب ہین بین السطور مین ترجمہ ہے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان صبح کو ورد رکھے قیمت ۲/ دس جلدون کے خریدار سے عہ/

**انصاف** مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ جس قدر فقہی اختلافات امت مرحومہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ طِیۡنٍ ٭ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِیۡنٍ ٭ فَاصۡطَفٰی لِمَنۡ یَّشَآءُ الۡبَنَاتِ وَاَعۡطٰی مَنۡ شَآءَ الۡبَنِیۡنَ ٭ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ زَوۡجَیۡنِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ ٭ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الۡاَمِیۡنِ ٭ سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ الۡمُهۡتَدِیۡنَ ٭ کہان اُس پاک بے نیاز کے الطاف غیر متناہیہ کا شکر اور کہان ایک مشت خاک اور وہ بھی ناپاک مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الۡاَرۡبَابِ ٭

ان حادث اور بیجان لفظون سے نہ اُسکی صفت وثنا ہو سکتی ہے نہ اُس کی نعمتون کا شکر ادا ہو سکتا ہے ہان اتنا تو ضرور ہو جاتا ہے کہ اُس کے پاک نام سے ہمارے ناقص کلام کی زینت ہو جاتی ہی۔ یہ اُس کا بہت بڑا احسان ہے کہ مجھ جیسے کم علم و ہیچمیرز سے اتنے بڑے کام کو انجام سے آشنا فرمایا۔ مین اس وقت خوش ہون کہ

ع ترجمہ ہر طرح کی تعریف اُس خدا ہی کے لئے ہے جسنے انسان (یعنی آدم) کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اُس کی نسل ایک ذلیل پانی کے خلاصہ (یعنی نطفہ) سے جاری کی پھر جس کو چاہتا ہے لڑکیان عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہا لڑکے عنایت کئے۔ اور ہر چیز کو اُس نے جوڑا جوڑا پیدا کیا بس بزرگ ہے اللہ بہتر پیدا کرنے والا اور اللہ رحمت نازل کرے امانتداری یعنی ہمارے سردار اور آقا محمد اور اُن کے ہدایت یافتہ آل واصحاب پر ۱۲ ع مٹی کو رب الارباب کیا نسبت ۱۲

علم الفقہ مین عبادات کا حصہ ختم ہوگیا اسلام کے چارون رکن نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ حج کے مسائل بیان ہوچکے اب معاملات کا حصہ شروع ہوتا ہو ویذالك فلیفرح المومنون میرادل اگرچہ ایک عرصہ سے غمگین ہے اور میری آنکھین ابر بہار کا نمونہ بن رہی ہین اور اب میری حالت میرزا جان جانان علیہ الرحمہ کے اِس شعر کی مصداق ہے ؎

خشک شد رگہا و لے جاریست از زخم دلم جوے خون کز حسرتِ سرو روانے ماندہ است

لیکن پھر بھی مین سچے دل سے اس بات کی شہادت دیتا ہون کہ واقعہ غم مین بھی اُس کے ہزار ہزار لطف پوشیدہ ہین۔ یہ زندگی سے زیادہ پیاری موت نہ صرف اُس فرزند مرحوم کے لئے بلکہ میرے لئے بھی باعث رحمت اور انشاء اللہ وسیلۂ نجات ہے۔

جو لوگ اس کتاب سے فائدہ اٹھائین اُن سے میری آرزو ہو کہ میرے اُس نونہال کیلئے ارحم الراحمین سے دعاے رحمت فرمائین اور ایصال ثواب سے اس طائر خلد آشیان کی روح کو خوش کرین اللھم اکرم نزلہ ووسع مدخلہ ولا تحرمنا اجرہ آمین بالنبی الامین اگرچہ علم الفقہ کے مقدمہ مین فقہ کی تعریف اور اُس کے اقسام کا بیان بہت تفصیل سے موجود ہے لیکن اس قدر معلوم کرنا یہان بھی ضروری ہے کہ فقہ کی دو قسمین ہین عبادات۔ معاملات۔

عبادات اُس حصہ کو کہتے ہین جس مین مکلف کے اُن افعال سے بحث کیجاے جن کا اجرا شریعت کی طرف سے عبد اور معبود کے درمیان مین تعلق پیدا کرنے کے لئے ہوا ہو جیسے نماز۔ روزہ۔

معاملات اس حصہ کو کہتے ہین جس مین مکلف کے اُن افعال سے بحث ہو جن کا

---

ع ترجمہ اور اس بات پر تمام مسلمانون کو خوش ہونا چاہیے ۱۲ عہ نام اس عزیز کا محمد عبد الرؤف تھا ۲۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ کو وفات پائی ۱۲ عہ اے اللہ اسکی مہمانی اچھی کر اور اُسکی قبر کو کشادہ فرما اور ہمکو اس مصیبت پر صبر کے ثواب سے محروم نرکھہ۔ یہ دعا نبی امین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مین قبول فرما ۱۲

اجرا شریعت کی طرف سے بندون مین باہمی تعلق پیدا کرانے کے واسطے ہوا ہو جیسے خرید و فروخت
پھر بعضے افعال ایسے ہین جو ذوجہتین ہین یعنی اُن عبادات کی بھی شان موجود
ہے اور معاملات کی بھی جیسے نکاح - اس حیثیت سے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی
سنت ہے اور اُس کی ترغیب قرآن وحدیث مین وارد ہوئی ہے اُس کے ادا کرنے سے
ثواب ملتا ہی جو عبد اور معبود کے تعلق کا نتیجہ ہے وہ عبادات مین داخل ہے اور اس
حیثیت سے کہ اس فعل کے سبب سے دو بندون یعنی زوجین مین باہمی تعلق پیدا
ہوجاتا ہے وہ معاملات مین داخل ہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ عبادات کے بعد اور
معاملات سے پہلے ایسے ذوجہتین افعال کا ذکر کیا جائے اور چونکہ ان تمام افعال
مین نکاح کے مصالح اور فوائد دینی اور دنیاوی زیادہ اور بہت زیادہ ہین اس لئے
اسکا ذکر سب سے مقدم کیا گیا

# نکاح

حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس آخری شریعت تک کوئی شریعت نکاح سے
خالی نہین یعنی ایک خاص معاہدہ مرد و عورت کا باہم اجتماع کے لیے ہر شریعت مین
ہوتا تھا اور بغیر اس خاص معاہدہ کے مرد و عورت کا باہمی اجتماع کسی شریعت نے
جائز نہین رکھا - ہان یہ ضرور ہے کہ اس معاہدہ کی صورتین مختلف رہین اُس کے
شرائط وغیرہ مین تغیر و تبدل ہوتا رہا -

نکاح کے لغوی معنی جماع کرنا - اصول فقہ مین نکاح کے یہی معنی برقرار
رکھے گئے ہین - پس قرآن مجید مین یا احادیث مین جہان کہین نکاح کا لفظ

واقع ہو اُس سے یہی معنی لغوی مراد لینا چاہیے بشرطیکہ کوئی قرینہ اُس کے خلاف نہ دلالت کرتا ہو۔

اور علمائے فقہ کی اصطلاح مین نکاح اُس معاہدۂ خاص کو کہتے ہین جو عورت و مرد مین ہوتا ہے جس سے دونون مین زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے یہی معنی زیادہ تر مشہور ہین۔

**نکاح کے فوائد** و مصالح دینی و دنیاوی بہت زیادہ اور عظیم الشان ہین جن کا کچھ اندازہ صرف اس امر پر غور کرنے سے ہو سکتا ہے کہ تمام آسمانی شریعتین اس کی خوبی پر متفق ہین گویا یہ بھی اصول ملت مین سے اصل ہے۔ علماء نے بہت سے مصالح بیان کئے ہین اور ہر ذی عقل اپنی فہم کے موافق جدید فوائد نکال سکتا ہے۔ نمونہ کے طور پر کچھ یہان بھی درج کیے جاتے ہین۔

(۱) حق تعالیٰ کو ایک وقت معہود تک تمام حیوانات کا عموماً اور بنی آدم کا خصوصاً باقی رکھنا مقصود ہے اور اُس کا طریقہ حکمت بالغہ نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ باہم توالد و تناسل جاری ہو اور توالد و تناسل کا سبب تمام حیوانات مین نر و مادہ کے اس اجتماع خاص کو قرار دیا ہے اور تمام حیوانات کی طبیعت مین ایک قوت شہوانیہ ودیعت فرمائی جو اس اجتماع خاص پر طرفین کو مجبور کرے اگر یہ قوت نہ ودیعت رکھی جاتی تو انسان کی فطری لطافت کبھی اس اجتماع کو پسند نہ کرتی اور ہمیشہ اس سے متنفر رہتی۔ کیونکہ یہ اجتماع فی حد ذاتہ

---

ع مثلاً لاتنکحوا ما نکح اٰباؤکم مین نکاح سے جماع مراد لیا جائیگا کیونکہ اس کے مخالف کوئی قرینہ نہین ہے پس باپ نے جس عورت سے نکاح کیا ہو خواہ حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے یعنی زنا کیا ہو بہر صورت لڑکے کو اس عورت سے نکاح کرنا حرام ہو جائیگا بخلاف حتیٰ تنکح زوجا غیرہ کے کہ یہان نکاح سے جماع نہ مراد لیا جائیگا بلکہ عقد مراد ہوگا کیونکہ قرینہ خلاف موجود ہے اور وہ قرینہ یہ ہے کہ اگر جماع مراد ہوتا ہے تو عورت کی طرف نسبت نہ کی جاتی کیونکہ جماع عورت کا کام نہین ہے ۱۲

لطافت و نظافت سے بعید ہے۔ پس جب توالد و تناسل کا یہ خاص طریقہ حکمت الٰہیہ نے قائم فرمایا تو یہ امر بہ لحاظ شرافت انسانی ضروری ہوا کہ اس فعل مین بھی اور حیوانات سے اس کو امتیاز عطا ہو جیسا کہ اور افعال مین مثل کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے وغیرہ کے عطا فرمایا گیا ہے۔ لہذا یہ حکم دیا گیا کہ اس اجتماع خاص کے لیے پہلے سے مرد و عورت مین باہم رضامندی سے ایک معاہدہ ہو جایا کرے اور اُس معاہدہ کے لئے شرائط و ارکان وغیرہ مقرر کیے گئے تاکہ وہ ایک معمولی بات نہ سمجھی جائے اور بغیر اس معاہدہ کے مرد و عورت کے اجتماع کی (جس کو اہل شریعت زنا کہتے ہین) سخت ممانعت کر دی گئی۔

(۲) نکاح مین تناسل عمدہ طریقہ پر ہوتا ہے بخلاف زنا کے۔ نکاح مین چونکہ ایک علاقہ محبت زوجین مین قائم ہوتا ہے اور دونون ملکر بچہ کی تعلیم و تربیت مین کوشش کرتے ہین اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اُس کی تربیت اور تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہوگی۔

(۳) نکاح مین علاوہ تناسل کے اور بھی فائدے ہین مثلاً سلسلہ نسب کا قائم رہنا[ع۲] اور زوجین اور اُن کے اعزہ مین سلسلۂ محبت کا پیدا ہونا۔ مرد و عورت کا باہمی یہ خاص اور دائمی تعلق نظام عالم کے لئے جسقدر مفید ہے اُس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے عورت فطرۃً کمزور پیدا کی گئی ہے اس لئے زندگی کے اہم مقاصد مین اس کی منفردہ قوت

ع۱ اسی وجہ سے فقہا لکھتے ہین کہ نکاح مین اصل حرمت ہے اور اباحت اسکی عارضی ہے اور بضرورت ہوئی ہے (بحر الرائق) ۱۲

ع۲ سلسلۂ نسب کے محفوظ نہ رہنے مین بہت خرابیان ہین تمام نظام عالم درہم و برہم ہوا جاتا ہے نہ ایک کو دوسرے سے محبت ہوگی نہ کوئی کسیکی ہمدردی کریگا۔ نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا نہ بھائی نہ بھتیجا نہ کوئی وارث نہ مورث وعلی ہذا اسی سبب سے اس سلسلہ نسب و زوجیت کے قائم فرمانے کو حق سبحانہ نے اپنے انعامات کی فہرست مین درج فرمایا ہے قولہ تعالیٰ وجعلکم نسبا وصھرا ترجمہ اور اللہ نے تمھارے لئے نسب اور سسرال قائم فرمائی ۱۲

کام نہین دیتی مرد کی اعانت کی ضرورت پڑتی ہے اور مرد چونکہ اہم اور اعلیٰ مقاصد کی تحصیل مین مصروف رہتے ہین لہذا اُن کو خانہ داری کی ضروریات مین عورتون سے مدد لینے کی احتیاج ہے اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہین جنسے مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف سخت احتیاج ہے۔ خلاصہ یہ کہ مرد و عورت کا یہ خاص تعلق تدبیر منزل کا جزو اعظم ہے۔

انھین وجوہات سے شرائع ربانیہ کی توجہ نکاح کی طرف ہوئی اور اُس کی ترغیب دی گئی اِس کے محاسن بیان فرمائے گئے اور زنا کی مذمت اور قباحت بیان فرمائی گئی اور اُس کے مرتکب کے لئے سخت سخت وعیدین وارد ہوئین جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب واضح ہوگا۔

مقدمہ اصطلاحی الفاظ کی توضیح۔

**ایجاب و قبول** مرد و عورت کا یا اُن کے وکلا یا اولیاء کا دونون مین باہم زوجیت کا تعلق پیدا کرنے کی گفتگو کرنا سب سے پہلی جسکی گفتگو ہوگی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی اسکو ایجاب کہینگے اور اُس کے بعد دوسرے کی گفتگو کو قبول۔

**مثال** (۱) مرد عورت سے کہے کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا عورت کہے کہ مین نے منظور کیا۔ مرد کا کلام ایجاب ہے اور عورت کا کلام قبول (۲) عورت مرد سے کہے کہ مین نے اپنے کو تیری زوجیت مین کیا مرد جواب دے کہ مین نے تجھکو اپنی زوجیت مین لے لیا اس صورت مین عورت کا کلام ایجاب ہے اور مرد کا قبول۔

**مہر** وہ چیز ہے جو بوجہ عقد نکاح کے شوہر کی طرف سے عورت کو اس معاوضہ مین

ملنا چاہیئے کہ اُس نے اپنے خاص منافع کا شوہر کو مالک بنا دیا ہی حاصل یہ کہ اُن منافع کی قیمت کا نام مہر ہے۔ مہر کی چار قسمین ہین ۔

مہر معجل وہ مہر جسکے ادا کرنے کا علی الفور وعدہ کیا گیا ہو۔

مہر موجل وہ مہر جسکی ادائی کا علی الفور وعدہ نہو بلکہ کسی مدت پر محول ہو خواہ وہ مدت معلوم ہو یا مجہول۔

مہر مسمی وہ مہر جسکی مقدار عقد نکاح کے وقت معین ہو گئی ہو۔

مہر مثل آزاد عورت کا مہر مثل وہ مہر ہے جو اُسکے باپ کے خاندان کی اُن عورتون کا ہو جو تیرہ[عہ] باتون مین اس کے مثل ہون ۔ عمر ۔ جمال ۔ مال ۔ شہر ۔ زمانہ ۔ عقل دینداری ۔ بکارت وثیوبت ۔ علم ۔ ادب ۔ خلق ۔ صاحب اولاد ہونا نہ ہونا شوہر کا اِن[عہ] اوصاف مین یکسان ہونا ۔ اگر باپ کے خاندان کی عورتون کا مہر نہ معلوم ہو یا وہ عورتین ان اوصاف مین اُسکی مماثل نہون تو اور کسی اجنبی عورت کا مہر دیکھا جائیگا اور وہی اُسکا مہر مثل قرار دیا جائیگا بشرطیکہ ان اوصاف[عہ] کے علاوہ نسب مین بھی اُسکی مماثل ہو ۔ اور لونڈی[عہ] کا مہر مثل اگر وہ باکرہ ہی تو اُسکی قیمت کا دسوان حصہ باکرہ نہو تو

---

عہ ان تیرہ باتون مین مماثلت اس سبب سے شرط کی گئی کہ اِن باتون کے اختلاف سے مہر یکسان نہین رہتا ۔ مثلاً ایک جوان یا خوبصورت کا مہر جسقدر ہوگا بوڑھیا یا بدصورت کا اسقدر نہین ہو سکتا ۔ شہر سے مراد یہ ہی کہ دونون ایک ہی شہر کے رہنے والے ہون ۔ کیونکہ مختلف شہرون کے رسم و رواج مختلف ہوتے ہین زمانہ سے مراد یہ ہے کہ دونون کا زمانہ ایک ہو زمانہ کے بدل جانے سے بھی رسم و رواج مین فرق ہو جاتا ہی ۱۲

عہ اگر شوہر دونون کے ان اوصاف مین یکسان نہون گے تو مہر مین اختلاف ہو جائیگا کیونکہ ایک جوان یا ذی علم یا دیندار مرد کیساتھ کم مہر پر بھی عورت یا اُس کے ولی راضی ہو جاتے ہین بخلاف بوڑھے یا جاہل یا فاسق کے ۱۲ عہ بعض فقہا کا قول ہی کہ کل وصاف مین دو عورتون کا مماثل ہونا دشوار ہے لہذا بعض مین مماثلت بھی کافی ہی ۔ مگر یہ قول متون فقہ کے خلاف ہے ۱۲ اللعہ بعض فقہا کا قول ہے کہ لونڈی کا مہر مثل وہ ہے جو اور لونڈیون کا ہو بشرطیکہ وہ جمال مین اس کے مساوی ہون اور مالک بھی ان دونون کے مال اور جاہ مین مماثل ہون ۱۲ ۔

بیسوان حصہ۔

**ف** زنا کے معاوضہ مین جو چیز دیجاے اُسکو مہر بغی کہتے ہین اسی کو اُردو مین خرچی کہتے ہین۔

**عقر** وہ مہر ناجائز جماع کے معاوضہ مین عورت کو دیا جائے اور یہ ناجائز جماع و کسی شبہہ کے سبب سے نادانستہ وقوع مین آیا ہو۔

**بکارت** کنواری ہونا جو عورت کنواری ہو بکر کہتے ہین۔ بکر کی دو قسمین ہین۔

**بکر حقیقی** وہ عورت جس سے کبھی جماع نہوا ہو نہ جائز طور پر نہ ناجائز طور پر خواہ جھلی باقی ہو یا ٹوٹ گئی ہو۔ جھلی کبھی حیض آنے سے بھی ٹوٹ جاتی ہے کبھی زخم کی وجہ سے کبھی زیادہ سن ہو جانے سے کبھی کودنے پھاندنے کی وجہ سے. جو عورت کسی کے نکاح مین آچکی ہو مگر قبل جماع کے نکاح سے علحدہ ہو گئی ہو وہ بھی حقیقۃ بکر ہے۔

**بکر حکمی** وہ عورت جو ایک مرتبہ زنا مین مبتلا ہو چکی ہو اور یہ فعل اسکا لوگون مین مشہور نہوا نہ اُسکو حاکم شریعت کی طرف سے اسکی سزا ملی ہو۔

**ثیوبت** کنواری نہ ہونا جو عورت کنواری نہ ہو اُسکو ثیب کہتے ہین یعنے وہ عورت جس سے جماع ہو چکا ہو اگر زنا ہوئی ہو تو ایک مرتبہ سے زیادہ یا مشہور ہو گئی ہو۔

**ولی** لغت مین تو اُسکے معنی دوست اور اہل اصول کی اصطلاح مین خدا کا دوست جو اُسکے اسمار و صفات کا عارف ہو گناہون سے بچتا ہو اور عبادات مین مشغول رہتا ہو اور اصطلاح فقہ مین وہ رشتہ دار جو عاقل بالغ ہو اور وارث ہو سکتا ہو اور اسکو تصرف کا اختیار شریعت نے دیا ہو۔ یہی معنی یہان مراد ہین۔

**ف** اگر کوئی رشتہ دار نہ ہو تو قاضی یا اس کا نائب بھی ولی ہو سکتا ہے۔

**کفو** جو دو شخص باہم ان چھ اوصاف مین شریک ہون ان مین سے ہر ایک دوسرے کا کفو ہے۔ نسب¹ - اسلام² - حریت³ - دیانت⁴ - مال⁵ - پیشہ⁶

**نسب** کی برابری صرف عربی النسل لوگون مین معتبر ہے ان کے علاوہ اور لوگ نسب مین مختلف ہونے کے سبب سے غیر کفو نہ کہلائین گے۔ عرب مین قریشی قریشی سب برابر ہین[ع] گو کوئی عدوی ہو کوئی تیمی کوئی نوفلی غیر قریشی قریشی کا کفو نہین۔ اور غیر قریشی سب ایک دوسرے کے کفو ہین اور غیر عربی النسل عربی النسل کا کفو نہین ہے۔

**اسلام** سے مراد نو مسلم اسکو کہتے ہین جو بذات خود مسلمان ہوا ہو یا اس کا باپ بھی مسلمان ہو گیا ہو اور جسکی دو پشتین اسلام مین گذر جائین یعنے باپ اور دادا کے وقت سے اسلام چلا آتا ہو وہ قدیم الاسلام سمجھا جاوے گا۔ نو مسلم قدیم الاسلام کا کفو نہین وہ نو مسلم جو صرف خود اسلام لایا ہے ایسے نو مسلم کا کفو ہو سکتا ہے جسکا باپ بھی مسلمان تھا ہان دو پشتون کے بعد پھر سب باہم کفو سمجھے جائینگے گو ایک کی کم پشتین اسلام مین گذری ہون اور ایک کی زیادہ اسلام کی برابری کا اعتبار وہان کے لوگون کے لئے نہین ہے کہ جہان نو مسلم ہونا کچھ عار نہین سمجھا جاتا[ع] (فتاوی ہندیہ)

---

ع وجہ اسکی یہ ہے کہ عرب کا فخر اپنے نسب پر بہت ہے اور ان کو غیر نسب مین مناکحت سے بہت عار آتی ہے بخلاف غیر عرب کے کہ ان کو نسب کا اتنا لحاظ نہین ۱۲ ع اسی وجہ سے حضرت علی مرتضی نے جو ہاشمی تھے اپنی صاحبزادی بی بی ام کلثوم کا جو حضرت فاطمہ زہرا کے بطن اقدس سے تھین حضرت عمر سے نکاح کر دیا حالانکہ وہ عدوی تھے (رضی اللہ عنہم ۱۲)

ع جس مقام پر نئی نئی اشاعت اسلام کی ہوتی ہے وہان تو نو مسلم ہونا کچھ معیوب نہین سمجھا جاتا ہان جب اسلام کو کسی مقام پر بہت زمانہ گذر جاتا ہے وہان پھر معیوب سمجھنے لگتے ہین اکثر فقہا نے اس مقام پر یہ لکھدیا ہے کہ اسلام کی برابری کا اعتبار اہل عرب کیلئے نہین ہے کیونکہ وہان نو مسلم ہونا عیب نہین سمجھا جاتا حالانکہ یہ صرف اسی زمانہ تک تھا جب وہان اسلام شروع ہوا تھا اب وہان بھی عیب سمجھا جاتا ہے ۱۲

**حریت** یعنی غلام نہ ہونا۔ غلام آزاد کا کفو نہین نہ وہ شخص جو صرف خود آزاد ہوا ہو اس شخص کا کفو ہو سکتا ہے جو اپنے باپ کے وقت سے آزاد ہے ہان دو پشتون کے بعد پھر آپس مین برابر سمجھے جائینگے اگرچہ ایک کی زیادہ پشتین آزادی مین گذری ہون اور دوسرے کی کم دو پشتون کی آزادی مین گزرنے کا یہ مطلب ہے کہ خود بھی آزاد پیدا ہوا ہو اور باپ دادا بھی آزادی کی حالت مین پیدا ہوے ہون اگر آزادی کی حالت مین نہین پیدا ہوا بلکہ بعد پیدا ہونے کے آزاد کیا گیا تو وہ شخص دو پشتون سے آزاد سمجھا جائے گا جو غلام کسی شریف النسب کا آزاد کیا ہوا ہو اُس کا کفو وہ غلام نہین ہو سکتا جس کو کسی کم نسب نے آزاد کیا ہے۔

**دیانت** یعنی دینداری جو شخص فاسق ہو وہ ایسی عورت کا کفو نہین ہو سکتا جو خود بھی پرہیزگار ہے اور اُس کا باپ بھی پرہیزگار ہے اور اگر وہ عورت خود پرہیزگار ہو مگر باپ پرہیزگار نہ ہو یا باپ تو پرہیزگار ہو مگر خود پرہیزگار نہ ہو تو اُس کا کفو ایک فاسق ہو سکتا ہے فاسق مین تعمیم ہے چاہے اُس کا فسق علانیہ ہو یا چھپا ہوا (رد المحتار)

**مال** سے مراد اس قدر مال ہے کہ جس کی وجہ سے مہر اور نفقہ کی ادائی پر قدرت ہو مہر اگر کل معجل ہے تو کل کی ادائی پر اور جو کوئی جز اُس کا معجل ہے تو صرف اُسی جز کی ادائی پر قدرت کافی ہے اور نفقہ پر قدرت صرف بقدر ایک ماہ کے ضروری ہے اگر پیشہ ور نہ ہو اور جو پیشہ ور ہو اور وہ اپنے پیشہ سے اس قدر کما لیتا ہو جو ہر روز کے خرچ کو کافی ہو جاے تو وہ صرف اتنی ہی بات سے نفقہ پر قادر سمجھا جائے گا ایک ماہ کے خرچ کے بقدر اُس کے

عـــہ اس مقام پر فقہا کی عبارتین مختلف ہین کوئی کہتا ہے کہ صرف عورت کا پرہیزگار ہونا کافی ہے فاسق اُس کا کفو نہین ہو سکتا کوئی کہتا ہے نہین اُس کے باپ کا پرہیزگار ہونا ضروری ہے چاہے خود پرہیزگار ہو یا نہ ہو اسیوجہ سے صاحب بحرالرائق فرماتے ہین کہ مجھے اس مسئلہ مین تردد ہے مگر علامہ شامی نے اسکی خوب نفیس تحقیق کی ہے انھین کی تحقیق بیان درج کی گئی ۱۲

پاس اندوہ ہونے کی حاجت نہین (عالمگیریہ وغیرہ)

بس جو شخص اسقدر مال کا مالک نہو وہ عورت کا کفو نہین ہوسکتا چاہے عورت بالکل فقیر ہو اور جو شخص اسقدر مال کا مالک ہے وہ ہر عورت کا کفو ہے اگرچہ بڑی دولتمند ہو

**پیشہ** مین برابری کا مطلب یہ ہے کہ جس قسم کا پیشہ ایک کے یہان ہوتا ہو اسی قسم کا دوسرے کے یہان بھی ہوتا ہو۔ پیشے چونکہ مختلف ہوتے ہین اور عام طور پر کوئی پیشہ ذلیل سمجھا جاتا ہے جیسے نائی۔ دھوبی۔ بھنگی وغیرہ کا۔ اور کوئی عزت والا سمجھا جاتا ہے جیسے کاشتکار اور سوداگر وغیرہ کا لہذا پیشہ کی برابری کا اُسی مقام مین لحاظ کیا جائیگا جہان باہم پیشون مین امتیاز سمجھا جاتا ہو اور کوئی ذلت کی نظر سے اور کوئی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو۔ پھر جو دو مختلف پیشے کسی مقام مین مساوی سمجھے جاتے ہون وہان کے لئے اُن دونون پیشون کے کرنے والے باہم کفو ہین اور جس مقام مین مساوی نہ سمجھے جاتے ہون وہان کے لئے اُن دونون پیشون کے کرنے والے باہم کفو نہین ہین۔

**محرم** وہ مرد و عورت جن کا نکاح باہم ناجائز ہو ایک دوسرے کے محرم ہین خواہ یہ عدم جواز نکاح کا ابدی ہو جیسے مان بیٹے بھائی بہن داماد خوشدامن وغیرہم یا کسی زمانہ کے ساتھ موقت ہو جیسے کسی غیر کی منکوحہ جس زمانہ تک غیر کے نکاح مین ہے اسی زمانہ تک اُسکا نکاح ناجائز ہے یا کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو جیسے تین طلاق والی عورت اگر وہ کسی دوسرے سے نکاح کرکے اُس سے طلاق لے لے تو پھر حرام نہین۔

**وکیل** وہ شخص جو کسی دوسرے کے حقوق مین اُسکی اجازت یا حکم سے بطور نائب کے تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہو اور جس نے اُسے اختیار دیا ہے اُسے موکل کہتے ہین

**فضولی** جو شخص کسی دوسرے کے حق مین تصرف کرنیکا اختیار نرکھتا ہو وہ اُس دوسرے شخص کے اعتبار سے فضولی ہے مثلاً زید عمرو کے حقوق مین تصرف کا اختیار نہین رکھتا یعنی نہ اُس کا ولی ہے نہ وکیل تو زید کو عمرو کے اعتبار سے فضولی کہین گے۔

**بطلان وفساد** عبادات کے مسائل مین توان دونون لفظون کا ایک ہی مفہوم ہے نماز باطل ہوگئی اور فاسد ہوگئی دونون کا ایک مطلب ہے مگر معاملات کے مسائل مین بطلان اور چیز ہے اور فساد اور چیز **باطل** اُس معاملہ کو کہتے ہین جو منعقد ہی نہوا ہو یعنی اُس کے ارکان مین خلل آگیا ہو اور **فاسد** وہ معاملہ ہے جو منعقد ہو گیا ہو لیکن شرعاً قابل فسخ ہو اُس کے ارکان مین خلل نہ آیا ہو بلکہ صحت کی شرطون مین فتور پڑگیا ہو۔

**خلوت صحیحہ** زوجین کا ایک جگہ جمع ہونا اس طور پر کہ کوئی چیز جماع سے مانع نہو مانع کی **مثال** کوئی مرض ایسا ہو جسکی وجہ سے جماع ممکن نہو[ع] یا نقصان کرے یا زوجین مین سے کوئی غایت درجہ کم سن ہو یا مثلاً کوئی تیسرا شخص وہان موجود ہو[ع] یا آجانے کا خوف ہو اگرچہ یہ ثالث اُن دونون مین کسی کی لونڈی[ع] ہو یا مرد کی دوسری زوجہ ہو اور اگرچہ یہ ثالث نابینا ہو یا سورہا۔ ہان اگر یہ ثالث کوئی ناسمجھ بچہ ہو یا کوئی بے ہوش تو پھر مانع نہ سمجھا جائے گا۔ یا مثلاً جماع کرنے مین کسی کا خوف ہو یا مثلاً شریعت

---

ع مثلاً عورت کے خاص حصہ مین ہڈی ہو کہ مرد کا خاص حصہ اُسمین نہ داخل ہو سکے یا اسی قسم کا کوئی مرض ہو ۱۲ ع اگر کوئی بے پردہ مقام ہو مثل عام شاہراہ اور میدان کے تو وہ مقام مانع سمجھا جائیگا کیونکہ وہان کسی کے آجانیکا ظن غالب ہے ۱۲۔

ع بعض فقہانے لکھدیا ہے کہ لونڈی خواہ زوجین مین سے کسیکی ہو جماع سے مانع نہین ہے لہذا اُسکا موجود ہونا خلوت صحیحہ کے منافی نہوگا مگر یہ خلاف تحقیق ہے ہمارے ائمۂ ثلاثہ امام ابوحنیفہ اور اُن کے صاحبین بالاتفاق قائل ہین کہ لونڈیکا موجود ہونا خلوت صحیحہ کے منافی ہے امام محمد پیشتر اس کے خلاف تھے مگر اخیر مین انھون نے رجوع کیا قاضی خان اور صاحب ردالمحتار وغیرہ نے ایسا ہی لکھا ہے اور یہی صحیح ہے ۱۲

کی طرف سے کوئی چیز جماع کو مانع ہو شل احرام کے اور صوم رمضان کے یا وہ مقام جہاں زوجین ہیں مسجد ہو۔

شوہر کا عنین یا خصی ہونا خلوت صحیحہ کے منافی نہیں اسی طرح مخنث ہونا بھی منافی نہیں بشرطیکہ خلوت سے پہلے اُس کا مرد ہونا ظاہر ہو گیا ہو (در مختار وغیرہ)

**خلوت فاسدہ** زوجین کا ایک جگہ جمع ہونا اس طور پر کہ کوئی چیز مانع جماع ان موانع میں سے پائی جائے۔

**ف** ہم لفظ جماع کی بجائے خاص استراحت کا لفظ استعمال کرین گے، اور بوسہ کی جگہ پر تقبیل اور عورت کے چھو لینے کو لمس اور شہوت کو نفسانی کیفیت لکھین گے۔

# نکاح کی ترغیب اور فضیلت

نکاح کی فضیلت بیان کرنے کی چندان حاجت نہین قرآن مجید اور احادیث کو جس نے سرسری نظر سے دیکھا ہے اُسپر نکاح کی فضیلت پوشیدہ نہین ہے اصل یہ ہے کہ جس طرح بعض مذاہب مین نکاح کو ترک کر دینا اور لذائذ زندگی سے کنارہ کش ہو جانا عبادت سمجھا جاتا ہے شریعت اسلامیہ نے اسکو کچھ نہین سمجھا صاف صاف سُنا دیا گیا لَارُھبَانِیَۃَ فِی الْاِسْلَامِ اسلام مین تکالیف شاقہ کا برداشت کرنا اور لذائذ سے کنارہ کش ہو جانا عبادت نہین ہے۔ اس اعتدال اور میانہ روی کے شرف کا جو شریعت اسلامیہ کو حاصل ہے کوئی صاحب عقل انکار نہین کرسکتا۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ خدا

عہ یہ شرط اس سبب سے لگائی گئی کہ اگر اسکا مرد ہونا نہ معلوم ہوا ہو گا تو نکاح ہی صحیح نہ ہوگا اور خلوت صحیحہ فرع اس بات کی کہ نکاح صحیح ہو گیا ہو مخنث اسکو کہتے ہین جسمین عورت اور مرد دونو نکی علامتین موجود ہون اور ایک ماہ خاص مین کسی علامت کو غلبہ ہوتا ہو کہ نہ جانین کہ کیا ہے

شناسی کی راہین سب کے لئے کھلی ہین۔ جس طرح ایک فقیر گوشہ نشین اس پاک شریعت پر پورا عمل کر کے خدا کے دوستون مین داخل ہو سکتا ہے اسی طرح ایک دنیا دار اہل و عیال والا بھی بے وقت اس شرف کو حاصل کر سکتا ہے۔ خدا کا تقرب اور اُس کی مرضی پر پوری طرح چلنا کسی قوم کسی فرقہ کسی شخص کے ساتھ مخصوص نرہا۔ اسلام مین یہ بہت بڑا کمال سمجھا گیا ہے کہ مشاغل مین مبتلا ہو کر یاد خدا سے غافل نہ ہو اس کی عبادت مین قصور نہ ہونے پائے۔

الغرض انھین مقاصد عظیمہ کے پورا کرنے کے لئے رہبانیت کا دروازہ بند کر دیا گیا اور ہر امر مین میانہ روی کی ترغیب دی گئی۔ یہی باعث ہے کہ نکاح کرنا بھی ایک فضیلت قرار دیا گیا اور خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عملی طور پر رائج کیا اور تمام دنیا کو دکھا دیا کہ مشاغل مین رہ کے خدا پرستی اس طرح کرتے ہین۔ خدا اور اُس کی مخلوق دونون کے حقوق اس طرح ادا کئے جاتے ہین۔ کثرت ازدواج مین ایک مصلحت منجملہ مصالح کثیرہ کے یہ بھی تھی۔

نکاح کی فضیلت کے لئے یہ بات کیا کم ہے کہ قرآن مجید مین جا بجا اس کا ذکر ہے کہین تعدد ازدواج کی اجازت عطا ہو رہی ہے کہ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ جو عورتین تمکو اچھی لگین اُن سے نکاح کر لو دو دو اور تین تین اور چار چار کہین بی بیون کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید ہو رہی ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ بی بیون سے اچھی معاشرت کرو۔ کہین زوجین کے حقوق تعلیم کئے جاتے ہین کہین مہر کے مسائل کہین طلاق کے احکام کہین عدت کے مسائل غرض نکاح کے متعلقات کا ذکر کلام پاک مین بیش از بیش ہے۔ یہ بات کچھ کم فضیلت کی نہین ہے۔

سب سے زیادہ نکاح سے مانع انسان کو تنگدستی اور افلاس ہوتا ہے۔ لہذا اس کا بہت شد و مد سے دفعیہ کیا گیا اور قرآن مجید مین بڑے اہتمام سے اس کے متعلق ایک بشارت نازل ہوئی کہ اِنْ یَکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ اگر وہ لوگ فقیر ہون گے تو خدا اُن کو اپنے فضل سے (بباعث نکاح کے) مالدار کر دے گا۔ اب اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے کہان ہین وہ لوگ جو افلاس کے خیال سے اس سنت کو چھوڑے ہوئے ہین کیا یہ بشارت اور یہ سچا وعدہ اُن کے اطمینان کے لئے کافی نہین ہے۔

احادیث کو اگر دیکھئے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف پر نظر ڈالی جائے کہ آپ نے نکاح کس کثرت اور رغبت کیساتھ کئے اُس کے بعد آپ کے اقوال شریفہ پر غور کیا جائے مین یہان نمونہ کے طور پر دو ایک صحیح حدیثون کا ترجمہ درج کرتا ہون۔

(۱) ایک مرتبہ تین شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات سے آپ کی عبادت کی کیفیت پوچھنے آئے پھر جب اُن کو آپ کی عبادات کی کیفیت بتائی گئی تو انھون نے اُس کو کم سمجھا اور کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کیونکر ہو سکتے ہین آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو چکے تھے (اس کے بعد) ان مین سے ایک شخص نے کہا کہ مین ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کرتا ہون دوسرے نے کہا کہ مین بارہ مہینے برابر روزے رکھا کرتا ہون کبھی ترک نہین کرتا۔ تیسرے نے کہا کہ مین عورت کے پاس نہین جاتا اور کبھی نکاح نکرونگا اتنے مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگون نے یہ باتین کہین حالانکہ خدا کی قسم مین تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنیوالا اور سب سے زیادہ خاص اُسی کے لئے پرہیزگاری کرنے والا ہون مگر مین کبھی روزہ رکھ لیتا ہون کبھی نہین

رکھتا اور (رات کے وقت کچھ دیر) نماز پڑھتا ہون اور کچھ دیر سو رہتا ہون اور عورتون سے نکاح کرتا ہون پس جو شخص میری سنت سے منھ پھیرے وہ میرا نہین ہے (صحیح بخاری)

اس حدیث کا آخری جملہ سرسری نہین ہے کیا اس سے زیادہ مسلمان کے لیئے اور کوئی تہدید ہو سکتی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے یہ فرمائین کہ تو میرا نہین ہے شاید یہ حدیث اُن لوگون کو نہین پہونچی جو اپنے زہد و تقوی پر فخر کیا کرتے ہین اور بوجہ اس سنت کو ترک کیئے ہوے ہین اور پھر اسپر نادم نہین ہوتے بلکہ ایک اچھی بات سمجھتے ہین۔

(۲) علقمہ کہتے ہین مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا کہ مقام منیٰ مین اُن سے عثمان رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمن مجھے تم سے کچھ کام ہے پس وہ دونون تنہا رہ گئے عثمان نے کہا کہ اے ابن مسعود کیا تمکو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم کسی بکر سے تمھارا نکاح کردین کہ جو (عیش و عشرت) تم پہلے کیا کرتے تھے وہ تم کو یاد دلاوے چونکہ عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ اُنکو ضرورت نہین ہے تو انھون نے انکار کیا (اور) میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اے علقمہ! چنانچہ مین اُن کے پاس گیا اُسوقت وہ یہ کہہ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے جوانون جو شخص تم مین سے نکاح کا مقدور رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جو نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنا اُس کے لئے خصی کرنے کا فائدہ دے گا۔ اور ایک دوسری حدیث مین نکاح کی تعریف مین یہ الفاظ وارد ہوے ہین کہ وہ نظر کا (نامحرم پر پڑنے سے) باز رکھنے والا اور شرمگاہ کا (فعل حرام سے) حفاظت کرنے والا ہے (صحیح بخاری)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا مین سب چیزون مین اچھی چیز نیک عورت ہی (صحیح مسلم) المختصر اسی قسم کی بہت سی احادیث ہین جن سے نکاح کی فضیلت نکلتی ہی صحابہ

صحابہ مین بمشکل نہایت تلاش سے چند لوگ ایسے ملین جنھون نے نکاح نہ کیا ہو سو وہ بھی عذر سے خالی نہون گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ وہ فرمایا کرتے تھے اُس شخص کے مثل (بدنصیب عہ) اپنے کسی کو نہین دیکھا جو بعد اس آیہ کریمہ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ کے بخیال تنگدستی نکاح نہ کرے (مسند امام شافعی)

نکاح ہی کی ترویج کے لئے خدا کی طرف سے یہ اہتمام ہوا کہ زنا کی ممانعت کی گئی اُسکے ارتکاب پر سخت سخت عذابون کی خبر دی گئی دنیا مین بھی اُسکی سزا نہایت سخت رکھی گئی عہ کہ ایسی سخت سزا سوا قتل انسان کے اور کسی جرم کی معلوم نہین ہوتی اخروی سزا کی بابت جو کچھ احادیث مین وارد ہوا ہو سب سے زیادہ میری نزدیک یہ ہو کہ بعض احادیث صحیحہ مین آیا ہو کہ زنا کا مرتکب دائرہ ایمان سے خارج ہو اس سے زیادہ زنا کی مذمت اور کیا ہو سکتی ہو (العیاذ باللہ منہ)

الغرض شریعت آلٰہیہ کی پوری توجہ نکاح کی طرف مصروف ہے اسکی ترغیب و فضیلت مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا گیا اور جو چیزین اسکی مانع ہو سکتی تھین انکا کافی انسداد کر دیا گیا اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اسکو زینت و عزت عطا فرمائی۔

انھین وجوہ سے فرقہ ظاہریہ کے لوگ مثل علامہ داؤد ظاہری وغیرہ کے اس امر کے قائل ہو گئے ہین کہ حالت اعتدال مین نکاح (مثل نماز روزہ کے) فرض عین ہی اور خود حنفیہ مین بعض مشائخ اسکو فرض کفایہ کہتے ہین اور بعض واجب مگر انکے قول پر فتویٰ نہین ہے (فتح القدیر جلد ٢ صفحہ ٢٤٢)

---

عہ ایسے شخص کے بدنصیب ہونے کی وجہ ظاہر ہی کیونکہ جب اللہ جلشانہ اس آیت وعدہ فرماتا ہو کہ اگر نکاح کرنے والے تنگدست ہون گے تو ہم اُن کو اپنے فضل سے مالدار کر دین گے تو اب نکاح کو بخیال تنگدستی ترک کرنا بدنصیبی نہین تو اور کیا ہو ۱۲

عہ وہ سزا یہ ہے کہ اگر زنا کرنے والا محصن نہو تو اُسکے سو دُرّے مارے جائین خواہ مری یا زندہ رہے اور جو محصن ہو تو نصف جسم اس کا زمین مین گاڑ کر تمام لوگ اُسکو پتھر مارین یہانتک کہ مر جائے اور حکم ہو کہ یہ دونون سزائین عام مجمع مین ہون ۱۲

# نکاح کے احکام

**فرض ہی**- اگر خاص استراحت کی خواہش اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت مین زنا مین مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور مہر اور زوجہ کے نفقہ پر بھی قدرت حاصل ہو اور یہ خیال نہو کہ بی بی کے ساتھ معاشرت عمدہ[عہ] طور پر نہ کر سکے گا بلکہ اُس پر ظلم کریگا اور بدمزاجی اور کج خلقی کا برتاؤ اُسکے ساتھ کریگا-

**واجب ہی**- اگر خاص استراحت کی خواہش غالب ہو مگر نہ اُس درجہ کہ زنا مین مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور مہر اور نفقہ پر قادر ہو اور بی بی پر ظلم کرنے کا خوف نہو-

**سُنت موکدہ ہی** اگر اعتدال کی حالت ہو یعنی خاص استراحت کی خواہش نہ بہت غالب ہو نہ بالکل مفقود (بحر الرائق وغیرہ)

ف **مستحب[عہ] ہی** اگر مہر و نفقہ کے لیے روپیہ پاس موجود نہو تو قرض لے لے بشرطیکہ سودی قرض نہ ہو اور اُسکے ادا کرنے پر قادر ہو سکے گو بالفعل قدرت نہو (در المختار وغیرہ)

**مکروہ تحریمی ہی**- اگر بی بی پر ظلم کا خوف ہو-

**حرام ہی**- اگر ظلم کا یقین ہو-

اگر خاص استراحت کی خواہش کا کمال درجہ غلبہ ہو کہ زنا مین مبتلا ہو جانے کا خوف ہو مگر اُسکے ساتھ ہی بی بی پر ظلم کرنے کا بھی خوف ہو تو اس صورت مین بھی نکاح حرام[عہ] یا مکروہ تحریمی رہے گا (بحر الرائق وغیرہ)

عہ بعض لوگون کا مزاج ایسا تند ہوتا ہی کہ اُنکو غصہ مین اپنی طبیعت پر بالکل قابو نہین رہتا اور ذرا سی بات مین غصہ آجاتا ہے ایسے لوگ کبھی یقین نہین کر سکتے کہ ہم کسی سے دلی تعلق پیدا کر کے اُسکے ساتھ حسن معاشرت قائم رکھ سکینگے ۱۲ عہ بعض علما نے جو اسی حالت مین نکاح کو مستحب لکھا ہی اُنکی مراد مستحب سے سنت موکدہ ہی (فتح القدیر) ۱۲ عہ اسکی وجہ یہ ہی کہ نکاح نکرنے مین حق اللہ کے تلف ہونے کا خیال ہی اور نکاح کرنے مین حق العبد کے تلف ہونے کا اور کلیہ قاعدہ ہی کہ حق العبد کا خیال زیادہ کیا جاتا ہے ۱۲

# نکاح کا مسنون و مستحب طریقہ

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے خواہ مرد ہو یا عورت تو قبل اسکے کہ نکاح کا پیغام دیا جائے ایک دوسرے کے حالات کی اور اسکے عادات و اطوار کی خوب جستجو کر لین تاکہ پھر پیچھے سے کوئی امر خلاف طبع معلوم ہو کر ناموافقت کا سبب نہو جائے۔

مرد کو عورت مین یہ باتین دیکھنی چاہیین دینداری حسب[ع] نسب اور حسن و جمال نیک مزاجی خوش خلقی مین اپنے سے زیادہ مال دولت۔ زور قوت۔ قد قامت عمر مین اپنے سے[ع] کم۔ اگر کئی عورتین ان اوصاف کی ہون تو اُن مین سے اُسکو ترجیح دے جو کم مہر پر راضی ہو جائے جو عورت دیندار ہو مگر شکل و صورت مین اچھی نہو وہ ایسی عورت سے بہتر ہے جو شکل صورت مین تو اچھی ہو مگر دیندار نہو۔ بانجھ[ع] عورت سے نکاح کا قصد نکرے کیونکہ حدیث مین آیا ہے بد صورت جو بانجھ نہو خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے۔

مرد کے لیے یہ امر بھی مسنون ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہے اُسکو خود دیکھ لے[ع] بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ مین اگر اُسکو پیغام دونگا تو منظور ہو جائے گا (شامی جلد ۳ صفحہ ۲۸۴)

عورت کے ولی نہو تو خود عورت کو مرد مین یہ باتین دیکھنی چاہیین۔ مرد کفو ہو عمر مین بہت زیادہ نہو جو مرد مال دولت نسب وغیرہ مین کفو نہو مگر دینداری مین کفو ہو تو وہ بہتر ہے بہ نسبت اُس مرد کے جو اور سب باتون مین کفو ہو مگر دیندار نہو۔

---

ع حسب کے معنی فضل و کمال عزت و وقار ایک شخص سید ہو مگر برے کام کرتا ہو کہ لوگونکی نظر مین ذلیل ہو وہ صاحب نسب تو ہے مگر صاحب حسب نہیں ۱۲ ع ان باتون مین کم ہونیکا فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو حقیر نہ سمجھیگی اور اگر ان باتون مین شوہر کے برابر یا زیادہ ہوگی تو اُسکو حقیر سمجھیگی۔ پوری طور پر اطاعت نکریگی ۱۲ ع بانجھ ہونے کا علم اس طرح ہو سکتا ہے کہ پہلے اُسکی شادی ہو چکی ہو اور باوجودیکہ شوہر کے ساتھ بہت دنون تک یکجائی رہی ہو مگر کوئی بچہ نہوا ہو ۱۲ ع نلعہ خود دیکھنا اُس وقت مسنون ہے کہ جب اور کوئی صورت اُسکے حالات کے دریافت کرنے کی ممکن نہو ۱۲

جہان خوب تفتیش وتحقیق سے تمام امور موافق مزاج معلوم ہون وہان مرد کیطرف سے عورت کے ولی کو یا خود عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جائے اُسکو ہماری عرف مین نسبت اور منگنی کہتے ہین مستحب ہی کہ پیغام نکاح بھیجنے سے پہلے دولھا کا ولی یا جو شخص پیغام نکاح کا بھیجنا چاہے نماز استخارہ مسنون طریقہ سے پڑھلے بعد اُسکے پیغام بھیجے اسی طرح دولھن کے ولی کو یا خود دولھن کو بھی مستحب ہے کہ پہلے نماز استخارہ پڑھلے بعد اُسکے پیغام کی منظوری کا اظہار کرے۔

**پیغام** نکاح کے منظور ہوجانے کے بعد کوئی دن عقد نکاح کے لئے بتراضی طرفین مقرر کرلیا جائے مستحب ہے کہ جمعہ کا دن ہو۔ تاریخ اور مہینے مین اختیار ہی جاہے جو تاریخ جس مہینہ کی مقرر کیجائے کیونکہ کوئی مہینہ کوئی دن کوئی تاریخ شریعت مین منحوس نہین ؎ سمجھی جاتی نہ شریعت نے کسی دن کسی تاریخ کی نکاح کے لئے تخصیص کی ہی۔

عورت اگر عدت مین ہو تو عدت ختم ہوجانے کے بعد نکاح کا پیغام بھیجنا چاہئیے۔

جس عورت کے پاس ایک شخص نکاح کا پیغام بھیج چکا ہو توجب تک اُسکا سلسلہ قطع نہو جائے دوسرے شخص کو اُس کے پاس پیغام بھیجنا مکروہ ؎ تحریمی ہی۔

مستحب ہے کہ نکاح کی مجلس علانیہ طور پر منعقد کیجائے اور اُسمین طرفین کے احباب واعزہ اور نیز بعض ابرار و اخیار بھی شریک کئے جائین (احیاء العلوم)

مستحب ہے کہ عقد نکاح مسجد کے اندر کیا جائے۔

؎ دن تاریخ کا منحوس سمجھنا نجومیون کی تقلید ہی جس کی سخت ممانعت ہماری شریعت مین ہی۔ اسلام نے جہان اور اُمور مین توحید کی بنیاد ڈالی ہی وہان یہ بھی تعلیم دی ہی کہ سوا ایک خدای واحد کے کسی کو ضرر پہونچانیوالا اور نفع دینے والا نہ سمجھو سب کی کنجی اسی کے ہاتھ مین ہی جسکو وہ نفع پہونچاتا ہی کوئی تاریخ یا دن اُسے روک نہین سکتا اسی طرح اس کی مضرت کو بھی کوئی دفع نہین کرسکتا۔ مسلمانون مین دن تاریخ کے سعد ونحس ہونے کا خیال ہندون کے اختلاط سے پیدا ہوگیا ہی اس کو ترک کرنا چاہئیے۔ ۱۲ ؎ حدیث مین اس کی بہت ممانعت آئی ہی اس حرکت سے دو مسلمانون مین رنجش پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہی ۱۲۔

مستحب ہی کہ اگر مجلس مین غیر لوگ بھی ہون تو دلھن شریک مجلس نہ کیجائے بلکہ اُسکا کوئی ولی جو پرہیزگار ہو اور طریقہ نکاح کا موافق سنت کے جانتا ہو اُسکی طرف سے شریک مجلس ہو اور اگر دلھن کا کوئی ولی نہو اور وہ خود بالغہ ہو تو کوئی وکیل اُسکا شریک ہو۔ ان سب مراتب کے طی ہو جانے کے بعد مسنون ہی کہ ایک خطبہ پڑھا جائے جس مین حمد و نعت ہو اور توحید و رسالت کی شہادت ہو اور خدا سے ڈرنے اور اسکے احکام پر عمل کرنے کی اور عہد و اقرار پر قائم رہنے کی ترغیب ہو نکاح بھی ایک معاہدہ ہی وہ بھی اس عہد و اقرار کے ضمن مین آ جائیگا اور زیادہ مناسب ہی کہ یہ خاص خطبہ پڑھا جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ط علامہ طحطاوی نے

---

ع۵ ترجمہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہی ہم اسکی تعریف کرتے ہین اور اس سے پناہ مانگتے ہین اور اس سے معافی چاہتے ہین اور ہم اپنے نفسون اور بُرے اعمال کی آفتون سے اللہ کی پناہ مانگتے ہین (اور یہ جانتے ہین کہ) جس کو اللہ ہدایت کرے اس کا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں اور جسکو وہ گمراہ اس کا کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں اور مین اس بات کی شہادت دیتا ہون کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہین اور یہ بھی شہادت دیتا ہون کہ محمد اسکے بندہ اور اُسکے پیغمبر ہین۔ ای لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمکو ایک شخص (یعنی آدم) سے پیدا کیا اور اس سے اُسکی بی بی کو نکالا اور ان دونون سے بہت مرد اور عورتین (دنیا مین) پھیلا دین اور اس اللہ سے ڈرو جسکے واسطے سے تم باہم سوال کرتے ہو اور قرابتون (کے حق تلفی) سے (بچو) بیشک اللہ تمپر نگہبان ہی۔ ای مسلمانون اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے اور نہ مرو مگر بحالت اسلام۔ ای مسلمانو اللہ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو تاکہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے اور تمہارے گناہون کو بخشدے اور یاد رکھو کہ جس نے اللہ اور اسکے رسول کی پیروی کی وہ بڑی کامیابی کو پہونچا۔ ۱۲

حصن حصین سے نقل کیا ہی کہ یہ وہی خطبہ ہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے مشکوٰۃ میں یہ خطبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہی۔

یا یہ خطبہ پڑھا جائے جو حسب نقل مواہب لدنیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نکاح کیوقت پڑھا تھا وہ خطبہ یہ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِہٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِہٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِہٖ الْمَرْھُوْبِ مِنْ عَذَابِہٖ وَسَطْوَتِہٖ النَّافِذِ اَمْرُہٗ فِیْ سَمَآئِہٖ وَاَرْضِہٖ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِہٖ وَمَیَّزَھُمْ بِاَحْکَامِہٖ وَاَعَزَّھُمْ بِدِیْنِہٖ وَاَکْرَمَھُمْ بِنَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ اسْمُہٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُہٗ جَعَلَ الْمُصَاھَرَۃَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا اَوْشَجَ بِہِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا فَاَمْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَجْرِیْ اِلٰی قَضَائِہٖ وَقَضَاؤُہٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِہٖ وَلِکُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَّلِکُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَّلِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ ؂ نکاح کا خطبہ خود تو مسنون ہی مگر اسکا سننا حاضرین پر واجب ہے اور کچھ تخصیص خطبہ نکاح کی نہیں بلکہ تمام خطبوں کا یہی حال ہی خواہ وہ فی نفسہ مسنون ہوں یا واجب مگر انکا اول سے اخیر تک سننا حاضرین پر بہر حال واجب ہے طحطاوی شرح مراقی الفلاح ص۲۱۳

؂ ترجمہ ہر طرح کی تعریف اللہ کو سزاوار ہی جو اپنی نعمتوں کے سبب سے سب کا محمود ہی اپنی قدرت کیوجہ سے سب کا معبود ہی اپنے غلبہ کی وجہ سے سب کا مطاع ہی انکے عذاب و دبدبہ سے لوگ ڈرتے ہیں اسکا حکم اس کے آسمان اور اسکی زمین میں جاری ہے اُسنے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنے احکام سے انکو امتیاز دیا اور اپنے دین سے انکو عزت دی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو مشرف کیا بیشک اللہ نے جو بزرگ ہی نام اُسکا اور برتر ہی عظمت اسکی رشتہ نکاح کو ایک مرشد اور ضروری کام قرار دیا ہی جس سے قرابتوں کو زینت دی ہی اور لوگوں پر لازم کردیا ہی چنانچہ اُسنے کہا ہی وہ اہر کہنے والے سے زبردست کہ اُسنے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور انکے لیے نسب اور سسرال بنائی اور تمہارا پروردگار قدرت والا ہی پس اللہ تعالےٰ کا حکم اسکی قضا کی طرف جاری ہی اور اسکی قضا اسکی قدر کی طرف جاری ہی اور ہر قضا کا ایک اندازہ ہی اور ہر اندازہ کی ایک میعاد ہے اور ہر میعاد کے لیے ایک نوشتہ ہی اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہی مٹا دیتا ہی اور جو چاہتا ہی قائم رکھتا ہی اور اسکے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) ہی ۱۲

مسنون ہی کہ خطبہ نکاح کا وہ شخص پڑھے جو دلھن کا ولی ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کے نکاح کیوقت خود ہی خطبہ پڑھا تھا جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ مین مذکور ہی ہان اگر کوئی جاہل شخص ولی ہو یعنی خطبہ نہ پڑھ سکتا ہو تو پھر اور کسی شخص سے خطبہ پڑھوائے جب خطبہ تمام ہو جائے تو عورت کا ولی دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کو گواہ بناکر دولھا سے یا اُسکے ولی سے مخاطب ہو کر کہے کہ مینے فلان عورت کا جسکا نام یہ ہی تمہارے ساتھ یا تم جسکے ولی ہو اُسکے ساتھ اسقدر مہر کے عوض مین نکاح کر دیا دولھا یا اُسکا ولی اُسکو جواب مین کہے کہ مینے منظور کر لیا یہی باہمی گفتگو کا نام ایجاب و قبول ہی جب گفتگو ہو چکی تو نکاح ہو گیا۔ عورت کا ولی اگر خود اتنا سلیقہ نہ رکھتا ہو کہ ایجاب و قبول کرالے تو کسی اور شخص کو اپنی طرف سے وکیل کر دے وہ وکیل نکاح کر دے یعنی ایجاب و قبول کرا دے مگر اس صورت مین یہ شرط ہے[عہ] کہ ایجاب و قبول کیوقت ولی خود بھی موجود رہے یا دلھن بالغہ ہو تو اس وکیل کو بلا واسطہ دلھن سے اجازت وکالت کی دلا دے گواہون کو اور دولھا یا اُسکے ولی کو دلھن کا نام اور اُسکے باپ کا نام بتا دے محلہ اور پیشہ وغیرہ کی ضرورت ہو تو یہ بھی بتا دے تاکہ کسی قسم کا شبہہ نہ رہجائے اور وہ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ لین کہ فلان عورت کا نکاح ہی۔

مستحب ہے کہ پرہیزگار آدمی گواہ بنائے جائین نہ فاسق[عہ]۔

نکاح کیوقت جو ہمارے ملک ہندوستان کے اکثر مقامات مین دستور ہی کہ نکاح پڑھانیوالے دولھا سے تجدید ایمان کے کلمات پڑھواتے ہین یعنی اُس سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آمنت باللہ وغیرہ کہلواتے ہین یہ نہ مسنون ہی نہ مستحب غالباً اسکی مصلحت یہ ہو گی کہ بعض اوقات لاعلمی کی وجہ سے

---

عہ اسکی وجہ یہ ہی کہ اس صورت مین ولی نکاح کا وکیل ہوا اور نکاح کے وکیل کو یہ بات جائز نہین کہ بغیر اجازت موکل کسی اور کو وکیل کر دے اور اگر کر دیگا تو اس دوسرے وکیل کا نکاح کرنا اسیوقت جائز سمجھا جائیگا جب پہلے وکیل کے سامنے کرے یہ حکم فتاوی قاضیخان مین صاف مذکور ہی مگر اکثر لوگ ناواقفی سے اسکا خیال نہین رکھتے ۱۲ عہ فاسق کی گواہی نکاح کے معاملہ مین امام شافعی کے نزدیک درست نہین اور یہ کلیہ قاعدہ ہی کہ دوسرے مذہب کی رعایت مستحب ہی بشرطیکہ اپنے مذہب کا کوئی مکروہ نہ لازم آتا ہو ۱۲

آدمی کی زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہین جنسے مرتد ہوجانیکا اندیشہ ہوتاہے اور چونکہ وہ ناواقف ہی تو یہ بھی نہین کرتا ایسے وقت مین نکاح کی صحت مین تردد ہوگا کیونکہ مرتد کا نکاح مسلمان کیساتھ نہین ہوتا لیکن یہ مصلحت ہی تو دلھن سے بھی تجدید ایمان کرانی چاہیئے مگر پھر بھی اس دستور کو ایسا لازم سمجھ لینا کہ ہر شخص کے ساتھ اسکا عملدرآمد کیا جائے خواہ وہ ذی علم بھی ہو محتاط بھی ہو محض نادانی ہی اور اگر اسکو مسنون یا مستحب سمجھ لیا جائے تو بدعت ہوجائے گا۔

مہر جہانتک ممکن ہو کم باندھا جائے اور مقدور سے زیادہ ہرگز نہ ہونے پائے۔ زیادہ مہر باندھنے مین کوئی خوبی نہین ہی بلکہ نہایت مناسب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات یا بنات طیبات کے مہرون مین سے کسی مہر کو اختیار کرے انشاءاللہ باعث برکت ہوگا۔ ہم انشاءاللہ تعالےٰ مہر کے بیان مین ایک نقشہ بنائین گے جس مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج وبنات کے مہر انگریزی روپیہ مروجہ ہند کے حساب سے تحقیق کرکے لکھدینگے نکاح ہوجانیکے بعد چھوہارے کا ایک طبق لٹا دینا مستحب ہے۔

نکاح ہوجانے کے بعد اعزہ اور احباب وجبین کو یا اُنکے اولیا کو مبارکباد دین اس طرح کہ اللہ تمکو یہ نکاح مبارک کرے اور تم دونون مین موافقت اور بھلائی کیساتھ یکجائی رکھے یہ مبارکبادی مستحب ہے (وصول الامانی باصول التہانی)

نکاح ہوجانے کے بعد بغرض اعلان دف کا بجادینا بشرطیکہ اس مین جھانجھ نہو جائز ہی۔ دلھن کا آراستہ کرکے رخصت کرنا مستحب ہے۔

---

عہ یہ کتاب نہایت نفیس ہی علامہ سیوطی کی تصنیف ہے اسمین تمام ان باتون کا ذکر جن پر مبارکباد دینا مسنون ہی ۱۲

عہ بعض غیر محققین کا خیال ہی کہ نکاح مین دف بجانا مستحب ہے یہ صحیح نہین حنفیہ کے نزدیک غنا اور مزامیر دونون مطلقاً مکروہ تحریمی ہین یہی صحیح ہی بندہ نے اس مسئلہ کی تحقیق مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہی جسکا نام رفع النزاع عما یتعلق بالسماع ہی ۱۲

شب زفاف یعنی اس رات کے بعد جس مین زوجین کی یکجائی ہو شوہر کو چاہیئے کہ اپنے اعزہ و احباب وغیرہ کی حسب استطاعت دعوت کرے یہ دعوت ولیمہ کے نام سے مشہور ہے سنت موکدہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسپر برابر التزام رہا اور اپنے صحابہ کو بھی تاکید فرماتے رہے۔

## رُسُوم

جسقدر امور نکاح کے وقت مسنون و مستحب ہین وہ صرف اسیقدر ہین جو بیان ہو چکے مبارک ہین وہ نکاح کی مجلسین جن مین صرف انھین امور پر اکتفا کی جائے بابرکت ہین وہ نکاح جنکے انعقاد کے وقت سوا طریقہ مسنونہ کے اور کوئی رسم نہونے پائے۔

مین بہت افسوس کرتا ہون کہ ہندوستان مین نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ ہندؤن کی ناپاک رسمون اور ملکی رواج سے محفوظ نہین رہا یقیناً ان رسمون نے اسلام کے صاف اور بے تکلف معاملات کے چمکتے ہوئے چہرون پر ایک نہایت کثیف پردہ ڈالدیا ہے اب اگر کوئی ان معاملات کی اصلی صورت دیکھنا چاہے جو قرن اول مین تھی تو شاید اس کو محرومی کے سوا کچھ بھی نصیب نہو افسوس افسوس انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سچے مسلمانون کو چاہیئے کہ وہ کبھی اس بات کو گوارا نکرین کہ انکے عبادات یا معاملات مین غیر قومون کی اختراعی رسوم مختلط ہو جائین وہ کیسے مسلمان ہین جو اپنے برگزیدہ نبی کے طریقون کو چھوڑ کر غیرون کی رسمون سے اپنا دل خوش کرتے ہین حالانکہ خدائے تعالے جانتا ہے کہ آج تک دنیا کی بڑی سے بڑی مہذب اور تعلیم یافتہ قومین اسلام کے چکیمانہ اور بے تکلف اصول و فروع سے سبق لے رہی ہین۔

شادی اور بیاہ مین جسقدر رسمین رائج ہین۔ ہم ان سب کا احاطہ نہین کر سکتے

ایک کلیہ قاعدہ لکھے دیتے ہین کہ جو رسوم فی نفسہ جائز ہون جیسے دلھن کا مانجھے[۵] مین بٹھانا دولھا کو بطور سلامی کے کچھ دینا وغیرہ ایسی رسمون کو اگر کر لیا جائے تو کچھ ہرج نہین مگر ان پر بھی ایسا التزام کرنا جس سے لوگون کو رسوم کے مسنون یا مستحب یا شرط نکاح ہونے کا شبہہ ہو ناجائز ہی اور جو رسوم فی نفسہ ناجائز ہین (جیسے ناچ گانا آتشبازی وغیرہ کا چھوڑنا زائد از حاجت روشنی کرنا نامحرمون کا سامنے آنا غیر عورتون سے ہنسی مذاق[۶] وغیرہ وغیرہ) انکا کرنا کسی حالت مین جائز نہین۔

پس اگر تمام رسوم کو نہ چھوڑ سکے تو اُن رسمون کو ضرور چھوڑ دے جو فی نفسہ ناجائز ہین۔ ہمارے یہان ہر مقام پر کوئی نہ کوئی شخص نکاح پڑھانے والا مقرر ہوتا ہی اُسکو قاضی کہتے ہین۔ عام لوگون کا خیال ہی کہ اگر اسکے سوا دوسرا شخص نکاح پڑھاوے یا زوجین خود ایجاب وقبول کر لین تو نکاح نہوگا یہ محض جہل ہی بلکہ مسنون یہی ہی کہ دلھن کا ولی خود ہی خطبہ پڑھے خود ہی نکاح پڑھائے۔ ہان یہ قاضی اُن لوگون کے مفید مطلب ہین جو جاہل ہون۔ نکاح کا طریقہ نہ جانتے ہون جیسے دیہاتی گنوار۔

نکاح کا طریقہ اور اُسکے سنن و مستحبات بیان ہو چکے اب ہم نکاح کے شرائط لکھتے ہین اور انھین کے ضمن مین انشاء اللہ تعالےٰ نکاح کے تمام مسائل بہت خوش اسلوبی سے آجائین گے

---

[۵] ہندوستان کے اکثر مقامات مین دستور ہی کہ لڑکی کو نکاح کی تاریخ سے کچھ دن پہلے مکان کے گوشہ مین بٹھا دیتے ہین پھر وہ نہ کسی بڑے کے سامنے بولتی ہی نہ چلتی ہی نہ کھاتی پیتی ہی اسی کو مانجھے مین بٹھانا کہتے ہین ۱۲

[۶] غیر عورتون سے ہنسی مذاق کا ہمارے ملک مین ایسا رواج ہی کہ اب عوام الناس اسکو جائز سمجھتے ہین بھاوج سے اور سالی سے تو مذاق کا رشتہ ہی خیال کیا جاتا ہی حالانکہ یہ بالکل ناجائز ہی اپنی منکوحہ کے سوا کسی عورت سے مذاقاً ایک لفظ بھی کہنا جائز نہین احادیث مین صاف صاف اسکی ممانعت ہی ۱۲

# نکاح کے ارکانؔ اور اُسکے صحیح ہونیکی شرطین

نکاح کا ایک رکن ہی ایجاب قبول۔ اِسی ایجاب قبول کے مجموعہ کا نام نکاح ہی۔
صرف ایک بار ایجاب قبول سے نکاح ہوجاتا ہی تین مرتبہ اسکی تکرار کرنا جیساکہ مروج ہی بالکل
بے ضرورت ہے اور اُسکے صحیح ہونے کی شرطین سات ہین جو ذیل مین مذکور ہوتی ہین۔

(۱) دو گواہ۔ اگر ایک بھی گواہ نہو یا صرف ایک ہو تو نکاح نہوگا۔

(۲) عورت کا محرمات مین سے نہ ہونا۔

(۳) نابالغ اور مجنون اور غلام کیلئے اُنکے اولیا کی اجازت نابالغ کیلئے اُسکے ولی کی اجازت شرط نفاذ ہے

(۴) عورت کیلئے اگر وہ غیر کفو سے نکاح کرنا چاہی تو ولی کی رضامندی۔ عورت بالغہ ہو یا نابالغہ
ہر حال مین غیر کفو سے نکاح کرنیکے لیے ولی کی رضامندی شرط ہی ولی راضی نہو گا تو نکاح صحیح نہوگاؔ

(۵) عاقل بالغ ہونا اگر کوئی شخص اپنا نکاح خود کرے تو خود اُسکا عاقل ہونا اور اگر اُسکا ولی
اُسکا نکاح کرتا ہو تو ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہی۔ وکیل کا بالغ ہونا شرط نہین ہاں عاقل
ہونا اُسکا بھی شرط ہی لہذا اگر سمجھدار بچہ وکیل بنا دیا جائے تو درست ہے (بحر الرائق)

(۶) مہر کے نہ دینے کی نیت نہونا۔ اگر یہ نیت ہو کہ مہر دیا ہی نہ جائیگا گو عورت راضی
بھی ہوجائے تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔

---

عــہ ارکان جمع رکن کی ہی رکن اور شرط مین فرق یہ ہی کہ رکن ہر چیز کا اسکی ذات مین داخل ہوتا ہی یعنی اس کا جز ہوتا ہی بخلاف شرط کے کہ وہ اپنے مشروط کی ذات سے خارج ہوا کرتی ہی مثلاً قیام رکوع سجود تو نماز کے رکن ہین یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور یہ نماز کے جز ہین اور طہارت نماز کی شرط ہی نماز اس سے مرکب نہین نہ وہ نماز کی جز ہی ۱۲

عــہ یہ قول بواسطہ حسن بن زیاد کے امام ابو حنیفہ سے منقول ہی اس زمانہ مین اسی پر فتویٰ ہی در المختار رد المختار۔ فتح القدیر۔ اِسکے مقابل مین امام محمد نے اپنی کتابون مین امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہی کہ ایسی حالت مین بھی بالغہ عورت کا نکاح جائز ہی گو ولی کی اجازت و رضامندی نہو ۱۲

(۷) نکاح کو کسی مدت کے ساتھ مقید نکرنا۔ جو نکاح کسی مدت کے ساتھ مقید ہو خواہ وہ مدت تھوڑی ہو مثلاً یون کہا جائے کہ دو برس کے لیے نکاح کرتا ہون یا مدت زیادہ ہو مثلاً یون کہے کہ دو سو برس کے لیے نکاح کرتا ہون یا مدت بالکل مجہول ہو مثلاً یون کہے کہ جسوقت تک فلان شخص زندہ ہو اس وقت تک کے لیے نکاح کرتا ہون بہرحال یہ نکاح صحیح نہو گا اس نکاح کو متعہ ؎ کہتے ہین۔

؎ کسی جہاد مین تجرد کی وجہ سے صحابہ سخت پریشان ہو گئے تھے یہان تک کہ بعض لوگون نے جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی کرانیکی اجازت طلب کی اُسوقت حضرتؐ نے انکو متعہ کرنیکی اجازت دیدی تھی ضرورت رفع ہو جانیکے بعد آپنے پھر اُسکو حرام کر دیا۔ بہت سی صحیح احادیث کتب صحاح ستہ وغیرہ مین متعدد صحابہ سے مروی ہین جو متعہ کی حرمت پر دلیل قطعی ہین رہ گئی یہ بات کہ وہ کونسا جہاد تھا جس مین متعہ کی اجازت دی گئی تھی روایات اس مین مختلف ہین بعض سے معلوم ہوتا ہو کہ جنگ خیبر مین اس کی اجازت دی گئی تھی پھر حرام کر دیا گیا بعض سے معلوم ہوتا ہو کہ فتح مکہ مین۔ بعض سے معلوم ہوتا ہو کہ جنگ اوطاس مین۔ تحقیق یہ ہو کہ متعہ کی تحلیل و تحریم کئی بار ہوئی پہلے جنگ خیبر مین جو سنہ ہجری کا واقعہ ہو پھر فتح مکہ مین جو سنہ ہجری کا واقعہ ہو پھر جنگ اوطاس مین کہ وہ بھی سنہ ہجری کا واقعہ ہو اور اس جنگ اوطاس مین تین دن کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا۔ علامہ شامی نے رد المحتار مین ابن ہمام سے جو نقل کیا ہو کہ متعہ کی حرمت حجۃ الوداع مین ہوئی یہ صحیح نہین ہو جنگ وطاس مین اس کی حرمت ہمیشہ کے لیے ہو چکی تھی جیساکہ احادیث کے تتبع سے ظاہر ہو۔ ابو داؤد کی ایک حدیث مین حجۃ الوداع کا ذکر ہو۔ مگر اس مین صرف اسی قدر ہو کہ متعہ کی حرمت حجۃ الوداع مین ہوئی یہ راوی کی غلط فہمی ہو حجۃ الوداع مین تحریم جدید نہین ہوئی بلکہ اُسی حرمت سابقہ واقعہ جنگ وطاس کا اعلان حجۃ الوداع مین کیا گیا تھا اس مین مصلحت یہ تھی کہ حجۃ الوداع مین مسلمانون کا مجمع بہت تھا لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منظور ہوا کہ متعہ کی حرمت سے تمام مسلمان واقف ہو جائین۔ روای کو پہلے سے متعہ کی حرمت کا علم نہو گا وہ یہ سمجھا کہ اُسکی حرمت اب ہوئی ہو اس قسم کی غلطی بشر سے اکثر ہو جاتی ہو کوئی عیب نہین ہے۔

صاحب ہدایہ نے جو امام مالک کی طرف جواز متعہ کی نسبت کی ہو اسپر تمام فقہا نے اُنکی سخت گرفت کی ہو۔ ہدایہ کے بعد فقہ کی جتنی بڑی بڑی کتابین تالیف ہوئین تقریباً سب مین ہدایہ کی اس غلطی کا بیان کرنا لازم سمجھ لیا گیا ہو درحقیقت یہ غلطی ان سے سخت ہوئی۔ مگر بشریت۔ تمام اہل اسلام کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہو گیا۔ صحابہ کیا تابعین کیا فقہا کیا محدثین صحابہ مین صرف ابن عباس پہلے بحالت اضطرار متعہ کو جائز سمجھتے تھے

## بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸

مگر جب حضرت علی مرتضیٰ نے اس پر ان کو سخت تہدید کی اور متعہ کی حرمت قطعی ابدی سے انکو واقف کیا تو انھون نے اپنے قول سے رجوع کیا ابن عباس کا رجوع کرنا حدیث و فقہ کی کتابون مین مذکور ہے۔

شیعون کا یہ کہنا کہ متعہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرام کیا ہی محض غلط ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حرام کرنے کا کیا اختیار تھا ہان انھون نے جس طرح اور اسلامی احکام کی تبلیغ مین ایک بڑا حصہ لیا ہے۔ قرآن مجید کی جمع و ترتیب حدیث و فقہ کی تعلیم کی اشاعت انھین نے دی اور بھی بہت سے جزئی مسائل مین انھون نے بڑی بڑی کوششین کین اسی طرح متعہ کی حرمت کے اعلان مین بھی انھون نے کوشش کی انکا آخری اعلان یہ تھا کہ اگر مینے سنا کہ کسی نے متعہ کیا ہی تو مین اس کو زنا کی سزا دون گا۔ بعض لوگ جو متعہ کی حرمت سے اسوقت تک واقف نہ تھے وہ اب واقف ہوگئے الغرض انھون نے صرف اتنا ہی کام کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایک حکم کی تبلیغ کردی اور یہی کوشش کی کہ متعہ کی حرمت کی صدا ہر کان مین گونج گئی۔ افسوس وہ نبی کے منادی کی آواز جو پہاڑون و جنگلون اور دریاؤن مین اب تک گونج رہی ہی شیعون کے کان تک نہین پہونچی لھم اذان لا یسمعون بھا[عہ] پہونچی اور بیشک پہونچی مگر جس طرح انھون نے خدا و رسول کے اور احکام کو سنا ان سنا کردیا اور سمعنا و عصینا[عہ] کے مصداق بنے اس حکم مین بھی انھون نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانون مین ان کے سوا کوئی متعہ کی حرمت کا منکر نہین ہی متعہ کی حلت پر انکا اصرار حد سے گزر گیا ہی متعہ کو نہ صرف وہ جائز ہی کہتے ہین بلکہ ایہین وہ وہ فضائل بیان کرتے ہین جو شاید کسی بڑی عبادت مین بھی نہون گے مینے شیعون کی کتابین دیکھی ہین خدا کی شان ہی کہ انھین کے صحیح احادیث مین ائمہ سے متعہ کی حرمت منقول ہی جسکا جواب انکے پاس سوا اسکے کچھ نہین ہی کہ یہ حکم ائمہ نے بطور تقیہ کے دیا ہی یعنے کسی مصلحت سے جھوٹا مسئلہ بیان کردیا ہی۔

عجیب لطف ہی کہ بعض شیعون کو یہ آرزو ہوئی کہ اہل سنت کی کتابون سے متعہ کی حلت ثابت کرین مگر سوا اسکے کہ ع ملال آورد آرزوے محال۔ اور کچھ نتیجہ نہوا چونکہ یہ مقام اس قسم کے مضامین کے مناسب نہین ہی اس لیے ہم زیادہ لکھنا نہین چاہتے بغرض علم صرف اسی قدر کافی ہی جو ہمنے لکھدیا ۱۲

واضح رہے کہ قرآن مجید کی آیتین بھی اسکی حرمت کو صاف صاف بیان کررہی ہین قولہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ترجمہ اور مذکورہ بالا عورتون کے علاوہ اور عورتون سے نکاح تمہارے لیے جائز کردیا گیا بشرطیکہ تم اپنے مال (یعنی مہر) کے بدلے مین (انسے نکاح کرنا چاہو) قید مین رکھنے کے لیے نہ شہوت پرستی کے ارادہ سے۔ اس آیت سے متعہ کی حرمت ظاہر ہی کیونکہ متعہ سے قید مین لانا مقصود نہین ہوتا بلکہ شہوت پرستی ۱۲

عہ ترجمہ انکے کان ایسے ہین کہ وہ انسے (حق بات) نہین سنتے ۱۲ عہ ترجمہ ہم نے سنا اور نہ مانا ۱۲

شرائط کی تعداد معلوم ہو چکی اب ہم ہر شرط کے تفصیلی احکام و مسائل بیان کرتے ہین

## ایجاب و قبول

ایجاب و قبول کے صحیح ہونے کے لیے نو باتین ضروری ہین۔

(۱) ایجاب و قبول دونون یا دونون مین سے ایک ؏ ماضی کے لفظ سے ادا کئے جائین یعنی ایسا لفظ ہو جس سے یہ بات سمجھی جائے کہ نکاح ہو چکا دونون کے ماضی ہونیکی مثال عاقدین مین سے کوئی یہ کہے کہ مینے اپنا یا اپنے موکل کا یا اپنی بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کر دیا دوسرا کہے کہ مین نے منظور کیا یا اور کوئی لفظ اسی کے ہم معنی دونون مین سے ایک کے ماضی ہونیکی مثال (۱) ایک کہے کہ تو اپنا نکاح میرے ساتھ کر لے دوسرا کہے کہ مینے کر لیا (۲) ایک کہے کہ مین تیرے ساتھ اپنا نکاح کرتا ہون دوسرا کہے کہ مینے قبول کیا ان دونون مثالون مین صرف قبول کی عبارت ماضی ہے (۳) ایک کہے کہ مینے تیرے ساتھ اپنا نکاح کر لیا دوسرا کہے کہ مجھے منظور ہے یا یہ کہے کہ مین منظور کرتا ہون اس مثال مین صرف ایجاب کی عبارت ماضی ہے۔

(۲) ایجاب و قبول دونون بذریعہ لفظ کے ادا کئے جائین نہ بذریعہ فعل کے مثلاً کوئی شخص عورت سے کہے کہ مینے تیرے ساتھ اپنا نکاح کر لیا اور یہ تیرا مہر ہے عورت زبان سے کچھ نہ کہے مگر مہر لے لے تو اس صورت مین ایجاب و قبول صحیح نہوگا اسیطرح اگر عورت کسی مرد سے کہے کہ اسقدر مہر کے عوض مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا مرد زبان سے کچھ نہ کہے مگر مہر دیدے

؏ اس صورت مین اگر قول اول امر کا صیغہ ہو (مثلاً مرد کہے کہ تو میرے ساتھ اپنا نکاح کر لے عورت کہے مینے قبول کیا) تو فقہا کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ لفظ امر ایجاب نہیں ہے بلکہ وہ ایک قسم کی توکیل ہے صاحب ہدایہ اسیطرف ہین اور بعض کہتے ہین کہ نکاح و طلاق وغیرہ مین امر کا بھی ایجاب ہے صاحب کنز الدقائق اسطرف ہین صاحب بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے صاحب فتح القدیر نے اسی کو حسن لکھا ہے اسی سبب سے ہمنے بلا تفصیل یہ لکھدیا کہ چاہے دونون ماضی ہون یا دونون مین سے ایک ۱۲

تو ایجاب قبول صحیح نہو گا کیونکہ ان دونون صورتون مین ایجاب گرچہ لفظ سے ادا کیا گیا ہو مگر قبول بذریعہ فعل کے ادا کیا گیا ہو کتابت بھی لفظ کے حکم مین ہو بشرطیکہ کاتب وہان عہ موجود نہو اور اپنی تحریر دو گواہون کو سنادے اور دکھادے اور انکو اُسپر گواہ کردے مثلاً کوئی شخص کسی عورت کو یہ لکھ بھیجے کہ مینے تیرے ساتھ اپنا نکاح کرلیا اور عورت دو آدمیون کو گواہ بناکر یہ کہے کہ فلان شخص کی یہ تحریر میری پاس آئی ہو لہٰذا مین اس سے نکاح کرتی ہون تو یہ ایجاب و قبول صحیح ہو جائیگا اور اگر کاتب وہان موجود ہو تو پھر کتابت لفظ کے حکم مین نہین ہو بلکہ فعل کے حکم مین ہو ایجاب و قبول کا اُسکی ذریعہ سے ادا کرنا درست نہو گا ہان جو شخص گونگا ہو اُسکے لیے ایجاب یا قبول کا بذریعہ لفظ کے ادا کرنا ضروری نہین بلکہ بذریعہ اشارہ کے کافی ہو بشرطیکہ وہ اشارہ پہلے سے معین عہ ہو (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

(۳) ایجاب کی عبارت پوری ادا ہو چکنے کے بعد قبول کی عبارت ادا کی جائے۔ مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مین تیرے ساتھ نکاح کرتا ہون سو روپیہ مہر کے عوض مین عورت قبل اِسکے مرد سو روپیہ مہر کا لفظ منھ سے نکالے یہ کہدے کہ مینے منظور کیا تو اس صورت مین قبول صحیح نہو گا کیونکہ ابھی ایجاب کی عبارت تو تمام ہونے پائی تھی کہ قبول کی عبارت ادا کردی گئی۔ ایجاب کی عبارت تمام اسوقت سمجھی جائیگی کہ جب ایجاب کرنیوالا اِسکے بعد کوئی بات ایسی کہنا نہ چاہتا ہو جو گذشتہ عبارت کی معنی مین تغیر پیدا کردے مثلاً صورت مذکورہ مین سو روپیہ مہر کی عبارت اگر نہ بولی جاتی

---

عہ وہان موجود نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مجلس نکاح مین نہو اگرچہ اسی شہر مین موجود ہو (شامی) ۱۲

عہ معین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ جانتے ہون کہ جب کسی بات کو یہ شخص منظور کرتا ہو تو اس قسم کا اشارہ کرتا ہو جب کسی بات کو نامنظور کرتا ہو تو اس قسم کا۔ ۱۲

تو مہر مثل واجب ہوتا خواہ وہ سَو کا ہو یا کم زیادہ مگر اس عبارت نے اسکے معنے کو بدل دیا اب بجائے مہر مثل کے سَو روپیہ واجب ہون گے لہذا اس صورت مین قبول صحیح نہین ہوگا بلکہ قبول کرنے والے پر لازم ہو کہ ایسی حالت مین پھر دوبارہ قبول کی عبارت دوہرائے-

(۴) ایجاب وقبول دونون ایک ہی مجلس مین ادا کئے جائین۔ اگر عاقدین مین سے کوئی اس مقام مین موجود نہو بلکہ اس نے اپنی تحریر بھیجی ہو تو وہ تحریر جس مجلس مین پڑھی جائے اُسی مجلس مین قبول کا ہونا ضروری ہے۔ ایجاب وقبول کا متصل ہونا ضروری نہین اگر ایک ہی مجلس مین ایجاب وقبول ہون گو دونون مین بہت کچھ فصل ہوجائے تب بھی درست ہے۔

مجلس کے ایک ہونے کا مطلب یہ ہو کہ ایجاب ورقبول کے درمیان مین کوئی ایسا فعل نہونے پائے جو ایجاب سے اعتراض پر دلالت کرتا ہو اگرچہ بقصد اعتراض نہ کیا گیا ہو بیٹھے سے اُٹھ کھڑا ہونا۔ کسی سے باتین کرنے لگنا۔ کچھ کھا لینا بشرطیکہ وہ ایک لقمہ سے زائد[ع] نہو۔ کچھ پینا بشرطیکہ وہ چیز پہلے سے اسکے ہاتھ مین نہو لیٹ کر سو رہنا۔ نماز پڑھنے لگنا۔ چلنا پھرنا اور اسی قسم کے افعال اگر ایجاب ورقبول کے درمیان مین واقع ہوجائینگے تو مجلس بدل جائے گی (شامی جلد ۲ صفحہ ۲۶۱)

بعد ان افعال کے قبول ادا کیا جائیگا تو صحیح نہو گا بلکہ اس صورت مین ضروری ہو گا کہ ایجاب کا پھر اعادہ کیا جائے **مثال** عورت کے وکیل نے کسی مرد سے کہا کہ مین اپنی موکلہ کا نکاح تیرے ساتھ کرتا ہون مرد نے پہلے کسی سے کچھ اور باتین کین اور

ع پان کے کھا لینے سے مجلس نہ بدلے گی کیونکہ ایک پان ایک لقمہ سے زائد نہین ہوتا ہان کئی گلوریان یکے بعد دیگرے کھائے تو بدل جائے گی ۱۲-

بعد اسکے کہا کہ مینے منظور کیا تو قبول صحیح نہو گا۔

اگر عاقدین چلنے کی حالت مین ایجاب قبول کرین خواہ پیادہ چل رہی ہون یا کسی جانور کی سواری مین تو نکاح نہو گا اس لیے کہ ایجاب قبول دونون کی مجلس اس صورت مین ایک نہین رہ سکتی اور اگر جہاز پر سوار ہون اور وہ چل رہا ہو اور ایجاب قبول کرین تو صحیح ہی (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۸۹)

ریل کی سواری بھی جہاز اور کشتی کا حکم رکھتی ہی اگر عاقدین ریل پر سوار ہونیکی حالت مین ایجاب قبول کرین تو درست ہی۔

(۵) ایجاب اور قبول باہم مخالف نہون مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ مین تیرے ساتھ دو سو روپیہ مہر کے عوض مین نکاح کرتا ہون عورت کہے کہ مینے نکاح تو منظور کیا مگر یہ مہر منظور نہین ہی تو ایسی حالت مین ایجاب قبول صحیح نہ ہوگا کیونکہ قبول ایجاب کے مخالف ہی۔

ہان اگر قبول عورت کی جانب سے ہو اور وہ مرد کے مقرر کئے ہوئے مہر سے کم مقدار کو قبول کرے یا قبول مرد کی طرف سے ہو اور وہ عورت کے مقرر کئے ہوئے مہر سے زیادہ مقدار کو قبول کرے تو ایسی حالت مین ایجاب قبول باہم مخالف نہ سمجھے جائینگے مثال (۱) مرد نے کہا کہ مین ایک ہزار روپیہ مہر کے عوض مین تیرے ساتھ نکاح کرتا ہون عورت نے کہا کہ مینے پانسو روپیہ مہر کے عوض مین منظور کیا (۲) عورت نے مرد سے کہا کہ مینے چار سو روپیہ مہر کے عوض مین تیرے ساتھ نکاح کیا مرد نے کہا کہ مجھے ایک ہزار روپیہ

ع۵ کشتی کی سواری مین مجلس نہ بدلنے کی وجہ علامہ شامی نے یہ لکھی ہی کہ وہ مثل گھر کے ہی اور اسکے ٹھیرا لینے کا عاقدین کو اختیار نہین ہی یہی وجہ ریل مین بھی موجود ہی ۱۲

مہر کی عوض مین منظور ہی دونون صورتون مین ایجاب و قبول صحیح ہو جائیگا اور ایجاب و قبول باہم مخالف نہ سمجھے جائین گے۔

(۶) ایجاب یا قبول کسی وقت پر موقوف یا کسی شرط پر مشروط نہو مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ تیرے ساتھ کل نکاح منظور ہی یا یہ کہے کہ اگر فلان بات ہو جائیگی تو مینے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ان دونون صورتون مین ایجاب قبول صحیح نہو گا۔

(۷) جس عورت سے نکاح کیا جاتا ہو وہ عاقدین[عہ] کے سامنے متعین کر دی جائے خواہ اس طور پر کہ وہ عورت خود مجلس نکاح مین حاضر ہو خواہ اپنا چہرہ کھولے یا نہین یا اس طور پر کہ اُس عورت کا نام اور اُسکے باپ کا نام عقد نکاح کے وقت گواہون اور عاقدین کے سامنے لیا جائے یعنی اس طرح پر کہ مثلاً زینب جو حامد کی بیٹی ہی اُسکا نکاح کیا جاتا ہی اگر کسی عورت کے دو نام ہون تو جو نام مشہور ہو صرف اُسکا لے لینا کافی ہی اور اگر دونون نام لیے جائین تو زیادہ مناسب ہی۔

اگر عورت کے نام مین یا عورت کے باپ کے نام مین غلطی ہو جائے اور عورت مجلس نکاح مین موجود نہو تو نکاح نہ ہو گا (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۹۹)

اگر عورت مجلس نکاح مین حاضر نہو اور نہ اُسکا نام لیا جائے اور پھر بھی وہ گواہون اور عاقدین کے نزدیک متعین ہو جائے تو کوئی ضرورت اُسکے حاضر کرنے یا نام لینے کی نہین ہی مثلاً کسی شخص کی ایک ہی لڑکی ہی اسنے کسی سے کہا کہ مین اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ

---

عہ عاقدین انکو کہتے ہین جو باہم ایجاب و قبول کرین اگر زوجین خود ایجاب و قبول کرین تو وہی عاقدین بھی سمجھے جائینگے اور جو زوجین خود ایجاب و قبول نکرین بلکہ اُنکے وکیل یا ولی ایجاب قبول کرین تو اُسوقت مین وہ وکیل یا ولی عاقدین ہونگے۔ عورت کے معین کرنیکی ضرورت اسی وقت ہی جبکہ عاقدین زوجین نہون ۱۲

عہ اگرچہ احتیاط اسی مین ہی کہ چہرہ کھول دے (بحر الرائق ۱۲

کرتا ہون اس نے کہا مینے منظور کیا تو یہ ایجاب و قبول صحیح ہو جائیگا بشرطیکہ گواہ اور وہ شخص جسکے ساتھ نکاح ہوا ہے یہ جانتے ہون کہ اس شخص کی ایک ہی لڑکی ہے۔

اگر کسی شخص کی دو لڑکیان ہون ایک بیاہی ایک بے بیاہی وہ کسی سے کہے کہ مینے اپنی لڑکی کا نکاح تیری ساتھ کیا تو اسی بے بیاہی کا نکاح ہو جائیگا بشرطیکہ گواہ اور وہ شخص جسکے ساتھ نکاح کیا گیا ہے یہ جانتے ہون کہ اس شخص کے صرف دو لڑکیان ہین اور ان مین سے ایک شوہر والی ہے (رد المختار جلد ۲ صفحہ ۲۸۹)

کسی شخص کی دو لڑکیان ہون حمیدہ اور سعیدہ ایک شخص نے اپنی منگنی سعیدہ کیساتھ کی مگر نکاح کے وقت غلطی سے حمیدہ کا نام زبان سے نکل گیا اور ایجاب قبول اسی نام پر ہوا تو یہ نکاح حمیدہ کے ساتھ ہو جائیگا نہ سعیدہ کے ساتھ۔

اسی طرح جس مرد کے ساتھ نکاح ہوتا ہو وہ عاقدین کے سامنے معین کر دیا جائے۔ مرد کے معین کرنے کی بھی وہی صورتین ہین جو اوپر مذکور ہوئین۔

(۸) عاقدین مین سے ہر ایک دوسرے کے کلام کو یا اس چیز کو جو قائم مقام کلام کے ہو[۵] سنے اگر نہ سنے گا تو نکاح نہو گا (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۸۹)

(۹) ایجاب و قبول مین یا تو خاصکر لفظ نکاح[۵] و تزویج کا استعمال کیا جائے یا اُسکے ہم معنی[۵] کوئی

---

[۵] جیسے تحریر پس اگر ایک عاقد کی تحریر کو دوسرا نہ سنے اور قبول کرلے تو نکاح نہو گا ۱۲ [۵] مثلاً یون کہا جائے کہ مینے تیری ساتھ نکاح کیا یا تیرے ساتھ تزویج کیا ۱۲ [۵] ہم معنی کی صورت یہ ہے کہ مرد یون کہے کہ مینے تجھکو اپنی بی بی بنا لیا یا یہ کہے کہ مین تیرا شوہر ہو گیا یا یہ کہے کہ تو میری ہو گئی یا عورت کہے کہ مینے تجھکو اپنا شوہر بنا لیا یا یہ کہے کہ مین تیری بی بی ہو گئی اس مقام پر فقہ کی کتابون مین صرف نکاح اور تزویج کی لفظ کی تخصیص کر دی گئی اور یہ لکھا ہے کہ نکاح اور تزویج کے علاوہ جسقدر لفظین ہین سب کنایات مین داخل ہین اسی وجہ سے صاحب بحر الرائق نے اعتراض کیا ہے اور دوسرے ایک صفحہ مین وہ الفاظ لکھے ہین جو نکاح و تزویج کے علاوہ ہین مگر انکا شمار کنایات مین نہین ہے پھر خود ہی جواب دیا ہے کہ چونکہ یہ الفاظ نکاح و تزویج کے ہم معنی ہین لہذا نکاح و تزویج کے لفظ انکو بھی شامل ہین ۱۲

دوسرا لفظ جو نکاح کا مطلب صریح طور پر ادا کرتا ہو۔

اگر نکاح و تزویج یا اُسکا ہم معنی لفظ صراحتہً نہ استعمال کیا جائے بلکہ کوئی ایسا لفظ جس سے کنایتہً عـ۵ مفہوم نکاح کا سمجھا جائے تو اُسکے صحیح ہونے کے لیے تین شرطین ہین۔

پہلی شرط یہ ہو کہ وہ لفظ ایسا ہو کہ اُسکے ذریعہ سے کسی ذات عـ۶ کا بل کی ملکیت فی الحال حاصل کی جاتی ہو جیسے لفظ ہبہ کا اور صدقہ کا اور تملیک کا یا لفظ بیع و شرا کا اور قرض کا۔

دوسری شرط یہ ہو کہ متکلم نے اس لفظ سے نکاح مراد لیا ہو اور کوئی قرینہ عـ۷ اس امر پر دلالت کرتا ہو

---

عـ۵ اگر صراحتہً لفظ نکاح کا یا اُسکا ہم معنی کوئی لفظ استعمال کیا جائے تو اس مین کسیکا اختلاف نہین سبکے نزدیک درست ہے اور اگر کوئی لفظ کنایہ کا استعمال کیا جائے تو اُسکی چار صورتین ہین۔ پہلی صورت یہ ہو کہ ہبہ یا صدقہ یا تملیک کی لفظ استعمال کیجائے مثلاً عورت یون کہے کہ مین نے اپنی ذات تجھکو ہبہ کردی یا مینے اپنی ذات بطور صدقہ کے تجھکو دیدی یا مینے تجھکو اپنی ذات کا مالک بنادیا اس صورت کے جواز مین حنیفہ کا اختلاف نہین ہے اگر ہو تو غیر حنیفہ کا ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خرید فروخت یا قرض کی لفظ استعمال کیجائے مثلاً مرد کہے کہ مینے تجھکو اسقدر روپیہ کے عوض مین خرید لیا یا عورت کہے کہ مینے اپنی ذات تیرے ہاتھ فروخت کردی یا مینے اپنی ذات تجھکو بطور قرض کے دیدی اس صورت کے جواز مین خود حنیفہ کا اختلاف ہو مگر صحیح یہ ہو کہ جائز ہو تیسری صورت یہ ہو کہ اجارہ اور وصیت کی لفظ استعمال کی جائے۔ مثلاً عورت کہے کہ مینے اپنی ذات کا ٹھیکہ تجھکو دیدیا یا عورت کا باپ کہے کہ مین وصیت کرتا ہون کہ تو میری بیٹی کا مالک ہے اس صورت مین بھی حنیفہ کا اختلاف ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ جائز نہین۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ تحلیل یا عاریت یا رہن کی لفظ استعمال کیجائے اس صورت کے ناجائز ہونے مین سب کا اتفاق ہو (رد المختار جلد ۲ صفحہ ۲۹۰) ۱۲

عـ۶ ذات کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جس سے ذات کی ملکیت حاصل نہین ہوتی بلکہ منافع کی جیسے عاریت اور ٹھیکہ۔ کا بل کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جنسے پوری ذات کی ملکیت حاصل نہین ہوتی بلکہ کسی جز کی مثلاً کوئی شخص یون کہو کہ مینے اپنی لونڈی کا نصف تجھکو دیا فی الحال کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جنسے اسوقت ملکیت حاصل نہین ہوتی بلکہ زمانہ مابعد مین جیسے وصیت ملکیت کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جنسے بالکل ملکیت حاصل ہی نہین ہوتی جیسے رہن و امانت ۱۲

عـ۷ قرینہ کی بہت سی صورتین ہین منجملہ اس کے یہ ہو کہ مثلاً کوئی شخص یون کہے کہ مینے تجھکو مول لیا اور وہ عورت آزاد ہو تو یہ قرینہ اس امر کا ہو کہ مول لینے سے نکاح مراد ہے یا لونڈی ہو مگر مہر کا ذکر اسکے بعد آگیا ہو مثلاً لوگون کا جمع کرنا خطبہ نکاح کا پڑھوانا لوگون کو گواہ بنانا۔ یہ سب باتین اس امر کا قرینہ ہوسکتی ہین کہ اس لفظ سے نکاح مراد ہو ۱۲

اگر قرینہ نہو تو قبول کرنیوالے نے اس مراد کی تصدیق[ع۴] کر دی ہو۔

تیسری شرط یہ کہ گواہون نے سمجھ لیا ہو کہ اس لفظ سے مراد نکاح ہے خواہ بوجہ کسی قرینہ کے خود سمجھ لیا ہو یا بتا دینے سے سمجھا ہو۔

اگر مرد اور عورت باہم اس امر کا اقرار کرین[ع۵] کہ وہ دونون زوج و زوجہ ہین تو اگر یہ اقرار گواہون کے سامنے ہوا ہو اور مقصود اس سے نکاح کرنا ہے تو یہ اقرار ایجاب و قبول کے قائم مقام ہو جائیگا اور اگر مقصود اس سے اس بات کی خبر دینا ہے کہ پیشتر نکاح ہو چکا ہے حالانکہ پیشتر نکاح نہوا تھا تو یہ اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہین ہو سکتا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

ایجاب و قبول کا ولی رضامندی سے ہونا شرط نہین حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی خوف سے یا مسخراپن مین ایجاب و قبول کے الفاظ زبان سے نکالدے تو نکاح صحیح ہوگا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

ایجاب و قبول کا عربی زبان مین ہونا شرط نہین ہر ملک کے لوگ اپنی اپنی زبان مین کرین صحیح ہو جائے گا (بحرالرائق وغیرہ)

ایجاب و قبول کے الفاظ کے معنی سے واقف ہونا شرط نہین صرف اس بات کا جان لینا کافی ہے

---

ع۴ مثلاً کوئی شخص کسی سے یون کہے کہ مین نے اپنی لونڈی تجھکو ہبہ کی دوسرا شخص کہے کہ مینے اس نکاح کو منظور کیا اس صورت مین اگرچہ کوئی قرینہ اس امر کا نہو کہ ہبہ سے مراد نکاح ہے تب بھی نکاح ہو جائیگا کیونکہ قبول کرنیوالے نے اس بات کو ظاہر کر دیا کہ ہبہ سے مراد نکاح ہے ۱۲

ع۵ اس مسئلہ کے بیان کرنے مین فقہا کی عبارتین مختلف ہین بعض تو کہتے ہین کہ اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہین ہو سکتا کیونکہ اقرار جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ایجاب و قبول کو جملہ انشائیہ ہونا چاہئیے۔ بعض کہتے ہین کہ اقرار اگر گواہون کے سامنے ہو تو قائم مقام ایجاب و قبول کے ہو جائیگا لیکن اس مسئلہ کا صحیح جواب یہی ہے کہ مقر کی نیت دیکھی جائیگی اگر اسکی نیت یہ ہے کہ زمانہ گذشتہ مین نکاح ہو چکا تب تو اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہوگا اور اگر اسکی نیت یہ نہین ہے تو نکاح ہو جائیگا اب رہ گیا گواہون کے سامنے ہونا اسکے قائم مقام ہونے کی شرط نہین ہے بلکہ اسکی صحت کی شرط ہے جیسا کہ خود ایجاب و قبول بھی بغیر گواہون کے صحیح نہین ہوتا ۱۲

اس لفظ سے نکاح ہوجاتا ہے مثلاً کسی مرد کو یہ سکھا دیا جائے کہ تو کہدے زَوَّجتُ نَفْسِیْ مِنْکَ اور عورت کو سکھا دیا جائے کہ تو کہدے قَبِلْتُ تو ایجاب قبول ہوجائیگا گو وہ دونون عربی زبان اور ان الفاظ کے معانی سے ناواقف ہون ہان اتنی بات جانتے ہون کہ اس لفظ کے کہدینے سے نکاح ہوجائے گا یہ بھی نہ جانتے ہون تو پھر نکاح نہ ہوگا۔ (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۲۹۰)

اگر نکاح عورت کے جسم کیطرف منسوب کیا جائے تو اُسکے کل جسم کی طرف منسوب ہونا چاہیئے۔ مثلاً یون کہا جائے کہ مینے تیرے ساتھ نکاح کیا اور اگر کسی خاص جز کی طرف منسوب کیا جائے تو اُسمین یہ شرط ہے کہ وہ جز ایسا ہو کہ اس سے کل جسم بھی کبھی مراد لیا جاتا ہو جیسے سر۔ گردن۔ پشت۔ مثلاً یون کہا جائے کہ مینے تیرے سر کے ساتھ نکاح کیا۔ اگر کسی ایسے جز کی طرف منسوب کیا جائیگا جس سے کل جسم کبھی مراد نہین لیا جاتا مثلاً یون کہے کہ مینے تیرے نصف جسم کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح نہوگا (درمختار۔ ردالمحتار جلد صفحہ ۲۸۸)

اگر ایجاب قبول مین کوئی غلط لفظ استعمال کیا جائے تو اسمین دیکھنا چاہیئے کہ وہ استعمال کرنے والا ذی علم ہے یا جاہل یعنی وہ صحیح لفظ سے واقف ہے یا نہین اگر ناواقف ہے تو بہر حال ایجاب قبول درست ہوجائیگا اور اگر واقف ہے تو اگر وہ غلط لفظ ایسا ہے کہ عام طور پر رائج ہوگیا ہے تو درست ہوگا ورنہ درست نہوگا (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۲۹۳)

**مثال** کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مین تیرے ساتھ نکاح کرتا ہون عورت کہے کہ مینے قبول کیا اس صورت مین مذکورۂ بالا امور کا لحاظ کرکے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا

عہ ترجمہ مینے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا ۱۲ عہ ترجمہ مینے قبول کیا ۱۲ سہ یہ وہ الفاظ ہین کہ ہماری زبان مین بھی کبھی ان سے کل جسم مراد ہوتا ہے مثلاً کہتے ہین کہ فلان آفت میری سر سے ٹل گئی یعنی میری تمام جسم سے ٹلگئی یا اس امر کا بار میری گردن پر ہے یعنی میرے اوپر ہے ۱۲

## گواہی

گواہی صرف معاملہ نکاح کے لیے شرط ہو اور کسی معاملہ کے لیے مثل بیع اور وقف وغیرہ کے گواہی شرط نہین یعنی اور معاملات بغیر گواہی کے بھی درست ہوجاتے ہین۔

نکاح مین گواہی کی شرط ہونے کی مصلحت ظاہر ہو اگر نکاح مین گواہی نہ شرط ہوتی تو زنا مین اور اسمین کچھ فرق نہوتا اور جن خرابیون کے سبب سے شریعت نے زنا کی ممانعت فرمائی ہے وہ بدستور باقی رہتین زنا کی تحریم بے سود ہوجاتی علاوہ اُسکے نکاح کی عظمت اور شان ظاہر کرنا بھی شارع کو مقصود ہو نکاح کی گواہی مین دس باتین شرط ہین۔

(۱) دو گواہ ہون۔ ایک گواہ کے سامنے اگر ایجاب قبول کیا جائے تو صحیح نہین۔

(۲) دونون گواہ مرد ہون یا ایک مرد ہو اور دو عورتین۔

(۳) دونون (گواہ) آزاد ہون لونڈی غلامون کی گواہی کافی نہین۔

(۴) دونون گواہ عاقل ہون۔ مجنون۔ مست۔ بیہوش کی گواہی کافی نہین۔

(۵) دونون گواہ بالغ ہون نابالغ بچون کی گواہی گو وہ سمجھدار ہون کافی نہین۔

(۶) دونون گواہ مسلمان ہون کافرون کی گواہی کافی نہین۔ مسلمانون کی گواہی ہر حال مین کافی ہو خواہ وہ پرہیزگار ہون یا فاسق۔ فسق۔ اُنکا کھلا ہوا ہو یا چھپا ہوا۔

ف گواہون کا بینا ہونا یا زوجین کا رشتہ دار ہونا شرط نہین۔ اندھون کی گواہی اور زوجین کے رشتہ دارون کی گو وہ اُنکے بیٹے ہی کیون نہون کافی ہو۔

(۷) دونون گواہ ایسے ہون کہ انکو عدالت مین پیش کرسکے اگر کوئی شخص کراماً کاتبین فرشتون کو گواہ بنائے تو کافی نہین کیونکہ انکو عدالت مین پیش نہین کرسکتا اسی طرح اگر کوئی شخص ایک گواہ اللہ کو اور ایک گواہ کسی آدمی کو بنائے تب بھی کافی نہین اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ اور

رسول کو گواہ بنالے تب بھی کافی نہین نکاح نہو گا۔ کیونکہ ان گواہون کو علم الیقین پیش نہین کرسکتا اور اخیر صورت مین ناجائز ہونیکی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ گواہون کو مجلس نکاح مین موجود ہونا چاہئیے تاکہ وہ ایجاب و قبول کو سنین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس نکاح مین موجود نہین نہ وہ عالم الغیب ع۵ ہین۔

(۸) دونون گواہ ایک ساتھ طرفین کے ایجاب و قبول کو سنین اگر ایک ساتھ دونون نے نہین سنا بلکہ پہلے ایک نے سُنا پھر دوسرے نے سنا تو صحیح نہوگا اسی طرح اگر گواہون نے ایجاب و قبول دونون کو نہین سُنا بلکہ صرف ایجاب کو سنا یا صرف قبول کو سنا تب بھی نکاح صحیح نہوگا۔

ف اگر گواہ بہرے ہون تو نکاح نہ ہوگا ہان اگر عاقدین گونگے ہون اور اشارہ سے ایجاب و قبول کرین اور بہرے گواہ اس اشارہ کو دیکھکر سمجھ لین تو نکاح ہو جائے گا۔ (شامی جلد ۳ صفحہ ۲۹۵)

---

ع۵ اس صورت مین فقہا لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب سمجھکر نکاح کا گواہ بنائے تو کافر ہو جائیگا کیونکہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو عالم الغیب سمجھنا کفر ہو علامہ زین الدین بحر الرائق جلد سوم کے صفحہ ۹۴ پر فتاوی قاضیخان وغیرہ سے نقل کرتے ہین کہ اللہ اور رسول کی گواہی سے نکاح صحیح نہوگا بلکہ وہ شخص بسبب نبی کے عالم الغیب سمجھنے کے کافر ہو جائیگا فقط ایسا ہی اور فقہا بھی لکھتے ہین اس اخیر زمانہ مین جہان اور نئی نئی باتین نکل رہی ہین ہان یہ بھی ایک مسئلہ ایجاد کیا گیا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا چاہئیے حالانکہ قرآن مجید کی بہت سی آیتین صاف صاف دلالت کرتی ہین کہ خدا کے سوا کوئی عالم الغیب نہین ہے قولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ترجمہ اے نبی کہدو کہ جو لوگ آسمانون مین اور زمین مین ہین خدا کے سوا کوئی غیب نہین جانتا۔ اسی طرح کی صاف صاف اور آیتین بھی ہین اور احادیث تو بیشمار ہین جو اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہین ہین اور انکو عالم الغیب کہنا نہ چاہئیے ان آیات قرآنیہ و احادیث متواترہ کے مقابلہ مین وہ لوگ بعض علما کے اقوال پیش کرتے ہین جنھون نے غلو محبت در جوش مدح مین کچھ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین اس قسم کے لکھدئے ہین جنسے علم غیب لازم آتا ہو مگر ان کو یہ خبر نہین کہ اصول عقائد کی کتابون مین یہ بات مسلم ہو چکی ہو کہ عقائد کے متعلق وہ حدیثین بھی قابل عمل نہین ہین جو بسلسلہ احاد مروی ہون چہ جائیکہ بعض لوگون کے اقوال اور وہ بھی صریح نہین یہ ضرور ہو اللہ تعالی نے بہت سے غیوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیا تھا جنکی بطور معجزہ آپنے خبر دی مگر اس سے عالم الغیب ہونا لازم نہین آتا حضرت استاذ علامہ نے مجبور ہو کر ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ مین لکھا ہو جسکا نام التحقیق المجتبی فی علم المصطفی ہو نہایت محققانہ اور اصولیانہ بحث کی ہے ۱۲

(۹) دونون گواہ ایجاب وقبول کے الفاظ سنکر یہ سمجھ لین کہ نکاح ہو رہا ہو گو ان الفاظ کے معنی نہ سمجھین مثلاً ایجاب وقبول عربی زبان مین ہوا اور گواہ عربی نہ جانتے ہون۔

(۱۰) دونون گواہ زوجین سے واقف کردئے جائین اگر صرف زوجین کے نام سے انکو جان جائین تو صرف اُنکا نام بتا دینا کافی ہو ورنہ زوجین کے باپ دادا کا نام بھی اُنکو بتا دیا جائے تاکہ وہ اچھی طرح واقف ہو جائین کہ یہ کس کا نکاح ہو۔ اگر عورت برقع پہنے ہوئے مجلس مین بیٹھی ہوئی ہو اور گواہ اُسکو دیکھ لین گو چہرہ نہ دیکھین تب بھی کافی ہو نام وغیرہ بتانیکی ضرورت نہین مگر اس صورتمین احتیاط کی بات یہ ہو کہ عورت کا چہرہ گواہون کو دکھایا جائے

مسئلہ اوپر جو لکھا گیا کہ فاسق کی اور رشتہ دار کی گواہی نکاح مین کافی ہو اسکا یہ مطلب ہے کہ نکاح صحیح ہو جائیگا اور عنداللہ زوجین زنا کے مرتکب نہونگے یہ مطلب نہین ہو کہ عدالت مین انکی گواہی ہو گی عدالت مین تو اسی کی گواہی معتبر ہوگی جسمین تمام شرائط شہادت کی پائی جائین کہ منجملہ ان شرائط کے یہ بھی ہو کہ گواہ مدعی کے رشتہ دار نہون نہ فاسق ہون پس اگر فاسقون یا رشتہ دارون کو گواہ بنا کر نکاح کیا جائے اور بعد کو زوجین مین سے کوئی نکاح کا انکار کر جائے تو اس نکاح کا ثبوت صرف اُن فاسقون یا رشتہ دارون کی گواہی سے نہین ہو سکتا قاضی اس نکاح کو قائم نہ رکھے گا۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے نکاح کے لیے کسی کو وکیل کر دیا ہو اور وہی وکیل ایجاب یا قبول کرے اور موکل خود بھی اُسوقت وہان موجود ہو تو وہ موکل خود ہی عاقد سمجھا جائیگا اور وکیل کا شمار گواہون مین ہو جائیگا پس اگر وکیل کے سوا صرف ایک اسامی یا صرف دو عورتین اور ہون تو کافی ہو اسی طرح اگر ولی ایجاب وقبول کرے اور جسکا وہ ولی ہو وہ خود بھی وہان موجود ہو تو وہ خود ہی عاقد سمجھا جائیگا بشرطیکہ وہ خود عاقل بالغ ہو

اور ولی کا شمار گواہوں مین ہو جائیگا (درمختار۔ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

**مسئلہ** مستحب ہے کہ بعد تمام ہو جانے ایجاب وقبول کے نکاحنامہ تحریر کر لیا جائے۔ (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ ۹۷) نکاحنامہ مین نکاح کا دن۔ تاریخ۔ وقت اور زر مہر کی تعداد اور زوجین اور گواہون کے نام لکھ لیے جائین زوجین یا اُنکے وکلا یا اولیاء سے اور گواہون سے اُسپر دستخط کرا لیے جائین۔

## محرمات کا بیان

نکاح کی دوسری شرط یہ تھی کہ عورت محرمات مین سے نہو لہٰذا اب ہم اُن عورتون کا ذکر کرتے ہین جو محرمات مین سے ہین یعنی اُن سے نکاح حرام ہو اُن کے علاوہ جس قدر عورتین ہین اُنکو سمجھ لینا چاہئیے کہ محرمات مین سے نہین ہین۔

نکاح کے حرام ہونیکے گیارہ سبب ہین۔ نسبی[1] رشتہ۔ سسرالی[2] رشتہ۔ دودھ[3] کا رشتہ۔ اختلاف[4] مذہب۔ اتحاد[5] نوع۔ اختلاف[6] جنس۔ طلاق[7]۔ لعان[8]۔ ملک[9]۔ جمع[10]۔ تعلق[11] حق غیر۔ اب ہم ان تمام اسباب کے تفصیلی احکام بیان کرتے ہین۔

### پہلا[1] سبب

نسبی رشتہ۔ اس رشتہ کی صرف چار قسمون سے نکاح حرام ہو۔ اپنے[1] اصول۔ اپنے[2] فروع اپنے[3] ماں باپ کے فروع۔ اپنے[4] ماں باپ کے اصول کے فروع۔

اپنے اصول سے مراد اپنے ماں باپ دادا پردادا وغیرہ۔ نانا پرنانا وغیرہ۔ دادی پردادی وغیرہ۔ نانی پرنانی وغیرہ۔

اپنے فروع سے مراد اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک۔

ماں باپ کے فروع سے مراد بھائی بہن اور انکی اولاد اخیر سلسلہ تک۔

انہی ماں باپ کے اصول کے فروع سے مراد چچا پھوپھی ماموں خالہ مگر ان کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہو اسی وجہ سے چچا پھوپھی ماموں خالہ کی اولاد سے نکاح جائز ہو -

باپ ماں کے چچا ماموں پھوپھی خالہ اسی چوتھی قسم مین داخل ہین کیونکہ وہ بھی اپنے ماں باپ کے اصول کے فروع ہین ان سے بھی نکاح حرام ہو مگر اُن کی اولاد سے جو اپنے باپ ماں کی چچازاد یا ماموں زاد بھائی بہن ہو نکاح جائز ہو حاصل یہ کہ اس چوتھی قسم کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہو ایک بطن کے بعد حرمت جاتی رہتی ہو -

ماں کی سگی پھوپھی کی پھوپھی اور باپ کے سگی خالہ کی خالہ بھی اسی چوتھی قسم مین داخل ہو عہ اس چوتھی قسم مین بہت سی صورتین پیدا ہو سکتی ہین

نسب کی یہ چارون قسمین جو یہان بیان ہوئین اسی حالت مین حرام ہین کہ جب اُنکا رشتہ نکاح حلال سے پیدا ہوا ہو - اور اگر اُنکا رشتہ زنا عہ وغیرہ سے پیدا ہوا ہو تو مذکورہ بالا اقسام مین سے پہلی دو قسمین تو بدستور حرام رہین گی یعنی اپنے اصول اور اپنے فروع پس زنا کے ماں باپ اور ان ماں باپ کے ماں باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک اور زنا کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک بدستور حرام رہین گی - ہان تیسری اور چوتھی قسم مین سے صرف ماں کے فروع اخیر سلسلہ تک اور ماں کے اصول کے فروع ایک بطن تک بدستور حرام رہین گی اور باپ کے فروع اور باپ کے اصول کے فروع حرام نہین ہین -

عہ اس مقام پر صاحب مختار نے لکھدیا ہو کہ ماں کی سگی پھوپھی اور باپ کی خالہ کی خالہ سے نکاح جائز ہو مگر یہ صحیح نہین ہے صاحب در مختار کو اس مقام پر ایک عبارت سے دھوکھ ہو گیا رد شامی ۱۲ عہ زنا سے رشتہ پیدا ہونے کی یہ صورت ہو کہ کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس زنا سے اس کی اولاد پیدا ہو تو وہ زنا کرنیوالا اسکا باپ ہو جائیگا اور زنا کرنیوالے کا بھائی اسکا چچا اور اسکی بہن، اسکی پھوپھی ہو جائیگی اسی طرح ان کی طرف سے بھی سب لوگ رشتہ دار ہو جائینگے مگر وجہ اسکی یہ ہو کہ شریعت نے زنا کی اولاد باپ کو نہین دلائی اور اسکا نسب باپ سے قائم نہین کیا لہذا باپ کے فروع اور باپ کے اصول کے فروع رشتہ مین کوئی نہ سمجھے جائینگے ان باپ اور باپ کا باپ وغیرہ البتہ حرام رہینگے کیونکہ انکا رشتہ اعتبار مین قوت نہین ہے

پس اخیافی[۵] بھائی بہن اور ماموں خالہ تو حرام ہونگی اور علاتی بھائی بہن اور چچا پھوپھی حرام نہوں گے لعان کی اولاد[۶] بھی اپنی اولاد کے حکم مین ہی (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۵۸)

ان چار قسمون کے علاوہ اور جسقدر نسبی رشتہ دار ہوں سب سے نکاح جائز ہی۔

## دوسرا سبب

**سسرالی رشتہ** اس رشتہ کی بھی صرف چار قسمون سے نکاح حرام ہی۔

مدخولات[۷] کے فروع۔ منکوحات اور مدخولات کے اصول۔ اپنے اصول کے مدخولات اور منکوحات۔ اپنے فروع کے مدخولات اور منکوحات۔

**مدخولات کے فروع** سے مراد ان عورتون کی اولاد ہی جن سے خاص[۸] استراحت کی نوبت آچکی ہو خواہ بذریعہ نکاح یا بطور زنا کے۔ جس عورت سے نکاح صحیح ہو چکا ہو اس سے اگر خلوت صحیحہ ہو جائے تو وہ بھی مدخولات مین شامل ہو جائیگی جس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہو چکا ہی مگر خلوت صحیحہ نہین ہوئی اس عورت کی اولاد حرام نہین ہے۔ اور جس عورت کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو اور نوبت خاص استراحت کی یا ان چیزونکی نہ آئی ہو جو

[۵] ماں کی اولاد جو اپنے باپ سے نہو اخیافی کہلاتی ہی اور باپ کی اولاد جو اپنی ماں سے نہو علاتی کہلاتی ہی ۱۲ [۶] اس مسئلہ مین فقہا کی عبارتین بہت مختلف ہین ایک ہی کتاب کے مختلف اقوال لکھے ہین صاحب بحرالرائق محرمات کے بیان مین تو لکھتے ہین کہ زانی کا چچا ماموں اسکی زنا کی اولاد سے نکاح نہین کر سکتا پھر رضاع کے بیان مین لکھتے ہین کہ کر سکتا ہی اسیطرح صاحب فتح القدیر نے محرمات کے بیان مین تو لکھا ہی کہ زنا کی اولاد زانی کے چچا ماموں پر حرام ہی اور رضاع کے بیان مین صاحب تجنیس سے نقل کیا ہی کہ حرام نہین ہی۔ منحۃ الخالق سے یہ پتہ چل گیا کہ زنا کے چچا ماموں کا محرمات مین شمار کرنا صاحب بحرالرائق و فتح القدیر کی ذاتی رائے ہی اصل مذہب یہی ہی کہ انکا شمار محرمات مین نہین ہی لہذا ہمنے زنا کے باپ کے فروع اور زنا کے باپ کے اصول کے فروع کو محرمات سے خارج کر دیا واللہ اعلم ۱۲ [۷] لعان کی اولاد سے مراد اس عورت کی اولاد ہی جس سے لعان ہوا ہو۔ لعان کی تعریف وغیرہ آگے بیان ہوگی ۱۲ لمعہ [۸] خاص استراحت کی نوبت اس طرح پر آئی ہو کہ جس سے غسل واجب ہوتا ہی اگر مرد نے اپنے خاص حصہ پر موٹا کپڑا لپیٹ لیا جو عورت کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع ہی تو اس خاص استراحت سے اس عورت کے فروع اس مرد پر حرام نہون گے ۱۲ [۹] بعض فقہ کی کتابون مین اس مسئلہ مین اختلاف لکھا ہی حالانکہ صحیح یہ ہی کہ خلوت صحیحہ مین کسی کا اختلاف نہین ہے اختلاف صرف خلوت فاسدہ مین ہے (شامی جلد ۲ صفحہ ۱۴۰) ۱۲

قائم مقام خاص استراحت کے ہین تو اس عورت کی اولاد حرام نہو گی۔
اس مین یہ بھی شرط ہو کہ خاص استراحت ایسی حالت مین ہو کہ دونون مین نفسانی کیفیت پیدا ہو چکی ہو اگر کسی ایسی کمسن عورت سے خاص استراحت کیجائے جسمین نفسانی کیفیت پیدا نہین ہوئی تو اس عورت کی اولاد اُسکے شوہر یا اسکے زانی پر حرام نہو گی اسی طرح اگر مرد اسقدر کمسن ہو کہ اُسمین نفسانی کیفیت پیدا نہین ہوئی تو بھی اس عورت کی اولاد اُس مرد پر حرام نہو گی (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۰۱)

**مدخولات** اور منکوحات کے اصول سے مراد اُن عورتون کے اصول یعنی اُن کے باپ دادا دادی وغیرہ ماں نانا نانی وغیرہ ہین جن سے خاص استراحت کی نوبت آچکی ہو گو بطور زنا کے یا اُنسے نکاح ہو چکا ہو گو خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی بھی نوبت نہ آئی ہو حاصل یہ کہ فروع کے حرام ہونے کے لیے تو خاص استراحت شرط ہی اور اصول کے حرام ہونے کے لیے صرف نکاح بھی کافی ہی۔

**اپنے اصول کے** مدخولات و منکوحات۔ مراد وہ عورتین ہین جن سے اپنے باپ دادا نانا پر نانا وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا اُنسے نکاح صحیح ہو چکا ہو گو نوبت خاص استراحت کی اور ان چیزون کی نہ آئی ہو جو قائم مقام خاص استراحت کے ہین۔

**اپنے فروع کے** مدخولات و منکوحات سے مراد وہ عورتین جن سے اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا ان سے صرف نکاح ہو چکا ہو گو نوبت خاص استراحت کی نہ آئی ہو۔

**مسئلہ** کسی عورت کے خاص حصہ کے اندرونی جانب کا دیکھنا یا اُس کو چھونا خواہ جس عضو کو چھوئے یا عورت کی تقبیل کرنا خواہ کسی مقام مین کرے

منھ مین یا اور کہین یا عورت کو لپٹا لینا قائم مقام خاص استراحت کے ہے یعنی ان امور سے سسرالی رشتہ قائم ہو جائیگا وہ عورت اس مرد کے اصول و فروع پر حرام ہو جائیگی اور اس عورت کے اصول و فروع اس مرد پر حرام ہو جائین گے اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کے خاص حصہ کو دیکھے یا اسکے بدن کو چھوئے یا اسکی تقبیل کرے یا اسکو لپٹالے تب بھی سسرالی رشتہ قائم ہو جائے گا۔

مگر یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے اسیوقت ہونگے جب یہ پانچ شرطین موجود ہون

**پہلی شرط** یہ ہے کہ یہ امور نفسانی کیفیت کے جوش ع۵ مین صادر ہوئے ہون خواہ یہ جوش مرد عورت دونون مین ہو یا صرف ایک مین جس وقت یہ امور صادر ہون اس وقت جوش موجود ہو اگر اسوقت نہ تھا بلکہ بعد مین پیدا ہوا تو قابل اعتبار نہین۔

**دوسری شرط** یہ ہے کہ عورت و مرد دونون مین نفسانی کیفیت کا جوش پیدا ہو چکا ہو یعنی بالغ ہون یا قریب بلوغ کے ہون اگر نابالغ مرد کسی بالغ عورت سے یہ باتین کرے گو عورت مین اسوقت نفسانی جوش موجود ہو تو یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہونگے۔ اسی طرح اگر عورت نابالغ ہو اور مرد بالغ تب بھی یہ امور قائم مقام استراحت کے نہین ہین۔ **تیسری شرط** ع۶ یہ ہے کہ ان امور کے بعد مرد کو انزال نہ ہو جائے

---

ع۵ نفسانی کیفیت کا جوش جوان مرد مین اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ اسکے خاص حصہ مین استادگی پیدا ہو جائے یا اگر استادگی پہلے سے تھی تو اب اس مین زیادتی ہو جائے اور عورت مین اور بوڑھے مرد مین یہ بات ہو کہ ان کے دل مین خواہش پیدا ہو اور اگر پہلے سے خواہش موجود ہو تو زیادہ ہو جائے اگر یہ باتین نہون تو کسی کی طرف دیکھنے یا کسی کی تقبیل کرنے سے سسرالی رشتہ قائم نہوگا ۱۲ منہ

ع۶ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے صرف اسی سبب سے کئے گئے ہین کہ ان امور کے بعد خاص استراحت کے واقع ہو جانیکا گمان غالب تہا یعنی یہ امور خاص استراحت کے سبب ہو جاتے ہین پس سبب قائم مقام مسبب کے کر دیا گیا مگر انزال ہو جانے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اب خاص استراحت نہوگی کیونکہ جوش فرو ہو گیا لہذا انزال ہو جانیکی صورت مین یہ امور خاص استراحت کے قائم مقام نہین کئے گئے در مختار و شامی وغیرہ ۱۲

انزال ہو جائیگا تو یہ امور قائم مقام استراحت کے ہین گے۔

چوتھی شرط یہ ہی کہ مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے خاص حصہ کو دیکھا ہو تو خاص کر اسی مقام کو دیکھا ہو نہ اس کی شبیہ کو پس اگر کسی کے خاص حصہ کا عکس آئینہ مین یا پانی مین دیکھے تو یہ دیکھنا قائم مقام خاص استراحت کے نہین ہی۔

پانچوین شرط یہ ہی کہ مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے بدن کو چھوا ہو یا اس کو لپٹایا تو کوئی کپڑا وغیرہ درمیان مین حائل نہ ہو جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع ہو۔ اگر کپڑا حائل ہو اور بہت ہی باریک ہو کہ ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع نہین ہوتا تو وہ کپڑا حائل نہ سمجھا جائے گا۔ کپڑا حائل ہونے کی صورت مین چھونا یا لپٹانا قائم مقام خاص استراحت کے نہو گا بلکہ ایسی حالت مین خاص استراحت سے بھی سسرالی رشتہ قائم نہ ہو گا۔ بالون کا چھو لینا بھی مثل اور بدن کے چھو لینے کے ہے بشرطیکہ بال سر کے اوپر ہون۔ سر سے لٹکے ہوئے بالون کا چھونا قائم مقام خاص استراحت کے نہین ہی۔

جب یہ پانچون شرطین پائی جائین تو یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے ہو جائین گے یعنی جس مرد و عورت مین یہ امور واقع ہون گے اُنمین باہم سسرالی رشتہ قائم ہو جائیگا خواہ یہ امور عمداً کئے جائین یا بھولے سے یا دھوکہ سے یا کسی مجبوری سے یا جنون کی

عہ ان امور کا خاص استراحت کے قائم مقام ہونا محض عقلی نہین ہی بلکہ احادیث و آثار سے بھی اسکا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ چند آثار و احادیث فتح القدیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۶۹ پر مرقوم ہین ۱۲

حالت مین یا نشہ مین۔ **مثال** (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو خاص استراحت کیلئے بیدار کرنا چاہا اور اس جوش کی حالت مین اُسکا ہاتھ بی بی کی لڑکی پر پڑ گیا تو اُسکی بی بی اُسپر حرام ہو جائیگی وہ اب اسکی ساس ہو گئی مگر نکاح نہ ٹوٹے گا۔ (۲) کسی شخص نے اندھیرے مین کسی اجنبی عورت کو اپنی بی بی سمجھکر لپٹا لیا تو اُس عورت کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہو جائینگے یعنی انسے نکاح نہین کر سکتا (۳) کسی شخص نے جان کے خوف سے کسی عورت کو لپٹا لیا تو اس عورت کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہو جائینگے اور نیز یہ عورت اس شخص کے اصول و فروع پر حرام ہو جائیگی (۴) کسی نے نشہ مین اپنی بی بی کی ماں کے تقبیل کر لی تو اب اسکی بی بی اسپر حرام ہو جائیگی مگر نکاح نہ ٹوٹے گا۔ اگر کوئی مرد کسی عورت سے یا کوئی عورت کسی مرد سے یہ باتین کرے اور بعد اسکو اس امر کا انکار کر جائے کہ مینے یہ باتین نفسانی کیفیت کے جوش مین نہین کین تو یہ انکار مان لیا جائیگا بشرطیکہ کوئی قرینہ اس امر کے خلاف پر نہو مثلاً اسوقت خاص حصہ مین استادگی ہو تو یہ قرینہ اس امر کا ہے کہ نفسانی کیفیت کے جوش مین یہ باتین ہوئین ہان خاص حصہ کے چھونے مین اور منہ اور رخسارہ کی تقبیل مین یہ انکار نہ مانا جائیگا۔ (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۹)

اگر کوئی عورت کسی مرد کے بدن کو چھوئے اور کہے کہ مینے نفسانی کیفیت کے جوش مین چھوا ہے اور مرد انکار کرے تو مرد ہی کی بات مانی جائیگی (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

**مسئلہ** (۱) صرف اسی قدر رشتہ دار حرام ہین اُنکے علاوہ اور جسقدر مستورات رشتہ دار ہون انمین سے جسکے ساتھ چاہے نکاح کر سکتا ہے۔ مرد اپنی بی بی کی بہن اور پھوپھی اور خالہ اور سوتیلی ماں کیساتھ

---

ع۵ نکاح نہ ٹوٹنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ دوسرے سے نکاح نہ کر سکیگی اسکا نان و نفقہ بھی شخص کے ذمہ واجب ہوگا اور حرام ہو جانیکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ شخص اس سے خاص استراحت نہ کر سکے گا کریگا تو گنہگار ہوگا اگرچہ زنا کی سزا اسکو نہ دی جائیگی (شامی)

اور عورت اپنے شوہر کے بھائی چچا ماموں بھانجہ بھتیجہ وغیرہ سے نکاح کر سکتی ہی۔

## تیسرا سبب

دودھ[ع] کا رشتہ دودھ پینے سے ایک تعلق دودھ پینے والے اور پلانے والے کے درمیان مین پیدا ہو جاتا ہی۔ اس تعلق کو شریعت نے مثل نسبی تعلق کے قائم کرکے ایک مسلسل رشتہ نسب کی طرح جاری کر دیا ہی۔

مثلاً جس عورت نے دودھ پلایا ہی وہ دودھ پینے والے بچّہ کی رضاعی ماں اور اُس عورت کا شوہر جسکے سبب[ع] سے یہ دودھ پیدا ہوا ہی اُس بچّہ کا رضاعی باپ اور ان ماں باپ کی اولاد اُس بچّہ کے رضاعی بھائی بہن اولاد خواہ نسبی[ع] ہو یا رضاعی اور رضاعی ماں کی ماں رضاعی نانی باپ رضاعی نانا بھائی رضاعی ماموں بہن رضاعی خالہ اور رضاعی باپ کی ماں رضاعی دادی باپ رضاعی دادا بھائی رضاعی چچا بہن رضاعی پھوپھی غرض تمام رشتہ یہاں بھی نسب کی طرح قائم ہو جاتے ہیں۔

---

ع بچہ کا دودھ پلوانا اور اسکی پرورش کرنا باپ کے ذمہ ہی خواہ اس بچہ کی ماں سے دودھ پلوائے یا کسی اور عورت سے مگر ان چند باتون کا خیال رکھنا چاہیئے جس عورت سے دودھ پلوایا جائے اسکو شوہر سے اجازت لیجائے بے اجازت شوہر کے کسی بچہ کو دودھ پلا دینا عورت کے لئے مکروہ ہی ہان اگر اس بچہ کی جان کا خطرہ ہو تو پھر مکروہ نہین بلکہ واجب ہی جس عورت سے دودھ پلوانا منظور ہو تو سرسری طور پر اس امر کا علم حاصل کر لیا جائے کہ یہ دودھ زنا کا تو نہین ہی بیوقوف اور بداعمال عورت سے دودھ نہ پلوایا جائے کیونکہ دودھ کا اثر بچہ مین آ جاتا ہی عورتونکو چاہیئے کہ ہر بچہ کو بے ضرورت دودھ نہ پلائین اور جب کسی کو دودھ پلائین تو خوب یاد رکھین تاکہ نکاح مین دقت کسی رشتہ کے چھپ جانے سے واقع ہو فقہا نے لکھا ہی کہ اگر کسی بچہ کو کسی شہر کے اکثر باشندون نے دودھ پلایا ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ کس نے دودھ پلایا ہی پھر وہ بچہ اس شہر کے کسی آدمی سے نکاح کرنا چاہی تو جس شخص مین کوئی علامت اور کوئی قرینہ دودھ کے رشتہ کا نہو اور نہ کوئی اس رشتہ کی گواہی دے اس سے اسکا نکاح جائز ہی (بحر الرائق) ۱۲ ع شوہر کے سبب سے دودھ کے پیدا ہونیکا مطلب یہ ہی کہ اسکی جماع سے ولادت ہو اور اس ولادت کے سبب سے دودھ پیدا ہو شوہر کی قید اتفاقی ہی حتی کہ اگر کوئی عورت کسیکی لونڈی ہو اور اس مالک سے اسکے لڑکا پیدا ہو اس دودھ کو جو شخص پیے گا یہ مالک اُسکا رضاعی باپ ہو جائیگا ۱۲ ع مثلاً سعید کا دودھ زید نے پیا تو سعیدہ کی اولاد نسبی بھی زید کے بھائی بہن ہو جائینگے اور اسکی اولاد رضاعی بھی یعنی جن جن لوگون نے سعیدہ کا دودھ پیا ہی وہ سب اُسکے بھائی بہن ہو جائینگے خواہ انھون نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا اس سے پہلے یا اسکے بعد ۱۲

رضاعی ماں باپ کے ماں باپ بھائی بہن خواہ نسبی ہوں یا رضاعی بہرحال وہ دودھ پینے والے کے نانا دادا نانی دادی چچا ماموں پھوپھی خالہ ہو جائینگے۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئیے کہ دودھ پلانے والی اور اُسکی طرف کے تو سب لوگ اُس بچہ کے رشتہ دار ہو جائینگے یعنی دودھ پلانے والی خود بھی اور اُسکا شوہر جسکا یہ دودھ ہی وہ بھی اور اُن دونوں کے اصُول و فروع بھی اور اصُول کی فروع بھی لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے صرف وہ خود رشتہ دار ہو جائیگا اور اُسکی اولاد اور اگر وہ مرد ہی تو اُسکی بی بی عورت ہے تو اُسکا شوہر رشتہ دار ہو جائیگا دودھ پینے والے کے اصُول اور اصُول کے فروع سے اور دودھ پلانے والی سے کوئی تعلق پیدا نہو گا۔

ایک محقق فاضل نے ان تمام مطالب کو اس ایک شعر مین نہایت خوبی سے ادا کر دیا ہی ؏

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند وز جانب شیر خوارہ زوجان فروع

پس جن جن لوگون مین باہم دودھ کا رشتہ قائم ہو گیا ہو اور اُس رشتہ سے نسب مین نکاح ناجائز ہی یہان بھی اس رشتہ سے نکاح حرام ہی جیسے رضاعی ماں باپ اور اُن ماں باپ کے

؏ اس شعر کو صاحب شرح وقایہ نے نقل کیا ہو واقعی عجیب جامع شعر ہی ترجمہ اس شعر کا یہ ہو کہ دودھ پلانے والے کی طرف سے سب لوگ عزیز ہو جاتے ہین اور دودھ پینے والے بچہ کیطرف سے صرف وہ دونون میان بی بی اور اُس بچہ کی اولاد بعض فقہا نے اس مقام پر ایک عجیب لطف کیا ہو پہلے تو یہ کہدیا کہ دودھ پینے سے طرفین کے سب لوگ باہم رشتہ دار ہو جاتے ہین۔ پھر جن جن لوگون مین باہم نکاح جائز ہی انکو مستثنیٰ کیا ہو صاحب بحرالرائق نے اکاسی[۸۱] صورتین مستثنیٰ کین اور لکھا ہو کہ یہ ہماری کتاب کے ساتھ مخصوص ہی۔ صاحب درمختار نے ایکسو بیس[۱۲۰] صورتین ذکر کین اور لکھا ہو کہ یہ ہماری کتاب کے مخصوصات سے ہی مگر حموی لکھتے ہین کہ ابھی ایکسو آٹھ[۱۰۸] صورتین اور باقی رہ گئین لیکن ہمکو ان صورتون کے مستثنیٰ کرنیکی کچھ ضرورت نہین کیونکہ ہمنے شروع ہی مین یہ بات کہدی ہی کہ دودھ پینے والے کیطرف سے سب لوگ رشتہ دار نہین ہو جاتے پس جن جن صورتون کو انھون نے مستثنیٰ کیا ہو انمین ہم یہی کہدینگے کہ انمین باہم رشتہ ہی نہین پیدا ہوا مثلاً انھون نے بھائی بہن کی رضاعی ماں کو مستثنیٰ کیا ہو کہ اس سے نکاح جائز ہی ہم کہینگے کہ دودھ پینے والے کے بھائی بہن سے اور دودھ پلانیوالی سے کوئی تعلق ہی نہین پیدا ہوا مستثنیٰ کرنے کی کیا ضرورت ۱۲۔

مان باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک اور رضاعی بھائی بہن چچا ماموں رضاعی بھائی بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک اور جن لوگون سے رشتہ قائم ہی نہین ہوا جیسے دودھ پینے والے کا باپ ورا ُسکی رضاعی مان یا دودھ پلانے والے کی نسبی بہن اور اُسکا رضاعی بھائی یا رشتہ تو قائم ہوگیا ہو مگر اس رشتہ سے نسب مین نکاح جائز ہو جیسے چچا ماموں کی اولاد تو اُن لوگون مین باہم نکاح جائز ہو۔ اسی طرح سُسرالی رشتہ کو بھی خیال کرنا چاہیے یعنی دودھ کیوجہ سے جو سُسرالی رشتہ پیدا ہوئے ہون اور اُنسے اس سُسرالی رشتہ مین نکاح جائز نہ تھا یہان بھی اُنسے نکاح جائز نہین مگر دودھ سے سُسرال کا رشتہ صرف تین قسم کے لوگون سے پیدا ہوتا ہو منکوحات کے رضاعی اصول سے رضاعی فروع کی منکوحات سے رضاعی اصول کی منکوحات سے انہین تین رشتہ کے لوگون سے نکاح ناجائز ہو مدخولات نسا کے رضاعی اصول سے اور رضاعی فروع اور رضاعی اصول کی مدخولات زنا سے کوئی رشتہ پیدا نہین ہوتا کیونکہ دودھ کا رشتہ زنا سے قائم نہین ہوتا اور اپنی مدخولات اور منکوحات کی رضاعی فروع سے بھی کوئی رشتہ پیدا نہین ہوتا حاصل یہ کہ اس سُسرال مین اور دودھ کے رشتہ کے سُسرال مین دو فرق ہین ایک یہ کہ دودھ کی سُسرال زنا سے قائم نہین ہوتی اور وہ سُسرال زنا سے بھی قائم ہو جاتی ہو لہذا جس شخص نے کسی عورت سے زنا کی وہ اُس عورت کی رضاعی لڑکی اور رضاعی مان سے نکاح کر سکتا ہو۔ دوسرا فرق یہ ہو کہ دودھ کا سسرالی رشتہ اپنی بی بی کی رضاعی فروع سے قائم نہین ہوتا اور وہ سُسرالی رشتہ اپنی بی بی بلکہ مدخولہ زنا کی رضاعی فروع سے قائم ہو جاتا ہو لہذا اپنی بی بی کی اُن رضاعی بیٹیون سے جنھون نے اور کسی مرد کا دودھ پیا ہو نکاح جائز ہو۔

---

ع۵ اس مسئلہ مین فقہا کا اختلاف ہو۔ فتاوی قاضی خان مین تو لکھا ہو کہ صحیح یہ ہو کہ زنا کے سبب سے جو دودھ پیدا ہوا ہو اس دودھ کے پینے والے کے ساتھ زانی نکاح نہین کر سکتا مگر اکثر محققین اسی طرف ہین کہ زنا کا دودھ پینے والے سے اور زانی سے کوئی تعلق پیدا نہین ہوتا ان مین باہم نکاح جائز ہو (شامی جلد ۲ صفحہ ۴۴۶) ۱۲

# دودھ کے رشتہ کی شرطین

دودھ کے پینے سے ہر حال مین رشتہ قائم نہین ہوتا بلکہ جب یہ آٹھ شرطین پائی جائین۔

(۱) رضاعت دو برس کے اندر ہو یعنی جس بچہ نے دودھ پیا ہو اُسکی عمر دودھ پیتے وقت دو برس عــہ یا اس سے کم ہو بعد اس عمر کے دودھ پینے سے رشتہ قائم نہو گا۔

(۲) دودھ حلق کے نیچے اُتر جائے گو بہت ہی قلیل عــہ ہو اگر کسی بچہ نے پستان منھ مین لیا مگر یہ معلوم نہین ہوا کہ اس نے چوسا یا نہین اور حلق کے نیچے اترا یا نہین تو رشتہ قائم نہو گا۔ اسی طرح اگر بچہ نے چوس کر اُگل دیا حلق کے نیچے ایک قطرہ بھی نہین اترا تو رشتہ قائم نہو گا۔

(۳) دودھ منھ یا ناک کے ذریعہ سے اندر جائے اگر پچکاری وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہونچایا جائے تو اس سے رشتہ قائم نہو گا۔

(۴) جو عورت دودھ پلائے وہ بالغ ہو خواہ دودھ اُسکا ولادت کی وجہ سے ہو یا بغیر ولادت کے بشرطیکہ دودھ کا رنگ زرد نہو (شامی جلد ۲ صفحہ ۴۴۲)

(۵) دودھ کسی پینے کی چیز مین مثل دوا یا پانی کے ملا کر نہ پلایا جائے اگر ملا کر پلایا جائے تو دودھ غالب ہو اگر دودھ غالب نہو گا گو فی نفسہ دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو اس دُودھ کے پینے سے رشتہ قائم نہو گا۔

(۶) دودھ کسی کھانے کی چیز مین ملا کر نہ کھلایا جائے اگر کھانے کی چیز مین ملا کر کھلایا جائے تو رشتہ قائم نہو گا خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب۔

---

عــہ یہ مذہب صاحبین کا ہے اور یہی پر فتویٰ ہے قرآن مجید مین ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ترجمہ اور مائین اپنے بچونکو پورے دو برس دودھ پلائین۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ڈھائی برس تک دودھ پینے کی عمر رہتی ہے لہذا انکے نزدیک ڈھائی برس کے اندر اندر دودھ پینے سے رشتہ قائم ہو جائیگا مگر اس قول پر فتویٰ نہین ہے صحیح یہی ہے کہ دو برس کے بعد دودھ پلانا ناجائز ہے اور اُسکے پینے سے رشتہ قائم نہو گا ۱۲ عــہ امام شافعی کے نزدیک جبتک پانچ مرتبہ سیر ہو کر دودھ نہ پئے رشتہ نہین قائم ہوتا ۱۲

(۷) مرد کا دودھ نہو اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکل آئے تو اُسکے پینے سے رشتہ قائم نہو گا۔ ہان مخنث کی پستان سے اگر دودھ نکلے اور اسقدر زیادہ ہو کہ اُسقدر سوا عورت کے اور کسی کے نہین نکل سکتا تو اُسکے پینے سے رشتہ قائم ہو جائیگا (درمختار)

(۸) دودھ اپنی اصلی حالت مین پلایا جائے اگر دودھ علیحدہ نکالکر دہی بنا لیا جائے اور وہ دہی کسی بچہ کو کھلا دیا جائے تو اُس دہی کے کھانے سے رشتہ قائم نہو گا۔ (بحر الرائق)

یہ آٹھون شرطین اگر پائی جائین گی تو دودھ کے پینے سے رشتہ قائم ہو جائیگا خواہ دودھ کم ہو یا زیادہ اور خواہ زندہ عورت کا ہو یا مردہ کا اور خواہ جوان عورت کا دودھ ہو یا بوڑھی کا اور خواہ دودھ پیٹ مین رہے یا فوراً پیتے ہی قے ہو جائے اور خواہ اس بچہ کا دودھ چھوٹ چکا ہو یا ابھی پیتا ہو اور خواہ دودھ پستان سے پلایا جائے یا اس سے علیحدہ نکالکر۔

اگر دو عورتون کا دودھ کسی بچہ کو پلایا جائے تو اُن دونون عورتون سے اُسکا رشتہ قائم ہو جائیگا گو کسی کا دودھ کم ہو کسی کا زیادہ۔

اگر کسی شخص کی دو بی بیان ہون سعیدہ اور حمیدہ۔ حمیدہ کی عمر دو برس سے کم ہو اور سعیدہ حمیدہ کو دودھ پلادے تو یہ دونون بی بیان اس شخص پر حرام ہو جائینگی کیونکہ یہ دونون آپس مین مان بیٹیان ہو گئین ہان اگر اُسنے سعیدہ کے ساتھ خاص استراحت نہین کی تو پھر حمیدہ کیساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور اگر سعیدہ کو طلاق دے چکا تھا اور وہ طلاق بائن تھی یا رجعی تھی اور اسکی عدت گذر چکی تھی بعد اُسکے اُسنے حمیدہ کو دودھ پلایا تو پھر حمیدہ کا نکاح بدستور قائم رہیگا دوبارہ نکاح کرنے کی حاجت نہین۔

ع۵ نکاح اول کے قائم نہ رہنے کی وجہ یہ ہو کہ وہ دونون مان بیٹیان ہو گئین اور مان بیٹیان ایکساتھ نکاح مین نہین رہ سکتین اور حمیدہ کیساتھ دوبارہ نکاح جائز ہونیکی وجہ یہ ہے کہ جس عورت کیساتھ صرف نکاح ہوا ہو خاص استراحت نہوئی ہو اسکی بیٹی سے نکاح جائز ہو ۱۲ ع۵ دوبارہ نکاح کرنیکی حاجت اس سبب سے نہین ہے کہ اسکی مان نکاح سے باہر ہو چکی ہے ۱۲

# چوتھا سبب

اختلاف مذہب۔ اختلاف مذہب سے مراد یہان دینی اختلاف ہی جیسے ہندو مسلمان کسی مسلمان کو غیر مسلمان سے نکاح کرنا جائز نہین سوا اہل کتاب کے کہ اُنسے نکاح جائز ہی بشرطیکہ وہ بُت پرستی نہ کرتے ہون۔

اہل کتاب اُن کافرون کو کہتے ہین جو کسی آسمانی شریعت کے معتقد ہون جیسے یہود و نصاری یہود و نصاری کا اہل کتاب ہونا تو یقینی ہی کیونکہ قرآن مجید مین اُنکا اہل کتاب ہونا مذکور ہے اُنکے علاوہ اور جسقدر کافر ہین جیسے زرتشتی مذہب والے یا ہندو اُن کا اہل کتاب ہونا یقینی نہین ہی کیونکہ ہماری شریعت مین ان کا کچھ ذکر نہین ہی علاوہ اِسکے اِنمین سے اکثر لوگ بت پرست ہین۔

لہذا نکاح کی اجازت صرف یہود و نصاری سے دی جاتی ہی وہ بھی اسطور پر کہ مسلمان مرد کا نکاح تو یہودیہ یا نصرانیہ عورت کے ساتھ جائز ہی مگر نصرانی یا یہودی مرد کا نکاح کسی مسلمان عورت سے خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی جائز نہین

جس طرح اہل کتاب کی عورتون سے نکاح جائز ہی اسی طرح اُن کی لونڈیون سے بھی نکاح درست ہے اہل کتاب کے ساتھ نکاح اگرچہ جائز ہی مگر کراہت کے ساتھ حربی اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہی اور غیر حربی کے ساتھ مکروہ تنزیہی۔

مرتد کے ساتھ نکاح جائز نہین گو اس نے مرتد ہو کر کسی آسمانی مذہب کو اختیار کر لیا ہو جیسے

---

ع اگرچہ حنفیہ کے نزدیک اہل کتاب کے تمام فرقون سے نکاح جائز ہی مگر چونکہ یہود و نصاری کے سوا اور کسی کا اہل کتاب ہونا یقینی نہین ہی لہذا اُنکے سوا اور کسی سے نکاح نہ کیا جائے ۱۲ ع امام شافعی کے نزدیک اہل کتاب کی لونڈیون سے نکاح درست نہین ۱۲ ع حربی ان کافرون کو کہتے ہین جنسے مسلمانون کی صلح نہو ۱۲ ع مرتد وہ شخص ہی جو پہلے مسلمان ہو بعد اسکے پھر اُسکا عقیدہ خراب ہو جائے اور کسی دوسرے مذہب کو قبول کرے مثلاً یہودی ہو جائے یا عیسائی ہو جائے نعوذ باللہ منہ ۱۲

آج کل کے وہ عیسائی جو پہلے مسلمان تھے۔ ہان ان کی اولاد سے نکاح جائز ہی کیونکہ وہ شروع ہی سے عیسائی ہین۔

مسلمانون کے جسقدر فرقے ہین گو ان مین بہت کچھ اختلاف ہی۔ مگر دینی اختلاف نہین ہی لہذا اس آپس مین نکاح کر سکتے ہین شیعہ ہون یا سنی خارجی یا معتزلی ہان وہ فرقے جو ضروریات دین کے منکر ہون یعنی ایسی چیزون کا انکار کرین جو بدلیل قطعی شریعت اسلامیہ مین ثابت ہین جیسے نیچری فرقہ کے لوگ کہ وہ جنت دوزخ کا فرشتونکا قیامت کا ثواب عذاب کا مردون کے زندہ ہونے کا انکار کرتے ہین حالانکہ یہ اُمور بنص قطعی شریعت مین ثابت ہین لہذا ایسے لوگ مسلمان نہ سمجھے جائینگے گو وہ اپنے آپکو مسلمان کہین اور مسلمانون کو اُن کے ساتھ نکاح کرنا ہرگز جائز نہین۔

مسلمانون کے مختلف فرقون مین اگرچہ مناکحت جائز ہی لیکن مناسب یہ ہی کہ اہل سنت اپنی لڑکی کسی دوسرے فرقہ کو حتی الامکان نہ دین کیونکہ عورت محکوم ہوتی ہی اندیشہ ہی کہ وہ اپنے شوہر کا مذہب اختیار کرلے۔

---

ع یعنی کوئی کافر نہین ہی اہل سنت کا مسلمہ مسئلہ ہی کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہین ہوتا خواہ وہ گناہ کبیرہ اعتقادات کے قبیلہ سے ہو یا اعمال کے قبیلہ سے ۱۲ ع شیعون مین بہت فرقہ ہین بعض علمائے ان کی تکفیر کا فتوی دیا ہی مگر یہ خلاف تحقیق ہی صحابہ کے بُرا کہنے سے یا خلفائے راشدین کی خلافت کا انکار کرنے سے کافر نہین ہوتا یہ صحیح ہی کہ صحابہ کی فضیلت قرآن مجید سے ثابت ہی اور خلفا کی حقیت خلافت بھی قرآن مجید مین مذکور ہی مگر وہ ایسی صریح نہین ہی جسکے انکار پر کفر کا فتوی دیا جائے ۱۲ ع دلیل قطعی سے مراد وہ آیت یا حدیث ہی جسکا ثبوت شارع سے قطعی ہو اور اپنے مضمون پر صاف صاف دلالت کرتی ہو کہ اس مین کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ نکلتا ہو اور اسکی دلالت ایسی بدیہی ہو کہ ہر شخص جو عربی زبان جانتا ہو اسکو سمجھ لے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حقیقت خلافت جن آیتون سے ثابت ہی کہ انکی دلالت ایسی صریح نہین ہی کہ ہر عربی دان اسکو سمجھ سکے بلکہ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو استدلالی قوت رکھتا ہو اور عقل سلیم کے ساتھ انصاف کا بھی کچھ حصہ اُس کو ملا ہو ۱۲

## پانچواں سبب

**اتحاد نوع**۔ یعنی مرد کا نکاح مرد کے ساتھ اور عورت کا نکاح عورت کے ساتھ جائز نہین مخنث کا نکاح نہ مرد کے ساتھ جائز ہی نہ عورت کے ساتھ۔ کیونکہ اسمین دونون حیثیتین موجود ہین مرد ہونے کی بھی۔ عورت ہونے کی بھی۔

خصی مرد کا نکاح عورت کے ساتھ جائز ہی کیونکہ وہ عورت کی نوع سے نہین۔

## چھٹا سبب

**اختلاف جنس**۔ یعنی انسان کا نکاح جن یا دریائی آدمی سے یا اور کسی مخلوق سے سوا اپنی جنس کے جائز نہین۔

## ساتوان سبب

**طلاق** یعنی جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقین دیدے تو اسکی بی بی اسکے نکاح سے باہر ہو جاتی ہی اور اب اس شخص کو اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہی۔ ہان اگر یہ عورت کسی دوسری شخص سے نکاح کرے اور اس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آجائے اور بعد اسکے یہ دوسرا شوہر اسکو طلاق دیدے تو اب اس سے اسکا پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہی۔

## آٹھوان سبب

**لعان**۔ لعان کی تعریف اور اسکی احکام انشاء اللہ آئندہ بیان ہونگے یہان صرف اسقدر سمجھ لینا چاہیئے کہ جس عورت سے لعان کے بعد تفریق ہو جائے اُس سے پھر نکاح کرنا ہمیشہ کے لیئے حرام ہی اور خاص استراحت تو تفریق سے پہلے ہی حرام ہو جاتی ہی۔

لعان اسکو کہتے ہین کہ شوہر اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگائے اور پھر قاعدہ کے موافق حاکم شریعت کے سامنے شوہر اپنے سچے ہونے کی چار مرتبہ قسم کھائے اور پانچوین مرتبہ

یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر مین جھوٹ بول رہا ہون پھر چار مرتبہ عورت اپنے برأت کی قسم کھائے اور پانچوین مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب مجھ پر ہو اگر وہ سچ کہہ رہا ہو۔

## نوان سبب

ملک یعنے مالک کا نکاح اپنے مملوک کے ساتھ جائز نہین۔

آزاد عورت کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ بالکل جائز نہین یعنی نکاح کے سبب سے اُس غلام کو اپنی مالکہ کیساتھ خاص استراحت جائز نہو گی ہان کسی دوسرے شخص کا غلام ہو تو اُسکے ساتھ آزاد عورت کا نکاح ہو سکتا ہی لیکن وہ غلام شوہر اگر کسی وجہ سے اس آزاد بی بی کی ملک مین آجائیگا تو فوراً ملک مین آتے ہی نکاح فاسد ہو جائیگا۔

آزاد مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ صحیح نہین مگر اُسکے صحیح نہونیکا مطلب یہ ہی کہ فضول ہی یعنی نکاح کا نتیجہ مرتب نہوگا اور خاص استراحت وغیرہ تو یون بھی اپنی لونڈی کے ساتھ بغیر نکاح کے جائز ہی۔ ہان اگر اُس لونڈی کے لونڈی ہونے مین کچھ شبہہ ہو تو ایسی حالت مین احتیاطاً نکاح کر لینا بہتر ہی۔

ہمارے زمانہ مین لونڈی غلامون کی خرید فروخت کا بالکل رواج نہین رہا صرف حرمین شریفین مین البتہ یہ رواج باقی ہی مگر ان مین اکثر لونڈی غلام ایسے ہوتے ہین کہ اُن کے ہونے مین شبہہ ہوتا ہی اور آخر مین جاکے پتہ چلتا ہی کہ یہ آزاد تھا اور اسکو دھوکا دیکر کوئی شخص اُسکے وطن سے بھگا لایا اور اُسنے بیچ ڈالا لہٰذا اس قسم کی لونڈیون سے بغیر نکاح کے خاص استراحت کرنا خلاف احتیاط ہی اسکا لحاظ رکھنا چاہئے۔

---

ع۵ ملک مین آجانیکی بہت سی صورتین ہین منجملہ اُنکے یہ کہ خود خرید کرے یا کوئی شخص اُسکو بطور ہبہ کے دیدے یا بطور وراثت کے اُسکو ملجائے ۱۲ ع۵ نکاح کا مسئلہ یہ ہی کہ مہر واجب ہو سو اپنی لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے مین مہر واجب نہین ہوتا ۱۲

علامہ ابن عابدین لکھتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین جو لونڈیان جہاد سے آتی ہین اُنسے خاص استراحت جائز نہین کیونکہ مال غنیمت کی تقسیم آج کل باقاعدہ نہین ہوتی لوگون کے حقوق باقی رہ جاتے ہین۔

اگر کسی آزاد مرد نے کسی دوسری کی لونڈی سے نکاح کیا ہو اور وہ لونڈی کسی وجہ سے اُسکی ملک مین آجائے تو فوراً ملک مین آتے ہی نکاح فاسد ہو جائیگا مگر خاص استراحت اس سے اب بھی جائز رہیگی۔

## دسوان سبب

جمع۔ جمع کے ہمنے دو مطلب رکھے ہین۔ پہلا مطلب یہ ہو کہ ایسی وہ عورتین جو ایک دوسری کی رشتہ دار ہون اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر اُن مین سے ایک مرد فرض کر لی جائے تو اُسکا نکاح دوسری کیساتھ ناجائز ہو مگر اُنمین علاقہ جزئیت کا[ع۵] نہو دو بہنین کہ اگر انمین ایک مرد فرض کر لیجائے تو اُسکا نکاح دوسری کیساتھ ناجائز ہو گا کیونکہ بھائی کا نکاح بہن کیساتھ حرام ہو یا خالہ بھانجیان یا پھوپھی بھتیجیان تو ایسی دو عورتونکو نکاح مین جمع کرنا ناجائز ہو خواہ اس طور پر جمع کرے کہ ایک ہی وقت مین اُن دونوسے نکاح کرے یا اسطور پر کہ ایک پہلے سے نکاح مین ہو اب دوسری سے نکاح کرلے اور اگر ایک کو طلاق دیچکا تھا اُسکے بعد دوسری سے نکاح کیا تو اگر اُس مطلقہ کی عدت نہین گزری تو یہ بھی جمع سمجھا جائیگا اور ناجائز ہو گا۔ فرق صرف اسقدر ہو کہ اگر دونون کے ساتھ یکدم نکاح کیا ہو تو دونون کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر ایک کے ساتھ پہلے کیا ہو اور

ع۵ یہ قید اس لیے لگا دی گئی کہ اگر دونون مین جزئیت کا تعلق ہو گا جیسے ماں بیٹیاں تو نہین جمع کرنا کیا بلکہ ایک کے بعد بھی دوسری سے نکاح کرنا جائز نہین جیسا کہ اوپر بہت تفصیل سے یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہو ۱۲

اُسکے بعد دوسری کے ساتھ تو اگر اُسکو یہ یاد نرہے کہ کسکے ساتھ پہلے نکاح ہوا تھا اور کسکے ساتھ بعد مین تو بھی دونون کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر یہ یاد ہو کہ فلان کیساتھ پہلے ہوا تھا اور فلان کے ساتھ پیچھے تو پہلے والی کا نکاح صحیح رہیگا اور پیچھے والی کا نکاح باطل ہو جائیگا ہان اگر دوسرے کے ساتھ خاص استراحت کرلی ہو تو جبتک اُس دوسری کی عدت نگزرے پہلی کے ساتھ خاص استراحت جائز نہین گو نکاح اُسکا بدستور باقی ہو۔

اسی طرح اگر دو لونڈیون مین باہم اسی قسم کا رشتہ ہو کہ اگر انمین سے ایک مرد فرض کیجائے تو اُسکا نکاح دوسری کے ساتھ ناجائز ہو تو ان دونون لونڈیون کو خاص استراحت مین جمع کرنا جائز نہین یعنی یہ بات ناجائز ہو کہ اس سے بھی خاص استراحت کرے اور اُس سے بھی بلکہ اُسکو چاہیئے کہ اُن دونون مین سے ایک کو اپنے اوپر حرام سمجھ لے اور دوسری کے ساتھ خاص استراحت کرے۔ اگر ان دو عورتون مین جو باہم اسی قسم کا رشتہ رکھتی ہین ایک لونڈی ہو ایک آزاد تو اُس لونڈی کے مالک کو جائز نہین کہ لونڈی سے خاص استراحت کرے اور اُسکی اُس رشتہ دار سے بھی جو آزاد ہی نکاح کرکے خاص استراحت کرے ہان یہ جائز ہو کہ اُس سے نکاح کرلے اور بعد نکاح کے یا تو اُس لونڈی ہی سے خاص استراحت کرے یا اُسکی اُس آزاد رشتہ دار سے آزاد بی بی کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا ناجائز ہو ہان اگر آزاد بی بی کو طلاق دیچکا ہو اُس کی عدت بھی گذر گئی تو اب اگر کسی لونڈی سے نکاح کرے تو صحیح ہے۔

اور اگر عدت نہین گذری تو بھی ناجائز ہو گو طلاق بائن دیچکا ہو۔

دُوسرا مطلب جمع کا یہ ہو کہ جسقدر نکاحون کی شریعت نے اجازت دیدی ہو اُن سے زیادہ نکاح کرنا۔ شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت مین چار نکاح تک کی اجازت دی ہو اور غلام کو ایک وقت مین دو نکاح کی اور آزاد مرد کے لیے لونڈیون کے ساتھ خاص استراحت

کرنے مین کوئی حد نہین مقرر کی گئی جسقدر لونڈیان چاہے رکھ سکتا ہی

اگر کوئی شخص ایک ساتھ ہی چار عورتون سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرے تو سب کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر کچھ عورتون سے پہلے کر چکا ہی اور کچھ عورتون سے اب کرتا ہی تو بعد والی عورتون کا نکاح باطل ہو جائیگا اگر کسی شخص کے نکاح مین چار عورتین تھین انہین سے ایک کو اُس نے طلاق دیدی تو جب تک اُسکی عدت نگذرے پانچوان نکاح نہین کرسکتا۔

## گیارھوان سبب

تعلق حق غیر یعنی جس عورت کے ساتھ کسی دوسری کا حق زوجیت متعلق ہو اس سے نکاح جائز نہین۔ جو عورت کسی کے نکاح مین ہو یا اُسکی عدت مین ہو عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی اُس عورت سے غیر کا حق متعلق ہی اُس سے نکاح جائز نہین اسی وجہ سے حاملہ عورت سے نکاح ناجائز ہی۔ مگر جس عورت کو زنا کا حمل ہو اُس سے نکاح جائز ہے لیکن قبل وضع کے اس سے خاص استراحت کرنا ممنوع ہی۔ ہان اگر اس حاملہ زنا سے وہی شخص نکاح کرے جس نے زنا کی ہو تو اُسکو قبل وضع حمل کے بھی خاص استراحت جائز ہی اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کرنا چاہے اور خود اُس لونڈی سے خاص استراحت کرتا رہا ہو تو اسپر واجب ہی کہ پہلے اس بات کا یقین حاصل کرے کہ اس لونڈی کو حمل تو نہین ہی تو اس کے بعد جس سے چاہے اُسکا نکاح کردے۔

اگر کوئی شخص کوئی لونڈی مول لے تو اُسپر واجب ہے کہ پہلے اس امر کا یقین حاصل کرلے کہ اس لونڈی کو حمل تو نہین ہے جب یہ یقین حاصل ہو جائے تو اُس سے خاص استراحت کرے

عہ جس شخص کے ساتھ نکاح ہو اُسکو بھی مستحب ہے کہ جبتک اس امر کا یقین نہو جائے کہ اسکو حمل نہین ہے اس وقت تک اس سے خاص استراحت نکرے اور حمل نہونے کا یقین حیض کے آنے سے ہو جاتا ہی حاملہ عورت کو حیض نہین آتا۔ ۱۲۔

محرمات کا بیان ختم ہو گیا اُن کے علاوہ اور جس عورت سے چاہے نکاح کر لے صحیح ہو گا خواہ وہ زانیہ عہ ہو اور خود اس نے اُسکو زنا کرتے دیکھا ہو یا محرمہ عہ ہو۔

محرمات کا بیان قرآن مجید مین بھی بہت تفصیل کیساتھ ہے چنانچہ وہ آیت ہم اس مقام پر لکھتے ہین

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ

ترجمہ اور (اے مسلمانو) تم ان (عورتون سے) نکاح نکرو جنسے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہون مگر جو کچھ (ابتک) ہو چکا وہ (معاف ہے) بیشک یہ بُرا اور ناپسند کام (ہے) اور بُرا طریقہ ہے (اور) اب پر حرام کر دی گئین تمہاری مائین اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری وہ مائین جنھون نے تمہین دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریکی بہنین اور تمہاری بی بیون کی مائین اور تمہاری وہ پرورش کی عہ ہوئی لڑکیان جو تمہاری حمایت مین ہین تمہاری اُن بیبیون کی شکم سے جنکے ساتھ تمنے خاص استراحت کی ہو پس اگر تمنے انسے خاص استراحت نکی ہو تو تم پر اُنسے نکاح کر نیمین کچھ گناہ نہین اور تمہارے ان بیٹون کی بی بیان جو تمہاری پشت سے ہون اور یہ بھی حرام کر دیا گیا کہ تم دو بہنون کے درمیان مین جمع کرو مگر جو (ابتک) ہو چکا وہ معاف ہے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

عہ امام شافعی کے نزدیک زانیہ سے نکاح ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ یعنی زانیہ سے نکاح نکرے مگر زانی یا مشرک حنیفہ کہتے ہین کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا ہے اب اس آیت پر عمل ہے کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ یعنی جو عورتین تمکو بھلی لگین انسے نکاح کرو ۱۲ عہ محرمہ یعنی جو عورت حرام باندھے ہوئے ہو اوسکے ساتھ نکاح تو جائز ہے مگر خاص استراحت مکروہ تحریمی ہے ۱۲ عہ مراد اس سے اپنی بی بی کی لڑکی ہے جو پہلے شوہر سے ہو اور چونکہ غالباً وہ صغیر السن ہوتی ہے یہان جب دوسرا شوہر انکو پرورش کرتا ہے اس لیے پرورش کردہ فرمایا یہ مقصود نہین ہے کہ اگر پرورش کردہ نہون تو انسے نکاح حلال ہے ۱۲

شوہر والی عورت (بھی تم پر حرام ہین) مگر وہ عورتین جو (جہاد سے) تمہارے قبضہ مین آئی ہون (گو شوہر
والی ہون تب بھی حرام نہین اور مذکورہ عورتون کی حرمت) تم پر اللہ کیطرف سے فرض کی ہوئی ہے
اور اُن عورتون کے علاوہ تمہارے لیے حلال کردی گئین (بشرطیکہ) تم اپنے مال (یعنی مہر) کے بدلہ
مین (اُنسے نکاح کرنا) چاہو اور اُنکو ہمیشہ کیلیے قید مین رکھنے کا ارادہ کرو نہ مستی نکالنے کا اس آیت کریمہ
مین پانچ سبب عہ حرمت نکاح کے ذکر فرمائے ہین نسبی رشتہ عہ دودھ کا رشتہ مہ سسرالی رشتہ للعہ تعلق حق غیر حہ اور تین سبب
دوسرے مقامات پر ذکر فرمائے ہین مثلاً اختلاف مذہب کو اس آیت مین وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ لہ اور اتحاد
نوع کو قوم لوط علیہ السلام کے قصہ معہ کی ضمن مین اور طلاق کو اس آیت مین لہ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ
یہ کل آٹھ سبب ہوئے باقی رہے تین سبب یعنی لعان ملک اختلاف جنس انکا بیان قرآن مجید مین نہین ہے لعہ

---

عہ سب سے پہلے سسرالی رشتہ کی ایک صورت ذکر فرمائی کیونکہ اس صورت مین حرمت بہت سخت ہے تمام اہل شریعت اسکی حرمت پر متفق ہین اسکے بعد رشتہ نسبی کا ذکر فرمایا ہے اسکے بعد دودھ کے رشتہ کا اسکے بعد سسرالی رشتہ کی باقی صورتونکا اسکے بعد جمع کا اسکے بعد تعلق حق غیر کا ۱۲ عہ نسبی رشتہ کا بیان اُمَّهٰتُكُمْ سے وَبَنٰتُ الْاُخْتِ تک ہے سات قسم کے لوگ ذکر فرمائے ہین مائین بیٹیان بہنین پھوپھیان خالائین بھائی کی بیٹیان بہن کی بیٹیان ماؤن سے مراد عام ہے خواہ اپنی ماں ہو یا اپنے باپ کی ماں یا اپنی ماں کی ماں غرض تمام اصول اسمین داخل ہین بیٹیوںکا لفظ بھی اسی طرح عام ہے اپنی بیٹیان ہون یا اپنی اولاد کی بیٹیان سب اسمین آگئین بھائی بہن کی بیٹیون مین بھی اسی طرح تعمیم ہے خواہ وہ اپنی بہن کی بیٹیان ہون یا انکی اولاد کی بیٹیان ہون حاصل یہ کہ نسب کے چارون حرام رشتونکا ذکر اس آیت مین آگیا اصول کا بھی فروع کا بھی ماں باپ کے فروع کا بھی ماں باپ کے اصول کے فروع کا بھی ۱۲ مہ دودھ کے اگرچہ صرف دو ہی رشتہ کا ذکر کیا ہے یعنی رضاعی بہن مگر دودھ پلانیوالی کو ماں کہکر اسبات کیطرف صریح اشارہ کردیا کہ دودھ کا رشتہ بھی نسب کیطرح سمجھو نسب کی ساری صورتین یہان بھی جاری کرو اس اشارہ کو احادیث مین وضاحت سے بیان فرمادیا ہے ۱۲ للعہ سسرالی رشتہ کا بیان اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ سے اَصْلَابِكُمْ تک ہے سسرال کے بھی چارون حرام رشتونکا ذکر اس آیت مین آگیا ہے اصول کی منکوحات کو تو وَلَا تَنْكِحُوا مین بیان فرمایا اور اپنی عورتونکی ماؤن مین منکوحات کے اصول کو بیان کیا اسکے بعد اپنی بی بی کی فروع کا بھی ذکر کیا اور یہ بھی بتلادیا کہ بی بی کی فروع سے نکاح اسیوقت حرام ہوتا ہے جب اس بی بی سے خاص استراحت کی نوبت آگئی ہو اسکے بعد پھر اپنی فروع کی منکوحات کا ذکر فرمایا ۱۲ حہ تعلق حق غیر کو وَالْمُحْصَنٰتُ کے لفظ مین بیان کردیا ۱۲ لہ ترجمہ اور (اے مسلمانو) تم مشرک عورتون سے نکاح نکرو یہانتک کہ وہ مسلمان ہوجائین ۱۲ معہ قوم لوط علیہ السلام کے قصہ مین مردونکو باہم جماع کی ممانعت کیگئی ہے اور یہ بھی کہ عورتونکو اللہ تعالٰی نے مردونکی لیے بنادیا ہے پس معلوم ہوا کہ مردونکا آپس مین جماع اور اسیطرح عورتونکا باہم جماع حرام ہے یہی مطلب اتحاد نوع کے حرام ہونیکا ہے ۱۲ لہ ترجمہ پس وہ عورت اُس طلاق دینے والے کیلیے حلال نہین ہے یہانتک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے ۱۲ لعہ لعان اور ملک کا ذکر اسلیے نہین فرمایا کہ لعان کی ہوئی عورت سے پھر نکاح کرنیکو حیادار آدمی کی طبیعت خود مکروہ سمجھتی ہے اسیطرح آزاد عورت اپنے غلام کیساتھ نکاح کرنیکو بھی طبعاً بُرا سمجھتی ہے رہ گیا اختلاف جنس سو وہ ایک شاذ و نادر چیز ہے اسکا حکم بتانیکی چندان حاجت نہین ۱۲

# ولی کا بیان

نکاح کے صحیح ہونیکی تیسری شرط یہ تھی کہ نابالغ اور مجنون اور غلام کا نکاح بغیر اُنکے اولیا کی اجازت کے صحیح نہین لہذا اب ہم یہان ولی کے احکام بیان کرتے ہین پہلے یہ بات بیان کرتے ہین کہ کون کون لوگ ولی ہو سکتے ہین اور اُسکے بعد یہ بیان کرینگے کہ اُنکے کیا اختیارات ہین غلام کا ولی تو اُسکا مالک ہے اور آزاد آدمی کا ولی اُسکا وہ رشتہ دار ہے جو عصبہ بنفسہ[ع] ہو اگر کئی عصبات بنفسہ ہون تو انمین مقدم وہ ہے جو وراثت مین مقدم ہو[ف] اگر عصبات بنفسہ مین کوئی نہو تو مان کو ولایت حاصل ہوگی پھر دادی کو پھر بیٹی کو پھر پوتی کو پھر نواسی کو پھر پرپوتی کو پھر نواسی کی بیٹی کو وعلیٰ ہذا[ق] اور اگر عصبات بھی نہون اور مان دادی بھی نہو اور پوتیان نواسیان وغیرہ بھی نہون تو نانا کو ولایت حاصل ہوگی پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی بہن کو پھر اخیافی بہن کو پھر ان تینون کی اولاد کو اسی ترتیب سے[غ] اگر یہ کوئی نہون تو ذوی الارحام کو ولایت حاصل ہوگی ذوی الارحام مین سب سے پہلے پھوپھیان ولی ہونگی انکے بعد ماموں انکے بعد خالائین انکے بعد چچا کی بیٹیان پھر اسی ترتیب سے انکی اولاد[ص]۔ اگر رشتہ دار کوئی نہو تو عصبہ

[ع] رشتہ دار تین قسم کے ہین اصحاب فرائض جنکا حصہ میراث قرآن مجید مین بیان ہوا ہے عصبات جنکا حصہ قرآن مجید مین مذکور نہین اور ذوی الارحام وہ اعزہ جنکا رشتہ کسی عورت کے توسط سے ہو جیسے خالہ کہ اُسکا رشتہ مان کے توسط سے ہے اور نواسہ کہ اسکا رشتہ بیٹی کے توسط سے ہے عصبات کی تین قسمین ہین عصبہ بنفسہ عصبہ بغیرہ عصبہ مع غیرہ عصبہ بنفسہ جسکا ذکر کتاب مین ہے اُس عصبہ کو کہتے ہین جو مذکر ہو عصبہ بنفسہ چار قسم کے لوگ ہین اول مذکر فروع یعنی بیٹے پوتے پرپوتے وغیرہ دوسرے مذکر اصول یعنی باپ دادا پردادا وغیرہ تیسرے باپ کے مذکر فروع یعنی بھائی اور بھائی کی اولاد وغیرہ چوتھے دادا کے مذکر فروع یعنی چچا اور چچا کی اولاد وغیرہ ۱۲ [ف] عصبات کے وراثت مین سب سے مقدم مذکر فروع ہین انکے بعد مذکر اصول انکے بعد باپ کے فروع۔ انکے بعد دادا کے فروع۔ پھر قریب بنسبت بعید کے مقدم ہے مثلاً بیٹا بھی ہو پوتا بھی ہو تو بیٹا مقدم ہے یا باپ بھی ہو دادا بھی ہو تو باپ مقدم ہے بھائی بھی ہو بھائی کی اولاد بھی ہو تو بھائی مقدم ہے یا چچا بھی ہو چچا کی اولاد بھی ہو تو چچا مقدم ہے ۱۲ [ق] یعنی اخیر سلسلہ تک بیٹے کی اولاد بنسبت بیٹی کی اولاد کے ایک درجہ مقدم رہے گی ۱۲ [غ] یعنی حقیقی بہن کی اولاد علاتی بہن کی اولاد سے مقدم ہے اور علاتی بہن کی اولاد اخیافی بہن سے مقدم ہے ۱۲ [ص] یعنی اگر پھوپھی ماموں خالائین چچا کی بیٹیان نہون بلکہ انکی اولاد ہو تو پہلے پھوپھی کی بیٹیان ولی ہونگی وہ نہون تو ماموں کی بیٹیان۔ وہ نہون تو خالہ کی بیٹیان۔ وہ نہون تو چچا کی بیٹیون کی بیٹیان ۱۲

نہ غیر عصبہ تو مولی الموالات عہ کو حق ولایت حاصل ہوگا اگر وہ بھی نہو تو بادشاہ وقت ولی ہی بشرطیکہ مسلمان ہو بادشاہ وقت کا نائب بھی نکاح کا ولی ہوسکتا ہی بشرطیکہ بادشاہ کیطرف سے اُسکو یہ اختیار دیا گیا ہو کبھی کافر کو کسی مسلمان کی ولایت کا حق حاصل نہین ہوسکتا گو وہ اسکا رشتہ دار ہی کیون نہو اسیطرح مسلمان کو بھی کافر کی ولایت حاصل نہین ہوسکتی گو وہ اُسکا رشتہ دار ہو ہان اگر کوئی کافر لونڈی کسی مسلمان کی ملک مین ہو تو اُس مسلمان کو اُس لونڈی پر ولایت حاصل ہی۔ کوئی غلام کسی آزاد کا ولی نہین ہوسکتا گو اُسکا رشتہ دار ہو کوئی بے عقل یعنی مجنون کسی دوسرے کا ولی نہین ہوسکتا گو وہ باہم رشتہ دار ہون یہان اسقدر تفصیل ہی کہ اگر جنون مطبق عہ ہی تو اُسکی ولایت بالکل صحیح نہین اور اگر جنون غیر مطبق ہی تو ہوش کے زمانہ مین اُسکو ولایت حاصل رہیگی حتی کہ اگر کہین سے پیغام نکاح کا آئے اور دوسری طرف کے لوگ اسقدر انتظار کرین کہ اس مجنون ولی کو ہوش آجائے تو اُسکی ہوش آنیکا انتظار کیا جائیگا اور اگر وہ لوگ نہ مانین تو بغیر انتظار کے نکاح کردیا جائیگا بشرطیکہ یہ ولی لڑکی کا ہو اور جہان سے پیغام آیا ہے وہ اُسکی کفو ہون عہ (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۳۰)۔ کوئی نابالغ کسی دوسرے کا ولی نہین ہوسکتا گو وہ باہم ایک دوسرے کے رشتہ دار ہون وصی للعہ نکاح کا ولی نہین ہوسکتا اگرچہ وصیت کرنیوالے نے اُسکو نکاح کا اختیار بھی دیدیا ہو

ان لوگون کا بیان ہوچکا جو ولی ہوسکتے ہین اب ولی کے اختیارات بیان کئے جاتے ہین

ولی کو اختیار ہی کہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح جبراً کرادے اور باپ دادا کو یہان تک اختیار حاصل ہے کہ چاہین صریح عہ نقصان کے ساتھ نکاح کردین اور چاہین کسی غیر کفو کے ساتھ نکاح کردین باپ دادا کے سوا

---

عہ مولی الموالاۃ وہ شخص ہی جس سے اس بچہ کے باپ نے اسبات کا معاہدہ لیا ہو کہ اگر مین کوئی خیانت کرونگا تو اُسکا تاوان تمکو دینا ہوگا اور جو مال چھوڑ جاؤنگا تو تمکو میری میراث ملیگی ۱۲ عہ جنون مطبق وہ ہی جو کم از کم ایک مہینہ تک رہے ۱۲ عہ وجہ یہ ہی کہ کفو بہت وقت سے دریافت ہوتے ہین معلوم نہین کہ پھر دستیاب ہو یا نہو ۱۲ للعہ وصی اُس شخص کو کہتے ہین جسکو کچھ وصیت کیجائے ۱۲ عہ صریح نقصان سے مراد مہر مین سخت دہوکہ کھا جانا مثلاً لڑکے کا ولی ہو تو اُسکا نقصان یہ ہی کہ زیادہ مہر بندھ جائے لڑکی کے ولی کا نقصان یہ ہی کہ کم مہر بندھ جائے ۱۲ عہ اور یہ ہم لکھ چکے ہین کہ یہی مذہب صحیح ہو متاخرین کا اسی پر فتوی ہی حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے اسی کو روایت کیا ہی ۱۲

اگر اور کوئی ولی لڑکی کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کر دیگا تو وہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر صریح نقصان کے ساتھ کر دیا ہو تب بھی صحیح نہوگا خواہ لڑکے کا نکاح ہو یا لڑکی کا۔

ولی کو بالغ لڑکے یا لڑکی کے بجبر نکاح کر دینے کا اختیار نہین ہی خواہ لڑکی کنواری ہو یا نہین اور خواہ ولی باپ دادا ہو یا کوئی اور عزیز۔ ہان مستحب ہے کہ بالغ لڑکی اپنے نکاح کا معاملہ اپنے ولی کے سپرد کر دے مگر درحقیقت یہ ایک قسم کی وکالت ہوجائیگی نہ ولایت مجنون اور معتوہ[ع] اگرچہ بالغ ہون مگر ان کے بجبر نکاح کر دینے کا حق ولی کو حاصل ہی اسیطرح لونڈی غلام اگرچہ بالغ ہون تو اُن کے مالک کو بجبر اُنکا نکاح کر دینے کا اختیار ہی۔

بالغ مرد عورت اگر بغیر اجازت اور رضامندی ولی کے اگر اپنا نکاح کر لین تو صحیح ہو جائیگا لیکن عورت اگر غیر کفو کے ساتھ اپنا نکاح بغیر رضامندی ولی کے کرے تو درست نہ ہوگا گو بعد نکاح کے وہ ولی رضامند ہو جائے۔

اگر کوئی عورت بغیر رضامندی[ع] ولی کے مہر مثل سے کم پر اپنا نکاح کسی کے ساتھ کرے تو ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہی وہ اس نکاح کو قاضی کے ذریعہ سے فسخ کرا سکتا ہی اور اگر مہر کی کمی پوری کر دی جائے تو پھر اُسکو فسخ کرانے کا حق نہین ہی۔

اگر کسی عورت کے کئی ولی ہون اور سب ذریعہ مساوی[ع] ہون تو ان مین سے بعض کا راضی ہونا مثل کل کے ہو جائیگا ہی اور اگر وہ سب ایک درجہ مین مساوی نہین ہین بلکہ کوئی قریب ہے

---

ع اس مسئلہ مین امام شافعی مخالف ہین وہ کہتے ہین جو عورت کنواری نہو گو وہ نابالغ ہو ولی کو اُسکے بجبر نکاح کر دینے کا اختیار نہین ہی اور جو عورت کنواری ہو اُسکو بجبر نکاح کر دینے کا اختیار ہی گو وہ بالغ ہو چکی ہو ع معتوہ اس شخص کو کہتے ہین جسکی عقل مین فتور آگیا ہو بالکل مسلوب العقل نہو ۱۲ ع ولی کے بغیر رضامندی نکاح کرنے کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ ولی کو خبر ہی نہ کیجائے جس سے اسکی رضامندی کا حال معلوم ہو دوسرے یہ کہ اُسکو خبر کیجائے مگر وہ سکوت کیے یا کہدے کہ مین راضی نہین ہون بحر الرائق ۱۲ ع درجہ مین مساوی ہونیکی یہ صورت ہی کہ اُسکو ولی اُسکے لڑکے ہون اور وہ کئی ہون ۱۲

کوئی بعید تو بعید کے رضی ہوجانیسے قریب کا رضی ہوجانا لازم نہین۔ قریب کو اعتراض کا حق حاصل رہیگا
ولی کا سکوت کر لینا اسکی رضامندی کی دلیل نہین ہوسکتا لیکن اگر کوئی فعل اس قسم کا
اُس سے صادر ہو جس سے رضامندی سمجھی جاتی ہو تو وہ فعل رضامندی کی دلیل ہوسکتا ہے مثلاً ولی نے
زر مہر پر قبضہ کر لیا یا سامان جہیز لے لیا۔ ہان اگر ولی اتنے زمانہ تک سکوت کئے رہے کہ اُس عورت کے بچہ
ہوجائے تو اب اُسکا سکوت رضامندی کے حکم مین ہوگا اور اب اُسکو کسی طرح اعتراض کا حق باقی نرہیگا
نابالغ کو بعد بلوغ کے اُس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے جو بحالت نابالغی اس کے ولی نے
کیا ہے یا ولی کی اجازت سے اُسنے کیا ہو اگر باہم زوجین مین خاص استراحت کی بھی نوبت
آچکی ہو مگر باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار نہین ہے۔

اسی طرح اگر کسی کا نکاح بحالت جنون اُسکے ولی نے کر دیا ہو تو بعد ہوش آجانے کے وہ اس
نکاح کو فسخ کر سکتا ہے مگر باپ دادا کے یا اپنے بیٹے کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ نہین کر سکتا۔

مگر اس نکاح کے فسخ ہوجانیکی دو شرطین ہین (۱) یہ کہ قاضی کے ذریعہ سے فسخ کرایا جائے۔
(۲) یہ کہ اگر اس نابالغ مرد یا عورت کو نکاح کا علم پہلے سے ہو تو جسوقت بالغ ہو یعنی جسوقت اپنے
بلوغ کا علم حاصل ہو معاً اُسی وقت نکاح سے اپنی نارضامندی ظاہر کر دے اور پہلے سے علم نہ تھا تو جسوقت
علم حاصل ہو فوراً اُسی وقت اپنی نارضی کا اظہار کر دے۔ اگر بلوغ کے بعد یا نکاح کا علم حاصل ہونیکے بعد
باکرہ عورت تھوڑی دیر بھی سکوت کر جائے باوجودیکہ بولنے کا اختیار رکھتی ہے تو اُسکو فسخ کا اختیار باقی نرہیگا
خواہ اُسکو یہ مسئلہ معلوم ہو یا نہین کہ میرے سکوت سے میرا اختیار باطل ہوجائیگا (درمختار ردالمختار ج ۲ ص ۳۳۶)

۵۶ اگر کوئی شخص بالغ ہوگیا اگر اُسکو اپنے بلوغ کا علم حاصل نہین ہوا تو اُسکو جب علم ہو اُسی وقت انکار کرنا چاہیے
مرد کو اپنے بلوغ کا علم اس طرح حاصل ہوگا کہ اُسکو احتلام ہو اور وہ اپنے کپڑون پر منی کا نشان دیکھے اور عورت کو
اس طرح کہ اس کو حیض آجائے ۱۲ ۵۷ پس اگر جس وقت اُسکو خبر نکاح کی پہونچے یا بالغ ہو کوئی کسی نے اُسکا منہ
بند کر لیا تو اس حالت کا سکوت رضامندی کی دلیل نہین ہوسکتا ۱۲

نابالغ لڑکے اور ثیبہ عورت کا اختیار البتہ اُسکے سکوت سے باطل نہوگا تاوقتیکہ صریح رضامندی اپنی نہ ظاہر کردے یا کوئی فعل ایسا کرے جس سے رضامندی سمجھی جائے۔ ع۵

لونڈی کو بعد آزاد ہو جانے کے اپنے اُس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے جو لونڈی ہونیکی حالت مین اُسکے مالک نے کر دیا تھا اور اُسکو اس نکاح کے فسخ کرنیکے لیے قاضی کی ضرورت نہین ہے اور جس مجلس مین وہ آزاد کی گئی ہو جس مجلس مین اُسکو اپنے نکاح کا علم حاصل ہوا ہو اُس مجلس کے آخر تک اُسکو فسخ کرنیکا اختیار ہے اگر قبل مجلس بدلنے کے وہ کچھ دیر سکوت کئے رہے تو اُس کا اختیار باطل نہوگا ہان اگر مجلس بدل جائے اور وہ کچھ نہ کہے تو اُسکا اختیار باطل ہو جائے گا بشرطیکہ وہ اس مسئلہ سے واقف ہو کہ میرے اسقدر سکوت سے میرا اختیار باطل ہو جائے گا۔

ولی کو اختیار ہے کہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح خود اپنے ساتھ کرلے مگر بعد بالغ ہونیکے اس نابالغ کو اختیار فسخ کا بدستور باقی رہے گا۔ قاضی کو یہ اختیار نہین ہے کہ جس نابالغ کا وہ ولی ہو اُسکا نکاح اپنے ساتھ یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ کر دے جسکی گواہی اُسکے حق مین مقبول نہو۔

اگر کسی عورت کا نکاح اُس کے ولی نے مثلاً زید کے ساتھ کر دیا اور دوسرے ولی نے مثلاً خالد کے ساتھ اُسی عورت کا نکاح کر دیا پس اگر یہ دونون ولی درجہ مین مساوی ہین تو ہین سے جس شخص نے پہلے نکاح کیا ہو اُسکا صحیح ہو جائیگا اور اگر یہ معلوم نہو سکے کہ کون پہلے ہوا اور کون پیچھے تو دونون نکاح باطل ہو جائینگے اور اگر دونون ولی درجہ مین مساوی نہون تو ولی قریب نے جو نکاح کیا ہو وہ صحیح ہو جائیگا اور ولی بعید کا کیا ہوا نکاح باطل ہو جائے گا۔

ع۵ مثلاً اپنا مہر طلب کرے یا نفقہ مانگے یا ہنس دے ۱۲ ع۶ لونڈی کی تخصیص اسلیے کیگئی کہ غلام کو یہ اختیار نہین کہ نکاح اسکے مالک نے کر دیا تھا اسکو وہ بعد آزاد ہونیکے فسخ کر سکے ۱۲ ع۷ لونڈی کے لیے مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر ہے کیونکہ وہ اپنے مالک کی خدمت مین مصروف رہتی ہے تحصیل علم کا اسکو موقع نہین ملتا بخلاف آزاد عورت کے کہ اسکو تحصیل علم کا موقع ہر وقت حاصل ہے پس اسکے حق مین مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہین سمجھا گیا۔ ۱۲

ولی بعید کو بحالت نہ موجود ہونے ولی قریب کے لڑکی کے نکاح کر دینے کا اختیار ہو بشرطیکہ ولی قریب ایسے مقام میں ہو^عہ^ کہ اگر اُسکے آنے کا انتظار کیا جائے تو وہ نسبت نکاح کی قطع ہو جائے گی اور جہان ٹھہری ہو وہ کفو ہو مثال کسی نابالغ لڑکی کا باپ سفر مین گیا اُس کی غیبت مین کسی کفو کے یہان سے اُس لڑکی کے نکاح کا پیغام آیا تو اس لڑکی کا نکاح اُس کا دادا کر سکتا ہو بشرطیکہ شوہر کی طرف کے لوگ اُسکے باپ کے لوٹنے تک انتظار کرنے پر راضی نہون پھر جب باپ اُس کا لوٹ کر آجائے گا تو وہ اس نکاح کو فسخ نہین کرا سکتا۔

ولی قریب کی موجودگی مین اگر ولی بعید نکاح کر دے تو وہ نکاح اُس ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اپنی رضامندی ظاہر کر دیگا تو نکاح صحیح ورنہ باطل ہو جائے گا۔

ولی قریب اگر نکاح کر دینے سے انکار کر دے تو ولی بعید نکاح کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔

ولی اگر کسی بالغ عورت کا نکاح کرنا چاہے اور اُس سے اجازت طلب کرے خواہ خود یا بذریعہ اپنے وکیل کے یا نکاح کر دے بعد اُسکے اس عورت کو خبر کرے تو اگر وہ عورت اپنی رضامندی ظاہر کر دے یا سکوت کرے یا کوئی فعل ایسا کرے جو حسب رواج رضامندی کے منافی نہو تو وہ نکاح صحیح ہو جائیگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ^عہ^۔

اگر کوئی مرد یا عورت کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دے یعنی اُس کو اختیار دیدے کہ تو جسکے ساتھ چاہے میرا نکاح کر دے تو وہ وکیل جسکے ساتھ اُسکا نکاح کر دیگا صحیح ہوگا مگر اُس نکاح کے صحیح ہونیکی یہ شرط ہو کہ جسقدر مہر موکل نے کہدیا ہو اُسکے خلاف نہو اگر اُسکے خلاف ہو جائے گا

عہ بعض فقہا نے سفر مین مدت قصر کا اعتبار کیا ہو یعنی اگر وہ ایسا سفر ہو کہ اس مین قصر جائز ہو تو ولی بعید کو اختیار ہے ورنہ نہین مگر یہ قول قوی نہین ہو ۱۲ شامی عہ بعض لوگون نے لکھا ہو کہ ثیبہ عورت جبتک صریح اجازت نہ دے اسکا نکاح صحیح نہوگا مگر درحقیقت یہ بات رواج سے متعلق ہو جہان کہین یہ رواج ہو کہ ثیبہ عورتین صریح اجازت دیتی ہون وہان بغیر اُنکی صریح اجازت کے نہوگا اور جہان یہ رواج نہو وہان یہ قید نہین ہے ۱۲

تو نکاح نہوگا ہان اگر موکل بعد مین اپنی رضامندی اس مہر سے ظاہر کردے تو نکاح ہو جائے گا۔ اگر وکیل نے موکل کے مقرر کئے ہوئے مہر کے خلاف پر نکاح کردیا اور موکل کو یہ بات معلوم نہین ہوئی تو جسوقت یہ بات اُسکو معلوم ہو جائیگی اور وہ اُس سے راضی ہو جائیگا تو نکاح صحیح رہیگا اور اگر اُس سے راضی نہو گا تو نکاح باطل ہو جائیگا گو باہم خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی ہو۔ مثال (۱) کسی مرد نے کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل کردیا اور اُس سے کہدیا کہ ایکہزار روپیہ مہر مقرر کرنا وکیل نے دو ہزار مہر پر نکاح کردیا اور موکل کو اس امر کی اطلاع نہین کی یہانتک کہ زوجین مین خاص استراحت کی نوبت آگئی تو اب بھی اس مرد کو اختیار ہے چاہے نکاح کو قائم رکھے چاہے باطل کردے وکیل کو اختیار نہین ہے کہ یہ کہے کہ مین زیادتی اپنے پاس سے دیدونگا (۲) کسی عورت نے کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کیا اور کہدیا کہ چار سو روپیہ مہر مقرر کرنا وکیل نے اُسکا نکاح مین سو مہر پر کردیا اور اس عورت کو اطلاع نہین کی یہانتک کہ اُس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی تو اب بھی اس عورت کو اختیار ہے چاہے نکاح قایم رکھے چاہے باطل کردے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۴۴)

اگر موکل نے ایک عورت سے نکاح کرنیکی اجازت دی ہو اور وکیل دو عورتون سے نکاح کردے تو یہ دونون نکاح باطل ہو جائینگے۔

**حاصل** یہ ہے کہ وکیل اگر اپنے موکل کے حکم کے خلاف کرے مگر وہ بات موکل کے حق مین زیادہ مفید ہو یا خلاف بہت ہی خفیف ہو تو وہ نکاح قطعاً صحیح ہو جائیگا اور اگر وہ بات موکل کے حق مین مفید نہین بلکہ مضر ہو تو یہ نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا مثلاً کسی موکل نے اپنے وکیل سے یہ کہا کہ میرا نکاح بوڑھی یا اندھی عورت سے کردے وکیل نے آنکھ والی یا جوان عورت سے اُسکا نکاح کردیا یا مثلاً موکل مرد نے کہا تھا کہ پانچسو روپیہ مہر پر میرا نکاح کردے وکیل نے چار سو روپیہ مہر پر کردیا یا موکل عورت تھی اور وہ کہتی کہ ایکہزار روپیہ مہر پر نکاح کردے وکیل دو ہزار مہر پر نکاح کردے تو یہ سب نکاح قطعاً صحیح ہو جائینگے کیونکہ

ان سب صورتون مین وکیل کی مخالفت موکل کے حق مین مضر نہین ہو (بحر الرائق جلد ۳ صہ ۱۵۱)

وکیل کو یہ بھی اختیار ہو کہ اپنے موکلہ کا نکاح اپنے ساتھ کر لے۔

اگر کوئی فضولی کسی شخص کا نکاح کر دے اور بعد اُسکے اُس شخص کو خبر کر دے جسکا نکاح کیا ہو پس اگر وہ رضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہو گا ورنہ باطل ہو جائیگا۔ اگر فضولی کے مرجانے کے بعد نکاح سے رضامندی ظاہر کر دی جائے تب بھی نکاح صحیح ہو جائے گا۔

وکیل کو نکاح کر دینے کے بعد قبل اجازت کے فسخ کر دینے کا اختیار ہو۔ فضولی کو یہ اختیار نہین ہو مثال کسی وکیل نے اپنے موکل کا نکاح ایک بالغ عورت سے بغیر اُسکی اجازت کے کر دیا تو اُس وکیل کو اختیار ہو کہ قبل اُس عورت کی اجازت کے اُس نکاح کو فسخ کر دے اور اپنے موکل کا نکاح دوسری عورت سے کر دے بخلاف فضولی کے کہ وہ نکاح کر چکنے کے بعد خود فسخ کرنے کا اختیار نہین رکھتا وکیل کو یہ اختیار نہین ہو کہ اپنے موکل کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ یا اُس نابالغ لڑکی کے ساتھ کر دے جسکا وہ ولی ہو اور اگر ایسا کرے تو موکل کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ رضی ہو جائے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا ورنہ باطل ہو جائے گا۔

(بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

مسئلہ ایک ہی شخص زوجین کی طرف سے ایجاب وقبول دونون کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ دونون[ع] کا ولی ہو یا دونون کا وکیل ہو یا ایک طرف سے وکیل ہو دوسری طرف کا ولی ہو یا ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف کا ولی ہو یا ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف کا وکیل فضولی کو اختیار نہین ہو کہ وہ دونون طرف سے خود ہی ایجاب وقبول کرے۔

ع دونون کے ولی ہونے کی صورت یہ ہو کہ ایک اُسکا بیٹا ہو ایک اُسکی بھتیجی دونون کے وکیل ہونیکی صورت ظاہر ہو ایک طرف سے وکیل دوسری طرف کا ولی ہو مثلاً اُسکا بیٹا ہو یا بھتیجا ایک طرف سے اصیل ہونیکی صورت یہ ہو کہ خود اپنے ساتھ اپنے چچا کی بیٹی یا موکلہ کا نکاح کرے ۱۲۔

# کفو کا بیان

نکاح کے صحیح ہونیکی چوتھی شرط یہ ہی کہ عورت اگر غیر کفو سے نکاح کرے تو ولی کی رضامندی شرط ہی۔ کفو کی تعریف تو ہم مقدمہ مین بیان کر چکے ہین اب چند مسائل اُسکے یہان درج کرتے ہین۔

(۱) کفو ہونیکا اعتبار صرف مرد کیطرف سے ہی یعنی مرد عورت کا کفو ہونا چاہیے۔ عورت اگر مرد کی کفو نہو تو کچھ حرج نہین

(۲) کفاءت کا اعتبار صرف ابتدائے نکاح کیوقت ہی اگر کوئی مرد نکاح ہوتے وقت کفو تھا مگر بعد نکاح کفاءت جاتی رہی مثلاً پہلے پرہیزگار تھا اب بدکار ہوگیا تو اب نکاح فسخ نہو گا۔

(۳) اگر کسی عورت نے اپنا نکاح کسی غیر کفو کے ساتھ کر لیا مگر نکاح کرتے وقت یہ نہ معلوم تھا کہ وہ کفو نہین ہی بعد نکاح کے معلوم ہوا تو اُس عورت کے ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہین بشرطیکہ یہ نکاح بغیر ان کی اجازت کے ہوا ہو اور اگر اس عورت کا نکاح انھین ولیا نے کیا ہے تو پھر انکو بھی فسخ کرانیکا اختیار نہین ہان اگر نکاح کرتے وقت اس عورت نے یا اسکے اولیا نے مرد سے اسبات کی شرط کر لی ہو کہ ہم تیرے ساتھ اسی شرط پر نکاح کرتے ہین کہ تو کفو ہی یا اُس مرد نے اُن لوگون سے کہا ہو کہ مین تمہارا کفو ہون اور انھون نے اُسکے کہنے پر اعتبار کر کے نکاح کر دیا ہو تو اب اگر بعد نکاح کے معلوم ہوگا کہ وہ مرد کفو نہین تو اس عورت کے یا اسکے اولیا کو نکاح فسخ کر دینے کا اختیار ہے

(۴) کفو ہونے کے لیے صرف انھین چھ چیزون مین برابری شرط ہی جن کا ذکر ہم مقدمہ مین کر چکے ہین

عہ اس کلیہ کے خلاف ایک جزئیہ علامہ شامی نے بیان کیا ہو کہ اگر کوئی حجام کسی مجہول النسب عورت سے نکاح کرے اور بعد اس نکاح کے کوئی قریشی اس امر کا دعوی کرے کہ یہ لڑکی میری ہی اور اُسکو ثابت کر دے تو اب قریشی کو اختیار ہو کہ اس عورت کا نکاح اس حجام سے فسخ کرا دے مگر در اصل یہ جزئیہ اسکے خلاف نہین بلکہ یہ جداگانہ صورت ہی کہ نکاح کے وقت کفو ہونا نا معلوم تھا اب معلوم ہوا اور ایسی حالت مین ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہی بشرطیکہ اُسکی بے اجازت نکاح ہوا ہو ۔۱۲

اُن کے علاوہ اور کسی بات مین برابری شرط نہین نہ عقل مین برابر ہونا شرط ہی نہ عمر مین برابر ہونا شرط ہی نہ حسن وجمال مین نہ عیوب سے سالم ہونا۔

اگر کوئی شخص خود مالدار نہو مگر اُسکے ماں باپ مالدار ہون اور اُسکی خرچ کی کفالت کرتے ہون تو وہ شخص مالدار سمجھا جائے گا اُسکے کفو ہونے مین کسی طرح کا نقصان نہو گا۔ مقدمہ مین ہم لکھ چکے ہین کہ غیر عربی النسل[عہ] عربی النسل کا کفو نہین ہو سکتا اس سے ایک صورت مستثنیٰ ہی وہ یہ کہ اگر غیر عربی النسل علم دین کا عالم ہو تو وہ عربی النسل بلکہ خاص قریشی عورت کا جو علم سے بہرہ ہو کفو ہو جائے گا۔ (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۵۰۳)

نکاح کی چار شرطون کا بیان ہو چکا اب تین شرطین اور باقی ہین مگر پانچوین اور ساتوین شرط بالکل صاف ہے اُس کے شرح کرنے کی حاجت نہین اب ہم چھٹی شرط کا ذکر کرتے ہین۔

# مہر کا بیان

ہم لکھ چکے ہین کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہے کہ یہ نیت نہ ہو کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا۔ اس شرط کو اور لوگون نے ذکر نہین کیا بعض نے اُس کے

---

عہ بعض لوگون نے ان کے علاوہ اور باتین بھی لکھی ہین جن مین برابری ہونا چاہیئے مثلاً فتاوی حامدیہ مین ہی کہ مرد کا خاص استراحت پر قادر ہونا بھی کفاءت کی شرط ہی اگر باپ دادا کے علاوہ اور کوئی ولی عورت کا نکاح کسی عنین کے ساتھ باوجود علم کے کر دے تو یہ نکاح صحیح نہو گا یا مثلاً فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی کہ متاخرین کا اس مین اختلاف ہی کہ عقل مین برابری شرط ہی یا نہین مگر یہ اقوال ضعیف ہین ۱۲ عہ بعض لوگون نے لکھا ہے کہ غیر عربی النسل قریشی عورت کا کفو نہین ہو سکتا گو کتنا ہی بڑا عالم کیون نہو۔ علامہ شامی اس قول کو رد کر کے لکھتے ہین کہ کون کہے گا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام حسن بصری جو عربی النسل نہین ہین ایک عربی النسل جاہل عورت کے کفو نہین ہین ۱۲

خلاف[عہ] لکھا ہے

مہر کا ذکر کرنا نکاح کے صحیح ہونیکی شرط نہین ہے اگر مہر کا ذکر نہ کیا جاے تو نکاح صحیح ہوجائیگا اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب ہوگا۔

مہر مین دو باتین شرط ہین (۱) یہ کہ وہ از قسم مال[عہ] ہو پس اگر کوئی شخص کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اُسکا مہر اُسکی آزادی کو قرار دے تو صحیح نہین یعنی یہ آزادی مہر نہوگی کیونکہ آزادی از قسم مال نہین ہے اسی طرح اگر کوئی شخص سور یا شراب کو مہر قرار دے تب بھی صحیح نہین کیونکہ یہ دونون چیزین شریعت مین مال نہین سمجھی گئین۔

وہ منافع جن کے معاوضہ مین اجرت لینا جائز ہے از قسم مال سمجھے جائینگے اور اُنکا مہر قرار دینا صحیح ہوگا پس اگر کوئی شخص اپنی بی بی کا مہر اپنے گھوڑے کی سواری یا اپنے ملازم کی خدمت یا اپنے گھر کی سکونت کو قرار دے تو صحیح ہے کیونکہ ان چیزون کے مقابلہ مین اُجرت لینا جائز ہے لیکن اگر شوہر خود اپنی خدمت کو مہر قرار دے **مثلاً** یہ کہے کہ مین سال بھر تک تیرا پانی بھر دیا کرون گا تو درست نہین کیونکہ اس مین شوہر کی اہانت ہے ہان اگر کوئی ایسی خدمت ہو جو باعث

---

عہ اکثر فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مہر نہ دینے کی شرط کرے تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور شوہر کے ذمہ مہر مثل واجب ہوجائیگا مگر اسکی دلیل کوئی نہین بیان کرتے اور جو بیان کرتے ہین اُس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی مثلاً یہ آیت پیش کرتے ہین لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً یعنی تم پر کچھ گناہ نہین اگر تم اپنی بی بیون کو طلاق دیدو قبل اس کے کہ اُن سے خاص استراحت کرو یا اُن کا مہر مقرر کرو۔ اس آیت سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ بغیر مہر مقرر کئے ہوئے بھی نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور یہ ہم بھی کہتے ہین کہ مہر کا ذکر کرنا شرط نہین یہ ثابت نہین ہوتا کہ مہر کے ندینے کی نیت ہو تب بھی نکاح صحیح ہوجائے گا اور یہ بات دوسری آیت سے ثابت ہے کہ مہر کا ہونا نکاح کے لیے نہایت ضروری ہے پس جب اُس کے ندینے کی نیت ہوگی تو نکاح کیسے صحیح ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے اِنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ ۃ بشرطیکہ تم اپنے مال کے بدلہ مین نکاح کرنا چاہو ۱۲ عہ شافعیہ اسکے خلاف ہین اُن کے نزدیک از قسم مال ہونا ضروری نہین ہماری دلیل یہی آیت ہے اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ اللہ تعالی نے مال کی تخصیص کردی ہے ۱۲

ذلت نہین جیسے بکریون کا چرا دینا[ع۱] یا کاشت کر دینا تو درست ہے اسیطرح اگر شوہر اپنی زوجہ کے مالک یا ولی کی خدمت کر دینے کو مہر قرار دے تب بھی درست ہے بشرطیکہ زوجہ[ع۲] راضی ہو جاے اور وہ عورت اگر چاہے تو اپنے ولی سے اُس خدمت کی قیمت لے سکتی ہے ہان لونڈی اپنے مالک سے نہین لے سکتی کیونکہ لونڈی کے مال کا مالک اُسکا آقا ہے بخلاف آزاد عورت کے کہ اُسکے مال کا مالک اُسکا ولی نہین ہے۔

اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کو مہر قرار دے تو جائز[ع۳] نہین کیونکہ تعلیم قرآن اُن منافع مین نہین ہے جن کے مقابلہ مین اُجرت لینا جائز ہے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ مہر کم سے کم دس درہم چاندی کی قیمت کا ہو خواہ چاندی سونے کی قسم سے ہو یا اور کوئی چیز ہو جسکی قیمت دس درہم کے برابر ہو پس اگر کوئی شخص دس درہم سے

---

ع۱ بکریون کا چرانا ذلیل کام نہین ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نہ چراتے ۱۲

ع۲ جیسے حضرت شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا تو یہی مہر مقرر کیا تھا کہ تم میری بکریان آٹھ برس تک چرا دو۔ اس قصہ کو حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین ذکر فرمایا ہے اور پھر اسکے بعد کوئی ذکر اس امر کا نہین ہو کہ یہ حکم اب منسوخ ہے لہذا اسپر عمل باقی ہے۔ بعض لوگون نے اس قصہ سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اگر خود بی بی کی خدمت کو مہر قرار دے تب بھی درست ہے حالانکہ یہ بات اس قصہ سے ثابت نہین ہوتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو خدمت کی تو اپنی بی بی کے باپ کی کی نہ کہ اپنی بی بی کی ۱۲

ع۳ شافعیہ کہتے ہین کہ تعلیم قرآن کو مہر قرار دینا درست ہے اس لئے کہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ حضرت نے ایک شخص کا نکاح کیا اور فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اُسنے عرض کیا کچھ نہین آپ نے فرمایا کوئی لوہے کی انگوٹھی تلاش کر لا اُس نے تلاش کی گروہ بھی نہ نکلی تو آپ نے فرمایا کہ جسقدر قرآن تیرے پاس ہے یعنی تجھے یاد ہو اُس کے عوض مین مینے تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا حنفیہ کہتے ہین کہ اس حدیث مین بما معلک من القرآن کا ترجمہ " جسقدر قرآن تیرے پاس ہو اسکے عوض ہے " صحیح نہین ہے بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہو کہ جسقدر قرآن تیرے پاس ہے اسکی وجہ سے تیرے ساتھ نکاح کر دیا یعنی چونکہ یہ بزرگی تجھکو حاصل ہو اگرچہ اسوقت مال دنیا وی تیرے پاس نہین ہے اس سبب سے مینے تیرے ساتھ نکاح کر دیا اور مہر کا ذکر تو آپ نے اسوجہ سے نہین کیا کہ جب اسکے پاس ہوگا دس درہم دیدیگا یا آپ نے ذکر فرمایا مگر راوی نے نقل نہین کیا بعض متاخرین حنفیہ نے بھی اس بنا پر کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا ان کے نزدیک بضرورت جائز ہے تعلیم قرآن کو عند الضرورت مہر قرار دینا بھی جائز کر دیا ہی مگر یہ صحیح نہین نہ تعلیم قرآن پر اُجرت لینا جائز نہ اسکو مہر قرار دینا جائز۔ چنانچہ ہم آیندہ اسکی تحقیق کرین گے ۱۲

کم مہر باندھے تو صحیح نہین دس درہم اُسکے ذمہ واجب ہو جاوینگے۔ اگر کسی شخص نے مہر مین کوئی چیز ایسی مقرر کر دی جسکی قیمت اُسوقت دس درہم کی تھی مگر اُسکے بعد وہ چیز ارزان ہو گئی یہانتک کہ جب اُسنے اپنی بی بی کو وہ چیز دی اُسوقت اسکی قیمت آٹھ درہم کی تھی تو کچھ حرج نہین اُسکے ذمہ اُسی چیز کا دیدینا واجب ہے۔

**مثال** کسی شخص نے دو گز کپڑے پر مہر باندھا جسوقت نکاح ہوا اُسوقت تو اُس کپڑے کی قیمت فی گز پانچ درہم تھی مگر بعد نکاح کے وہ کپڑا ارزان ہو گیا کہ جسوقت اُسنے اپنی بی بی کو وہ کپڑا دیا تو اُسکی قیمت فی گز چار درہم تھی تو اس صورت مین شوہر کو اُس کپڑے سے زیادہ دینے کی ضرورت نہین۔

**زیادہ مہر کی** کوئی حد شریعت نے نہین مقرر فرمائی جسقدر دینے کی جس شخص مین استطاعت ہو اُسقدر مہر باندھ سکتا ہے۔ مگر مناسب یہ ہے کہ بنظر اتباع سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات وبنات طیبات کے مہرون مین سے کسی مہر کو اختیار کرے جو ذیل مین نہایت محقق روایات سے درج کرتے ہین۔

علمائے سیر نے لکھا ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بی بیان ایسی تھین جنکو آپکی خاص استراحت کا شرف حاصل ہوا تھا اُن مین سے اُم المومنین خدیجہ اور ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی مین وفات پا چکی تھین

---

ع شافعیہ کے نزدیک دس درہم سے کم مہر بھی درست ہے کیونکہ بعض احادیث مین اس سے کم مہر وارد ہوا ہی حنفیہ کہتے ہین وہ سب حدیثین ضعیف ہین سوا اُس حدیث کے جسمین لوہے کی انگوٹھی کا ذکر ہے جو ابھی صحیح بخاری سے منقول ہو چکی ہے سو اسمین بھی یہ احتمال ہے کہ شاید آپنے اس انگوٹھی کی تلاش مہر کا بعض حصہ ادا کرنے کیلئے کرائی ہو نہ یہ کہ وہی انگوٹھی پورا مہر تھی کیونکہ اس زمانہ مین دستور تھا کہ کچھ حصہ مہر کا قبل خاص استراحت کے ادا کر دیا کرتے تھے پس اس حدیث سے استدلال شافعیہ کا صحیح نہین اور حنفیہ کا استدلال اس حدیث سے ہی کہ لامھر اقل من عشرۃ دراھم (یعنی مہر دس درہم سے کم درست نہین) اس حدیث کو بیہقی نے بسند ضعیف اور ابن ابی حاتم نے بقول حافظ ابن حجر بسند حسن روایت کیا ہی ۱۲ دس درہم موافق وزن رائج کے ایک تولہ ۹ ماشہ ۷ رتی کے ہوتے ہین کیونکہ ایک درہم دو ماشہ ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہی جیسا کہ ہم چوتھی جلد مین بہت تحقیق سے لکھ چکے ہین ۱۲

باقی نو بی بیان آپکے بعد تک زندہ رہین ہمنے یہان انھین گیارہ بی بیون کا ذکر کیا ہے۔

سوا ان کے بیس یا کچھ زیادہ بی بیان اور ہین کہ بعض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا مگر خاص استراحت کی نوبت نہین آئی کہ اُن سے مفارقت فرمائی اور بعض سے صرف خواستگاری نکاح کی فرمائی مگر نوبت نکاح کی نہین آئی اور بعض سے نکاح ہو چکا تھا مگر جب یہ آیت نازل ہوئی یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ؎ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اس آیت کا مضمون سنا دیا اور انھون نے علحدگی اختیار کی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین ایک بارھوین بی بی کا بھی پتہ دیا ہے ان کا نام ریحانہ بنت زید تھا پہلے یہودی تھین قید ہو کر آئی تھین حضرت نے انکو آزاد کر کے ۶ھ ہجری مین اُنسے نکاح کر لیا حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت ان بی بی نے وفات پائی (شرح سفر السعادۃ صـ۵۵۵) مگر اکثر علما اسکے مخالف ہین کہتے ہین کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا ازواج مین سے نہ تھین بلکہ لونڈیون مین تھین واللہ اعلم

صاحبزادیان آپکی چار تھین انمین سے تین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی وفات پا گئی تھین صرف حضرت فاطمہ زہرا آپ کے بعد باقی رہ گئی تھین۔

**اب** ہم دو نقشہ بناتے ہین ایک مین ازواج پاک کے مہر لکھے گئے ہین اور دوسرے مین بنات طاہرات کے۔ ایک خانہ مین مہر کی مقدار اُس وزن سے لکھدی گئی ہے جو حضرت کے زمانہ مین رائج تھا دوسرے خانہ مین اس زمانہ کے مروج وزن کے حساب سے۔ تیسرے خانہ مین اسکی قیمت اس زمانہ کے حساب سے۔ چوتھے خانہ مین مختصر حالات۔

؎ ترجمہ اے نبی اپنی بی بیون سے کہدو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اُس کے سازوسامان کو چاہتی ہو تو آؤ مین تھین کچھ مال دیدون اور تمھین اچھی طرح سے رخصت کر دون ۱۲

# نقشہ مہر امہات المومنین یعنی ازواج سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

| | ام المومنین کا نام | مقدار مہر بوزن قدیم شرعی | وزن رائج | قیمت بحساب روپیہ انگوزی | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | | | | | |
| ۲ | حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا | ۱۲.۰ اوقیہ طلا | ۹۱ تولہ ایک ماشہ ۶ رتی طلا | ۱۳۸۲؏ ۱۳ار ۶ پائی | ان کے والد کا نام خویلد ہے ماں کا نام فاطمہ پہلے ابو ہالہ کے نکاح مین تھین پھر عتیق بن عائذ کے نکاح مین آئین بعد ان کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین اُسوقت عمر ان کی چالیس سال کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال سب اولاد آپکی انھین سے تھی سوا حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے تھے واقعہ فیل سے پچیس سال بعد ان کے ساتھ نکاح ہوا اور ہجرت سے تین برس پہلے وفات پائی مقبرہ حجون مکہ معظمہ مین مدفون ہین۔ |
| ۳ | حضرت سودہ رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ درہم نقرہ | ۷۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ | لعہ۳ ۸ر | ان کے والد کا نام زمعہ ماں کا نام شموس پہلے ان کا نکاح سکران کے ساتھ ہوا یہ دونون اول بعثت مین مسلمان ہوے اور حبش کی طرف ہجرت کی سکران کی وفات کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین حضرت معاویہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین وفات پائی۔ گہوارہ کی ایجاد سب سے پہلے انھین کے جنازہ کے لئے ہوئی تھی مدینہ منورہ مین مدفون ہین۔ |
| ۴ | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ درہم نقرہ | ۷۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ | لعہ ۸ر | ان کے والد کا نام ابو بکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین بعمر شش سالگی حضرت کے عقد نکاح مین آئین حضرت کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی حضرت کو تمام ازواج سے زیادہ ان کے ساتھ محبت تھی حضرت معاویہ کے زمانہ مین وفات پائی مدینہ منورہ جنت البقیع مین مدفون ہین۔ |

## بقیه نقشه مهر امهات المومنین

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۵ | حضرت حفصه رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ درہم نقرہ | ۴۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ | لعہ ؍ | ان کے والد کا نام حضرت عمر فاروق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کا نام زینب بنت مظعون پہلے خنیس بن حذافہ کے ساتھ نکاح ہوا جب واقعہ بدر یا احد کے بعد انکی وفات ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مین آئین شعبان ۳ھ مین ان کے ساتھ ہوا ۔ جمادی الاولی ۴۱ھ ہجری مین بعہد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پائی ۔ |
| ۶ | حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا | ۱۰ درہم نقرہ | ایک تولہ ۹ ماشہ ۶ رتی نقرہ | عسہ ؍ ۴ ر ۶ پائی | نام ان کا ہند والد کا نام اُمیہ ماں کا نام عاتکہ پہلے ابو سلمہ کے نکاح مین تھین ابو سلمہ جنگ احد مین زخمی ہوگئے تھے وہی زخم تازہ ہوا اور ۴ھ ہجری مین وفات پائی اُسکے بعد حضرت کے نکاح مین آئین شوال ۴ھ ہجری مین ان کے ساتھ نکاح ہوا ۔ رمضان ۵۹ھ ہجری مین یزید بے دولت کے زمانہ مین حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد وفات پائی جنۃ البقیع مین مدفون ہین ۔ |
| ۷ | حضرت زینب رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ درہم نقرہ | ۴۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ | لعہ ؍ | نام انکا برہ ہے والد کا نام خزیمہ بڑی سخیہ تھین ۔ زمانہ جاہلیت سے ام المساکین کے لقب سے مشہور تھین پہلے عبد اللہ ابن جحش کے نکاح مین تھین جب وہ جنگ احد مین شہید ہوے تو حضرت کے نکاح مین آئین رمضان ۳ھ ہجری مین ان کے ساتھ نکاح ہوا اور نکاح کے چھ مہینہ بعد ربیع الاول ۴ھ ہجری مین وفات پائی جنۃ البقیع مین مدفون ہین ۔ |
| ۸ | حضرت زینب رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ درہم نقرہ | ۴۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ | لعہ ؍ | نام ان کا بھی برہ تھا حضرت نے زینب رکھا والد کا نام جحش ماں کا نام امیمہ پہلے زید بن حارثہ کے نکاح مین تھین جب انھون نے طلاق دیدی تو ذیقعدہ ۵ھ ہجری مین حضرت نے ان کے ساتھ نکاح کیا ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے عرش پر حضرت کے ساتھ کردیا تھا دنیا مین نکاح کی ضرورت نہین ہوئی ۲۰ھ ہجری مین بعہد حضرت فاروق اعظم وفات پائی جنۃ البقیع مین مدفون ہین ۔ |

## بقیہ نقشہ مہر امہات المومنین

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۹ | حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ دینار طلا | ۱۰۴ تولہ ۱ ماشہ طلا | اعــ ۵۰۰ ۱۲ ار ۴ پائی | ان کے والد کا نام سفیان ماں کا نام صفیہ۔ پہلے عبد اللہ بن جحش کے نکاح مین تھین جب وہ مرتد ہو گیا اور یہ ان دونون ہجرت کر کے حبش گئی ہوئی تھین تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبش کو لکھ بھیجا کہ ام حبیبہ کا نکاح میرے ساتھ کر دو انھون نے تعمیل ارشاد کی سنہ ۷ ہجری مین ان کے ساتھ نکاح ہوا اور سنہ ۴۴ ہجری مین وفات پائی مدینہ منورہ مین مدفون ہین۔ |
| ۱۰ | حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ درہم نقرہ | ۲/۷ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ | لعـہ ۵ ۸ر | ان کے والد کا نام حارث ماں کا نام ہند ان کا نام بھی برہ تھا حضرت نے میمونہ رکھا پہلے مسعود بن عمرو کے نکاح مین تھین پھر ابو رہم کے نکاح مین آئین ان کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذیقعدہ سنہ ۷ ہجری مین بمقام سرف جو کہ مکہ معظمہ سے ۱۰ میل ہے ان کا نکاح ہوا اور اسی مقام مین سنہ ۵۱ ہجری مین وفات پائی وہین مدفون ہین۔ |
| ۱۱ | حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ درہم نقرہ | ۲/۷ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ | لعـہ ۸ر | ان کا نام بھی برہ تھا حضرت نے جویریہ رکھا ان کے والد کا نام حارث تھا غزوہ مریسیع مین قید ہو کر آئین اور ثابت بن قیس کے حصہ مین پڑین حضرت نے ان کے بدلہ مین روپیہ دیکر شعبان سنہ ۵ ہجری مین ان کے ساتھ نکاح کیا حضرت معاویہ کے زمانہ ربیع الاول سنہ ۵۰ ہجری مین وفات پائی جنۃ البقیع مین مدفون ہین۔ |
| ۱۲ | حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا | • | • | • | ان کے والد کا نام حیی بن اخطب تھا حضرت ہارون پیغمبر کی اولاد مین ہین پہلے یہودی تھین سلام بن مسلم کے نکاح مین تھین پھر کنانہ بن ربیع کے ساتھ نکاح ہوا جب وہ جنگ خیبر مین قتل ہوا اور یہ قید ہو کر آئین تو رمضان سنہ ۷ ہجری مین حضرت نے انکے ساتھ نکاح کیا اور انکی آزادی کو ان کا مہر مقرر کیا یہ خاصہ حضرت کا ہی دوسرے کیلئے جائز نہین رمضان سنہ ۵۰ ہجری مین وفات پائی |

# نقشہ مہر بنات طیبات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

| | بنت شریفہ کا نام | تعداد مہر بوزن قدیم شرعی | وزن رائج | قیمت بحساب روپیہ انگریزی | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۳ | حضرت زینب رضی اللہ عنہا | نامعلوم | نامعلوم | نامعلوم | ماں انکی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین سنہ ۳۰ عام فیل مین پیدا ہوئین انکا نکاح حضرت نے انکی خالہ کے بیٹے ابو العاص بن ربیع سے کردیا تھا حضرت زینب تو مسلمان ہوگئین تھین مگر ان کے شوہر مشرک تھے اسوقت تک مشرکون کیساتھ نکاح جائز تھا حضرت زینب ہجرت کرکے مدینہ آگئین پھر ابو العاص بھی مسلمان ہوگئے حضرت زینب کو آپنے پھر ان کے حوالہ کردیا ایک بیٹا علی نام اور ایک بیٹی امامہ ان سے پیدا ہوئین علی نے سن بلوغ کو پہنچکر وفات پائی امامہ سے حضرت علی مرتضیٰ نے بعد حضرت فاطمہ کے نکاح کیا حضرت زینب کی وفات سنہ ۸ ہجری مین ہوئی۔ |
| ۱۴ | حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا | نامعلوم | نامعلوم | نامعلوم | ماں انکی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین سنہ ۳۳ عام فیل مین پیدا ہوئین پہلے ان کا نکاح عتبہ بن ابی لہب کیساتھ ہوا مگر جب ابو لہب کے ورغلانے سے انکو طلاق دیدی تو انکا نکاح حضرت نے حضرت عثمان کیساتھ کردیا نکاح کے چندروز بعد رمضان سنہ ۲ ہجری مین وفات پائی ابو لہب کے ورغلانے کی وجہ یہ تھی کہ سورۂ تبت یدا نازل ہوئی جس مین اسکی مذمت تھی اسکو سنکر وہ جل گیا۔ |
| ۱۵ | حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا | نامعلوم | نامعلوم | نامعلوم | ماں انکی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین انکا نکاح عتیبہ بن ابی لہب کیساتھ ہوا اُسنے بھی حسب قصہ مذکورۂ بالا اپنے باپ کے کہنے سے ان کو طلاق دیدی تب ربیع الاول سنہ ۳ ہجری مین حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد ان کو بھی حضرت نے حضرت عثمان کے نکاح مین دیا۔ اُنھون نے سنہ ۹ ہجری مین وفات پائی۔ |
| ۱۶ | حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا | ۴۰۰ مثقال نقرہ | ۱۰۴ تولہ ۲ ماشہ نقرہ | عہ ۸ ۶ پائی | ماں انکی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین انکا نکاح حضرت نے صفر سنہ ۲ ہجری مین حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ کیا ان کے چھ فرزند پیدا ہوئے حسن، حسین، محسن، زینب، ام کلثوم، رقیہ۔ حضرت محسن اور رقیہ نے سن طفولیت مین وفات پائی زینب کا عبد اللہ بن جعفر کیساتھ اور ام کلثوم کا حضرت عمر کے ساتھ نکاح ہوا حضرت فاطمہ نے ۳ رمضان سنہ ۱۱ ہجری مین وفات پائی۔ جنۃ البقیع مین مدفون ہین۔ |

## مہر کی مقدار واجب کا بیان

چونکہ مہر کی مقدار مختلف طور پر واجب ہوا کرتی ہے یعنی کبھی تو دس درہم کبھی مہر مسمی کبھی مہر مثل کبھی دس درہم کا یا مہر مسمی کا نصف لہذا مناسب ہے کہ ہم ہر مقدار کی صورتین علٰحدہ علٰحدہ ذکر کر دین دس درہم واجب ہونیکی صورتین علٰحدہ ایک جگہ جمع کر دین مہر مثل وغیرہ کی صورتین علٰحدہ علٰحدہ تاکہ ناظرین کو مسائل کے معلوم کرنے مین آسانی ہو۔

**دس درہم** کے واجب ہونیکی صرف دو صورتین ہین (۱) مہر دس درہم مقرر کیا جائے خواہ صاف طور پر دس درہم کا ذکر کر دیا جائے یا اشارۃً مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ مینے تیرے ساتھ نکاح کیا اور تیرا مہر وہ ہے[ع] جس سے کم شریعت نے جائز نہین رکھا (۲) مہر دس درہم سے کم مقرر کیا جائے گو عورت راضی ہو جائے تب بھی دس درہم دینا پڑینگے

**مہر مسمی** کے واجب ہونیکی یہ صورت ہے کہ نکاح کیوقت مہر کی کوئی خاص مقدار معین کر دی گئی ہو خواہ صراحۃً معین کر دی گئی ہو مثلاً یون کہے کہ پانچسو روپیہ مہر پر تیرے ساتھ نکاح کیا یا کوئی بات ایسی کہدے کہ اُس سے کسی مقدار کی تعیین ہو سکے مثلاً یون کہے کہ فلان شخص کے غلام کو مینے مہر مقرر کیا تو اس صورت مین اس غلام کی قیمت دینا پڑیگی۔ اگر کسی شخص نے مہر مین ایسے منافع کا ذکر کیا جنپر اُجرت لینا جائز ہے تو وہ مہر مسمی مین شامل ہین مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مینے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا یہ ہے کہ میرا غلام تیری خدمت کیا کریگا تو اس صورت مین اُس شخص پر صرف اپنے غلام سے خدمت کرانا ضروری ہوگا۔

**مہر مثل** کے واجب ہونیکی سات صورتیں ہین (۱) نکاح کیوقت مہر کا بالکل ذکر نہ آیا ہو (۲) مہر کا ذکر آیا ہو مگر اُسکی مقدار نہ معین کی گئی ہو **مثال** کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مین نے تیرے ساتھ مہر جائز فی الشرع[ع] کی عوض مین نکاح کیا یا یون کہے مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر جسقدر تو کہے منظور کیا یا جو میرے دل مین آئیگا دیدونگا یا جو کوئی اور آدمی تجویز کریگا دیدونگا یا یون کہے کہ جسقدر روپیہ مجھے اس سال یا اس مہینہ مین ملے وہ تیرا مہر ہے (۳) مہر کی مقدار بھی معین کر دیگئی ہو مگر اُسکی قسم نہ بیان کی گئی ہو **مثال** کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ

---

ع اگر کوئی شخص کہے کہ مین تیرے ساتھ شرعی مہر پر نکاح کرتا ہون اور عام طور پر شرعی مہر دس درہم کو کہتے ہین تو اس صورت مین بھی مہر دس درہم ہوگا ۱۲ ع یہ اسوقت ہو کہ جب عام طور پر لوگ جائز فی الشرع مہر مثل کو کہتے ہین یا یہ کہ اس لفظ کا عام رواج نہو کیونکہ معنی اسکے عوت عام رائج ہون گے وہی معنی مراد لئے جائینگے ۱۲

مینے تیرے ساتھ دس گز کپڑے یا ایک قطعہ مکان یا ایک جانور کی عوض مین نکاح کیا مگر یہ بیان کیا
کہ وہ کپڑا کس قسم کا ہے سوتی یا اونی یا ریشمی ولایتی یا دیسی اور وہ جانور کس قسم مین سے ہے گھوڑا ہے
یا گائے یا بکری یا کیا اور مکان کس شہر کس محلہ مین ہے اسمین کتنی گنجایش ہے (۴) کسی ایسی چیز کو
مہر قرار دے جو شرعاً مال نہ سمجھا جاتا ہو مثلاً سور یا شراب پر مہر باندھے (۵) کسی ایسی چیز کو
مہر قرار دے جو نہ شرعاً مال ہو نہ عرفاً نہ اُن منافع مین سے ہو جنکی عوض مین مال لینا جائز ہو **مثال**
کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا یہ ہو کہ جو قرض میرا تجھپر آتا
ہی مین ایک سال تک نہ لونگا یا یون کہے کہ تیرا مہر یہ ہے کہ مین تجھے قرآن مجید پڑھا دونگا یا یہ کہے کہ
مین سال بھر تک تیری خدمت کردونگا یا مثلاً نکاح اس طور پر ہوا ہو کہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح دوسرے
شخص سے کردے اور وہ دوسرا شخص اسکے معاوضہ مین اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کردے
اور یہی معاوضہ مہر قرار دیا جاے (۶) مہر کی مقدار معین کرکے کوئی ایسی بات ذکر کردے جس سے
مہر کی نفی ہو جائے **مثال** کسی عورت سے کہے کہ ایکہزار روپیہ مہر پر مینے تیرے ساتھ نکاح کیا مگر
شرط یہ ہے کہ تو ایک ہزار روپیہ مجھے دے یا کوئی عورت کسی مرد سے کہے کہ مینے تیرے ساتھ پچاس اشرفی
مہر پر نکاح کیا اور میری پچاس اشرفیان جو تجھپر قرض ہین مینے معاف کردین (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۶ - ۱۵۱)
(۷) مہر مثل کا ذکر نکاح مین کیا گیا ہو مثلاً مرد نے عورت سے یہ کہا ہو کہ مینے تیرے ساتھ مہر مثل
کے عوض مین نکاح کیا خواہ اُس مرد کو اُس عورت کا مہر مثل معلوم ہو یا نہین۔

**مہر** کی یہ مقدارین جو اوپر مذکور ہوئین یعنی دس درہم اور مہر مسمی اور مہر مثل یہ پوری پوری مقدار اسوقت دینا
ہوتی ہین کہ جب زوجین مین باہم خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت آجاے یا دونون مین سے کوئی مرجاے یا
کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو پہلے اسکے نکاح مین اور اس سے خاص استراحت ہو چکی تھی اور بعد اسکے اُسنے اسکو
طلاق بائن دیدی تھی مگر ابھی عدت نہین گزرنے پائی۔ ایسی عورت سے نکاح کرنے مین دوسرے نکاح کا پورا مہر

دینا ہوگا گو اس نکاح کے بعد خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو اور اگر مذکورہٗ بالا امور مین سے کوئی بات نہوئی ہو تو ان مقدار ون کا نصف دینا پڑیگا جیسا کہ ہم نصف مہر کی صور تون مین ذکر تے ہین۔

**نصف مہر** واجب ہونیکی یہ صورت ہی کہ نکاح کے وقت مہر معین ہو چکا ہو خواہ وہ دس درہم ہون یا اس سے کم و بیش یا مہر مثل ہو اور قبل اس کے کہ اس عورت سے خلوت صحیحہ یا خاص استراحت کی نوبت آئے اس کا شوہر اس کو طلاق دیدے اس صورت مین شوہر کو نصف مہر دینا ہوگا **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے دس درہم چاندی یا اس قیمت کی کسی اور چیز کو مہر قرار دیکر نکاح کیا اور بعد نکاح کے قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے اس عورت کو طلاق دیدی تو اب اُس شخص کو پانچ درہم چاندی یا دس درہم کی قیمت والی چیز کا نصف دینا ہوگا اور اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تھا تب بھی پانچ درہم دینا ہون گے اور اگر مہر مثل پر نکاح کیا ہے تو جسقدر اُس عورت کا مہر مثل ہوگا اُسکا نصف دینا ہوگا۔

**اور اگر مہر** زوجہ کے حوالہ کر چکا ہے تو اب اُس سے نصف مہر واپس لینے کا حق رکھتا ہو لیکن نہ جبراً بلکہ اُسکی رضامندی سے یا بذریعہ؏ حکم قاضی کے جب تک وہ عورت خود راضی ہو کر شوہر کو نصف مہر واپس نہ کردے یا قاضی کی عدالت سے واپسی کا حکم نافذ نہ ہو جاے اُس وقت تک اُس کل مہر کی مالک عورت سمجھی جاے گی اور اُس کے تصرفات؏ اُس مین صحیح رہین گے۔

؏ یعنی قاضی کے ہان درخواست دی جائے اور قاضی اپنے حکم سے نصف مہر واپس کرادے ۱۲

؏ یعنی جو چیز مہر مین اس کو دی گئی ہے اگر وہ بیچ ڈالے تو یہ بیع صحیح ہو جائیگی اسی طرح اگر کسی کو ہبہ کردے تو بھی درست ہو جائے گا ۱۲

اگر مہر مین بعد عقد نکاح کے کچھ زیادتی پیدا ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی اصل کے ساتھ متصل ہے یا اس سے علیحدہ ہے متصل ہو تو پھر دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی اصل[ع] سے پیدا ہوئی ہے یا خارج سے پیدا ہوئی ہو اسی طرح جو زیادتی علیحدہ ہو گی اسکی بھی دو حالتین ہونگی یا تو اصل سے پیدا ہوئی ہو گی یا خارج سے یہ چار صورتین ہوئین یہ چارون صورتین اگر قبل اسکے پیدا ہوئی ہون کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کرایا جائے تو جن صورتون مین زیادتی اصل سے پیدا ہوئی ہے اُن مین اصل مہر کے ساتھ زیادتی کی بھی تنصیف کر کے اُسکا نصف بھی زوجہ کو ملیگا اور باقی دو صورتون مین زیادتی کی تنصیف ہوگی اور اگر یہ چارون صورتین قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہون تو کسی صورت مین زیادتی کی تنصیف نکیجائیگی یعنی صرف مہر کا نصف حصہ شوہر کو ملیگا۔ زیادتی سے اسکو کچھ نہ ملیگا یہ سب صورتین اُسوقت جاری ہونگی کہ جب زیادتی قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہو اور اگر یہ زیادتی بعد طلاق کے پیدا ہوئی ہو تو اسمین دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی قبل قبضہ زوجہ کے پیدا ہوئی ہے یا بعد قبضہ کے اگر قبل قبضہ کے پیدا ہوئی ہو تو اُس زیادتی کی تنصیف کیجائیگی اور اگر بعد قبضہ کے پیدا ہوئی ہے تو دیکھنا چاہیے کہ قبل فیصلہ قاضی کے پیدا ہوئی ہے یا بعد فیصلہ کے اگر بعد فیصلہ کے پیدا ہوئی ہے تب بھی اُس زیادتی کی تنصیف کیجائیگی اور اگر یہ زیادتی

---

[ع] زیادتی متصل ہو اور اصل سے پیدا ہوئی ہو اُسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی جانور مہر مین دیا گیا ہو اور وہ جانور فربہ ہو جائے تو یہ فربہی کی زیادتی اس جانور کے ساتھ متصل ہے اور اسی سے پیدا ہوئی ہے یا مثلاً کچھ درخت مہر مین دیے گئے ہون ان درختون مین پھل آجائین یا وہ درخت پہلے چھوٹے تھے اب بڑے ہو جائین اور جو زیادتی متصل تو ہو مگر اصل سے پیدا نہ ہوئی ہو اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی کپڑا مہر مین مقرر کیا گیا ہو اُس مین کسی قسم کا رنگ دیدیا جائے یا مثلاً کوئی مکان مہر مین مقرر ہوا تھا اب اس مین کچھ عمارت بڑہا دی جائے ان صورتون مین زیادتی اصل کے ساتھ متصل تو ہے مگر اصل سے پیدا نہین ہوئی اور جو زیادتی علیحدہ ہو مگر اصل سے پیدا ہوئی ہو اُسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی جانور مہر مین مقرر کیا تھا اب اُس کے بچہ پیدا ہو جائے اور زیادتی علیحدہ ہو اور اصل سے پیدا نہ ہوئی ہو اُس کی مثال یہ ہے کہ کوئی زمین مہر مین دی تھی اس مین غلہ پیدا ہو اور وہ غلہ کاٹ لیا جائے یا کوئی مکان مہر مین مقرر کیا تھا اس کے کرایہ مین کچھ روپیہ ملے ۱۲

قبل فیصلہ کے پیدا ہوئی ہو تو اس صورت مین اُس زیادتی کا وہی حکم ہے جو مبیع فاسد البیع
کی زیادتی کا بعد قبضہ مشتری کے ہے (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

اگر مہر مین بعد عقد کے کچھ نقصان پیدا ہو جاے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ نقصان کسی آسمانی
حادثہ کے سبب سے پیدا ہوا ہے یا شوہر کے فعل سے یا زوجہ کے فعل سے یا اجنبی کے فعل سے
یا خود مہر کے فعل عسہ سے - یہ کل پانچ صورتین ہوئین - یہ صورتین اگر قبل اسکے پیدا ہوئی ہون
کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کرا یا جائے تو پہلی صورت مین زوجہ کو اختیار ہے چاہے اُس ناقص مہر کا
نصف لے لے چاہے اسکی اس قیمت کا نصف شوہر سے لے لے جو عقد کے وقت تھی دوسری
صورت مین زوجہ کو اختیار ہے چاہے اُس مہر ناقص کا نصف اور نقصان کا معاوضہ شوہر سے لے لے
چاہے اسکی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے تیسری صورت مین شوہر کو اختیار ہے چاہے اُسی ناقص چیز کا
ایک نصف اپنے پاس رکھ لے اور دوسرا نصف زوجہ کو دیدے اور چاہے وہ کل مہر ناقص زوجہ کے حوالہ کرے
اور زوجہ سے اُسکی اُس قیمت کا نصف لے لے جو نقصان پہونچانیکے وقت اسکی تھی چوتھی صورت مین زوجہ
کو اختیار ہے چاہے اُسی ناقص مہر کا نصف لے لے اور نقصان کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے اور
چاہے اُسکی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے - پانچوین صورت کا وہی حکم ہے جو دوسری صورت کا
ہے اور اگر یہ پانچون صورتین قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہون تو پہلی تیسری یا پانچوین صورت مین
خواہ قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہون یا بعد طلاق کے بشرطیکہ قبل فیصلہ قاضی کے ہون

عہ یعنی اگر وہ زیادتی متصل ہے اور اصل سے پیدا نہین ہوئی تو اس زیادتی کی تنصیف نہ کی جائیگی ورنہ اسکی
تنصیف کی جائیگی اور ایک نصف شوہر کو واپس دلایا جائیگا ۱۲ عسہ خود مہر کے فعل سے نقصان پیدا ہوجانیکی
یہ صورت ہے کہ مثلاً کوئی غلام مہر مین مقرر کیا گیا ہو وہ غلام چوری کرے اور اُسکی سزا مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے
یا مہر مین کوئی جانور مقرر کیا گیا ہو اور وہ جانور کسی کنوین یا تالاب مین خود گر پڑے اور مرجائے تو یہ نقصان
خود مہر کے فعل سے پیدا ہوا ۱۲

شوہر کو اختیار ہے چاہے اسی ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اُسکی اُس قیمت کا نصف زوجہ سے لے جو قبضہ کے وقت اُس کی تھی اور اگر یہ صورتین بعد طلاق کے اور بعد فیصلہ قاضی کے پیدا ہوئی ہون تو شوہر کو اس ناقص مہر کا نصف اور نقصان کا تاوان زوجہ سے دلایا جائیگا اور دوسری صورت مین شوہر کو اختیار ہے چاہے اُس ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اُسکی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے لے چوتھی صورت مین شوہر کو اُس کی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے دلایا جائیگا (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۵)

**مسئلہ** جس عورت کا مہر نکاح کے وقت معین نہ کیا گیا ہو اُس کو اختیار ہے چاہے اپنے شوہر سے کہکر باہمی رضامندی سے کوئی مقدار مہر کی مقرر کرالے چاہے قاضی کی عدالت مین تعیین مہر کی درخواست دیکر قاضی سے مہر کی تعیین کرالے۔

قاضی کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنی طرف سے مہر کی کوئی مقدار مقرر کر کے شوہر کو اس کے قبول کرنے پر مجبور کرے بلکہ اس کو چاہیے کہ زوجین کی رضامندی سے کوئی مقدار مقرر کردے اور اگر زوجین مین باہم اختلاف ہو ایک مقدار پر دونون راضی نہ ہوتے ہون مثلاً شوہر کہتا ہو کہ پانسو روپیہ مقرر کیا جاے عورت کہتی ہو کہ ایک ہزار روپیہ مقرر کیا جائے تو ایسی حالت مین قاضی کو چاہیے کہ اس عورت کا مہر مثل دریافت کرے اور جس قدر اُسکا مہر مثل ہو اسی قدر اُسکا مہر مقرر کردے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۹)

**مسئلہ** جس عورت کا مہر نکاح کے وقت بھی معین نہ ہوا ہو اور بعد نکاح کے تراضی طرفین سے یا حکم قاضی سے بھی کوئی مقدار نہ معین ہوئی ہو ایسی عورت کو اگر اسکا شوہر قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے اُس عورت کو طلاق دیدے تو ایسی حالت مین شوہر کے ذمہ واجب نہین ہے کہ اُس عورت کے مہر مثل کا نصف اُس عورت کو دیدے بلکہ اُسکے ذمہ صرف اسقدر واجب ہے

که ایک جوڑا کپڑا اُس عورت کے لئے بنا دے یا اُسکی قیمت اُسکے حوالہ کرے ان کپڑون کی تعداد ہر شہر کے دستور کے موافق ہونی چاہیئے اور ان کپڑون کی قیمت پانچ درہم سے کم نہو اور اُس عورت کے مہر مثل کے نصف سے زائد نہ ہو اور زوجین کی حالت کے مناسب ہو یعنی اگر دونون امیر ہین تو اعلیٰ درجہ کا لباس بنایا جائے اور اگر کوئی غریب ہے کوئی امیر تو متوسط درجہ کا اس کپڑون کے بنا دینے کو یا ان کی قیمت دیدینے کو متعہ کہتے ہین۔

**مسئلہ** ۲۳ جس عورت کا مہر نکاح کے بعد معین ہوا ہو خواہ تراضی طرفین سے یا حکم قاضی سے اُس عورت کو اگر قبل خلوتِ صحیحہ اور خاص استراحت کے طلاق دیجائے تو اُس کے مہر کی تنصیف نہو گی یعنی پورا مہر اُس عورت کو دلایا جائیگا اور اگر لے چکی ہے تو اُسکا نصف شوہر کو واپس نہ دلایا جائے گا۔

**مسئلہ** ۲۴ شوہر کو اختیار ہے کہ نکاح مین جسقدر مہر معین ہوا ہے نکاح کے بعد اُسکی مقدار بڑھا دے مگر یہ بڑھائی ہوئی مقدار اُس کے ذمہ اُسی وقت واجب الادا سمجھی جائیگی جبکہ عورت اُسی مجلس مین اُس زیادتی کو قبول کرے اور اگر وہ نابالغہ ہو تو اُسکا ولی قبول کرلے۔
اگر اس عورت کو قبل خلوتِ صحیحہ اور خاص استراحت کے طلاق دیجائے تو اُس زیادتی کی تنصیف نہو گی تنصیف صرف اُسی مقدار کی ہو گی جو نکاح کے وقت معین ہو چکی ہے۔

---

ع۵ اس مقام پر فقہا نے بہت اختلاف کیا ہے بعض نے لکھا ہے کہ صرف شوہر کی حالت کے موافق یہ لباس بننا چاہیئے بعض نے لکھا ہے کہ عورت کی حالت کا لحاظ کیا جائے مگر صحیح یہی قول ہے کہ دونون کی حالت کا لحاظ کرنا چاہیے ۱۲ ع۵ یہ متعہ وہ نہین ہے جسکی حلت کے شیعہ قائل ہین اُسکو نکاح متعہ یا متعۃ النساء کہتے ہین اس متعہ کے معنی عورت کیلئے لباس بنا دینا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ترجمہ اور نہین کچھ گناہ نہین اگر تم عورتون کو طلاق دیدو قبل اسکے کہ انسے خاص استراحت کرو یا ان کے لئے مہر مقرر کرو اور تم اُنکو متعہ دو (یعنی کچھ فائدہ) دیدو امیر پر اسکے موافق اور فقیر پر اس کے موافق (یہ متعہ واجب ہے) ۱۲

**مسئلہ** عورت کو اختیار ہے کہ اپنے مہر کا کوئی جز یا کل معاف کردے شوہر اس معافی کو قبول کرے یا نہ کرے ہر حالت مین اُس کا معاف کرنا صحیح ہوجائیگا یعنی اب شوہر کے ذمہ وہ معاف کردہ مقدار واجب الادا نہ رہیگی ہان یہ شرط ضرور ہے کہ وہ عورت خود اپنی ذات سے معاف کرے اُس کے ولی کا معاف کرنا معتبر نہین گو وہ اُسکا باپ ہی کیون نہ ہو لیکن اگر عورت منظور کرے تو پھر صحیح ہوجائیگا۔ اگر کسی نابالغہ عورت کا باپ اُسکی طرف سے مہر معاف کردے تو صحیح نہین۔

**مسئلہ** جو تفریق کہ شوہر کی طرف سے ہوئی ہو اور عورت کی طرف سے اُسکا ہونا ممکن نہو اُس تفریق کا شمار طلاق مین ہے **مثال** لعان کی وجہ سے تفریق ہوگئی یا شوہر کے عنین یا خصی ہونے کے سبب سے قاضی کی عدالت مین دعویٰ کرکے تفریق کرائی گئی یا مثلاً معاذ اللہ شوہر مرتد ہوگیا اور جب اُس سے مسلمان ہوجانیکو کہا گیا تو اُس نے انکار کردیا یا اُس نے اپنی بی بی کی بیٹی یا مان کی نفسانی کیفیت کے جوش مین تقبیل کرلی۔ ان سب صورتون مین تفریق طلاق سمجھی جائیگی اور شوہر کے ذمہ مہر یا متعہ[ع] دینا واجب ہوگا ہان اگر تفریق عورت کیطرف سے ہوئی ہو مثلاً عورت مرتد ہوگئی یا شوہر کے غیر کفو ہونیکے سبب سے اُس نے یا اُس کے ولی نے تفریق کرائی یا عورت نے اپنے شوہر کے بیٹے کی نفسانی کیفیت کے جوش مین تقبیل کرلی تو شوہر کے ذمہ مہر یا متعہ واجب ہوگا۔ اگر کسی مرد کا نکاح نابالغی کیحالت مین اُسکے ولی نے کردیا تھا بعد بالغ ہونے کے اُس نے اُس سے نکاح کرنا منظور نکیا تو یہ نامنظور کرنا طلاق نہ سمجھا جائیگا اور مہر یا متعہ شوہر کے ذمہ واجب نہ ہوگا۔

**مسئلہ** مہر اگر از قسم نقد ہو یعنی چاندی سونیکی قسم سے ہو تو یہ شوہر کو اختیار ہے چاہے چاندی سونا دے چاہے اُسکی قیمت[ع] دے

---

ع یعنی اگر نکاح کے وقت مہر معین ہوگیا تھا تو مہر اور جو مہر نہ معین ہوا ہو تو متعہ واجب ہوگا ۱۲ منہ ع مگر قیمت اُسکی اسی حساب سے دینا پڑے گی جو نکاح کے وقت اُسکی تھی مثلاً کسی نے ۵ تولہ سونا مہر مین مقرر کیا تھا اور اُسوقت ۵ تولہ سونے کی قیمت ایک سو پچیس روپیہ تھی تو اب اگر قیمت دے تو ایک سو پچیس دے خواہ اب سونا ارزان ہوگیا ہو یا گران ۱۲

اور اگر مہر چاندی سونے کی قسم سے نہ ہو بلکہ اور کسی قسم کا مال ہو تو اگر وہ سامنے موجود ہو اور اسکی طرف اشارہ کرکے کہا گیا ہو کہ یہ چیز مہر ہے یا اور کسی طریقہ سے اُسکی پوری تعیین کردیجائے مثلاً اگر جانور کو مہر قرار دیا ہو تو اُسکی قسم بیان کردے کہ گائے ہی یا بھینس اور اُس کا پورا حلیہ بیان کردے یا مکان کو مہر قرار دیا ہو تو اُسکا عرض طول اور مقام اور حدود اربعہ بیان کردے تو ایسی حالت مین خاص وہی چیز دینا پڑیگی اور اگر اسکی تعیین نہین کی گئی تو دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز مکیل[1] اور موزون ہے یا نہین اگر مکیل و موزون نہین ہی تو اُسکی قسم بیان کردی گئی ہو مثلاً جانور کو مہر قرار دیا ہو تو یہ بیان کردیا ہو کہ وہ گھوڑا ہی ایسی حالت مین شوہر کو اختیار ہوگا چاہے وہ چیز متوسط درجہ کی لیکر دیدے چاہے اس چیز کے متوسط درجہ کی قیمت زوجہ کے حوالہ کرے **مثال**[2] کسی شخص نے کسی عورت سے کہا کہ مین نے دس گز سوتی کپڑے کی عوض مین تیرے ساتھ نکاح کیا تو شوہر کو اختیار ہے چاہے دس گز سوتی کپڑا متوسط درجہ کا مول لیکر دیدے چاہے اُسکی قیمت حوالہ کرے متوسط درجہ سے یہ مراد ہی کہ سوتی کپڑے جتنی قسم کے رائج ہون مثلاً گاڑھا نین سکھ تن زیب وغیرہ ان قسمون مین جو قسم متوسط درجہ کی ہو یعنی قیمت اُسکی نہ سب سے بڑھکر ہو نہ سب سے گھٹ کر وہ کپڑا لیکر دیدے اور اگر وہ چیز مکیل یا موزون ہو اور اُسکی قسم بیان کردی گئی ہو مثلاً غلہ کو مہر قرار دیا ہو اور یہ بیان کردیا ہو کہ وہ غلہ گیہون ہے تو بھی شوہر کو اختیار رہیگا چاہے متوسط درجہ کے گیہون مول لیکر مہر مین دیدے چاہے اُسکی قیمت حوالہ کرے (شامی جلد ۲ صـ ۳۷۷)

---

[1] عرب مین کچھ چیزین ناپ کر بیچی جاتی تھین جیسے غلہ اور میوہ جات اور کچھ چیزین تول کر بیچی جاتی تھین۔ جو چیزین ناپ کر بیچی جاتی تھین ان کو مکیل کہتے ہین اور جو تول کر بیچی جاتی تھین اُن کو موزون کہتے ہین ۱۲

[2] مثلاً کپڑے کو مہر قرار دیا ہو اور یہ بیان کردیا ہو کہ سوتی کپڑا مراد ہے یا ریشمی اور نام اُس کپڑے کا اور قیمت اُس کی نہ بیان کی ہو ۱۲

**مسئلہ** اگر مہر مین دو چیزین ذکر کی جائین ایک معلوم ہو اور ایک مجہول مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ مینے ایک ہزار روپیہ اور ایک کپڑے کی عوض مین تجھسے نکاح کیا تو ایسی حالتمین اگر قبل خلوت صحیحہ یا خاص استراحت کے طلاق دے تو شوہر کے ذمہ متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد خلوت صحیحہ یا خاص استراحت کے طلاق دے تو دیکھنا چاہیئے کہ مہر دے چکا یا نہین اگر دے چکا ہو تو جو دے چکا وہی مہر تھا اور اگر نہین دیا تو مہر مثل واجب ہوگا (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۷۵)

**مسئلہ** مہر مین قرض کا حوالہ دیدینا بھی جائز ہے خواہ وہ قرض کسی اور شخص پر ہو یا خود زوجہ کے اوپر ہو مثال کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ مینے تیرے ساتھ نکاح کیا اور میرا سو روپیہ جو تجھپر قرض ہے یا فلان شخص پر قرض ہے اُسکو مین مہر قرار دیتا ہون اس صورت مین اگر کسی اور شخص پر وہ قرض ہوگا تو زوجہ کو اختیار رہیگا چاہے اپنے مہر کا مطالبہ اُس قرضدار سے کرے چاہے اپنے شوہر سے اُسکا مطالبہ کرے۔

**مسئلہ** اگر مہر مین علاوہ مال کے کوئی ایسی بات بھی مشروط کی گئی ہو جس مین زوجہ [ع۵] کا یا اُسکے کسی عزیز کا نفع ہو اور وہ نفع شریعت مین جائز ہو اور نکاح کے لوازم مین سے نہو تو ایسی حالت مین اگر شوہر اُس شرط کو پورا کردیگا تو مال کی وہی مقدار دینا پڑیگی جو مہر مین معین ہو چکی ہے اور اگر اُس شرط کو پورا نہ کرے گا تو اُس کے ذمہ مہر مثل واجب ہو جائیگا

ع۵ یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر کوئی ایسی شرط کی گئی جس مین زوجہ کا یا اُس کے عزیز کا فائدہ نہو بلکہ کسی اجنبی کا فائدہ ہو مثلاً شوہر نے ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ کسی غیر شخص کو سو روپیہ دیدونگا تو ایسی صورت مین شوہر اس شرط کو پورا کرے یا نہ کرے وہی ایک ہزار روپیہ اسکے ذمہ واجب ہوگا۔ نفع کی شریعت مین جائز ہونے کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر وہ نفع ناجائز ہوگا تو اس کے پورا کرنیکے لئے دونون حالتون مین وہی مہر معین دینا پڑیگا۔ اُس نفع کے لوازم نکاح سے نہونے کی شرط اس لئے لگائی گئی کہ اگر وہ نفع لوازم نکاح سے ہو مثلاً شوہر ایک ہزار روپیہ پر نکاح کرے اس شرط کے ساتھ کہ اپنی بی بی کے ساتھ خاص استراحت کرے گا تو یہ شرط فضول ہو جائیگی کیونکہ یہ فائدہ تو خود نکاح سے حاصل ہے ۱۲

بشرطیکہ مہر مثل اس مقرر کی ہوئی مقدار سے کم نہ ہو **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے ایکہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ عورت کو اُس کے وطن سے باہر نہ لیجائیگا یا یہ کہ اُس کو اُس کے ماں باپ کے گھر سے جدا نہ کرے گا یا اس شرط پر کہ اُسکے بھائی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کردیگا یا یہ شرط کی کہ مین تیری زندگی مین دوسرا عقد نہ کرون گا یا یہ شرط کی کہ میری جو دوسری بی بی ہے اُسکو طلاق دیدونگا ان سب صورتون مین اگر شوہر ان شرائط کو پورا کردیگا تو اُسکو وہی ایک ہزار روپیہ دینا ہوگا جو مہر مین قرار پاچکا ہے اور اگر شوہر ان شرائط کو پورا نہ کرے گا تو اس کو مہر مثل دینا پڑیگا خواہ مہر مثل ایکہزار ہو یا ایک ہزار سے زیادہ ہان اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو اس صورت مین پھر وہی ایک ہزار دینا پڑے گا ۔

**مسئلہ** اگر نکاح کے وقت مہر کی دو مقدارین ذکر کی جائین ایک کم ایک زیادہ اور کوئی شرط بیان کیجائے کہ اگر یہ شرط پائی جائیگی تو یہ زیادہ مقدار دی جائیگی ورنہ یہ کم مقدار تو ایسی حالت مین اگر وہ شرط پائی جائے گی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی اور اگر نہ پائی جائیگی تو مہر مثل واجب ہوگا[ع] بشرطیکہ مہر مثل اس کم مقدار سے کم نہ ہو اور اُس زائد مقدار سے زیادہ نہ ہو **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور اگر تو اپنے گھر مین رہیگی تو ایک ہزار روپیہ مہر دونگا اور جو میرے ساتھ رہیگی تو دو ہزار روپیہ یا یہ شرط کی کہ اگر

ع صاحبین کے نزدیک اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو مہر کی کم مقدار واجب ہوگی مگر امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ مین تفریق کردی ہے کہ اگر وہ شرط بدیہی نہین ہے تو پائی جانیکی صورت مین وہ شرط صحیح ہو جائیگی نہ پائی جانے کی صورت مین اُس شرط کا اعتبار نہین اور اگر وہ شرط بدیہی ہو تو دونون صورتون مین اسکا اعتبار کیا جائیگا اس تفریق کی مصلحت یہ ہے کہ شرط جب بدیہی ہوگی تو اس مین کسی طرح کا جھگڑا نہین ہو سکتا بخلاف اس کے اگر بدیہی نہ ہو تو اس مین جھگڑا پڑے گا لہذا ایسی تدبیر کی گئی جس مین جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے ۱۲

تو باکرہ ہے تو دو ہزار روپیہ مہر ورنہ ایک ہزار تو اس صورت مین اگر یہ شرط پائی جائے یعنے وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا باکرہ ہو تو دو ہزار مہر اس کو ملے گا ورنہ مہر مثل ہان اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو پھر ایک ہی ہزار اُسکو ملیگا یا دو ہزار سے زیادہ ہو تو پھر دو ہی ہزار ملیگا دو ہزار سے زیادہ نہ ملیگا۔

**ہان** اگر وہ شرط ایسی بدیہی ہو کہ ہر شخص دیکھتے ہی معلوم کرلے کہ شرط پائی جاتی ہے یا نہین تو ایسی حالت مین اگر وہ شرط پائی جائیگی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی نہ پائی جائیگی تو کم مقدار واجب ہوگی **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور کہا کہ اگر تو حسین ہے تو دو ہزار مہر دونگا ورنہ ایک ہزار یا یہ کہا کہ اگر تو جوان ہے تو دو ہزار ورنہ ایک ہزار تو اس صورت مین اگر وہ عورت حسین ہوگی یا جوان ہوگی تو دو ہزار مہر اُسکو ملیگا ورنہ ایک ہزار کیونکہ حسین ہونا نہ ہونا یا جوان ہونا ہر شخص دیکھکر معلوم کرسکتا ہے (شامی جلد ۲ ص ۳۸۵)

**مسئلہ** ۱۲ اگر مہر کی ایک ہی مقدار ذکر کرے اور اُس مقدار کو کسی چیز پر مشروط کرے تو وہ شرط لغو ہو جائیگی اور جسقدر مہر ہو گیا ہے دینا پڑیگا **مثال** کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اُس سے یہ کہے کہ تیرا مہر ایک ہزار روپیہ ہے بشرطیکہ تو باکرہ ہو یا بشرطیکہ تو جوان ہو تو ایسی حالت مین اُس شخص کو پورا ایک ہزار روپیہ مہر دینا پڑیگا گو وہ عورت باکرہ یا حسینہ نہ ہو۔

**مسئلہ** ۱۳ اگر زوجین مہر کے بارہ مین اختلاف کرین ایک کہے کہ نکاح کے وقت مہر کا کچھ ذکر نہین آیا دوسرا کہے کہ مہر کا ذکر آیا تھا اور یہ مقدار مقرر ہوئی تھی تو اُنین سے جو شخص مہر کے معین ہوجانیکا دعوی کرتا ہے اُس سے ثبوت طلب کیا جائے اگر وہ ثبوت پیش کردے تو قاضی کو چاہیئے کہ اسی کے موافق فیصلہ کردے اور اگر وہ ثبوت نہ پیش کرسکے تو جو شخص مہر کی تعین کا اقرار کرتا ہے اُس سے حلف لیجائے اگر وہ حلف پر راضی نہ ہو تو جھوٹا سمجھا جائیگا

اگر راضی ہوجائے اور حلف اوٹھائے تو زوجہ کو مہرمثل شوہر سے دلایا جائیگا۔

اور اگر مہر کی مقدار مین اختلاف کرین ایک کہے کہ مہر ایک ہزار روپیہ تھا دوسرا کہے کہ دو ہزار تھا اور یہ اختلاف بحالت قیام نکاح کے ہوا ہو یا بعد طلاق کے ہوا ہو مگر خاص استراحت یا خلوت صحیحہ ہوچکی ہو تو دیکھا جائیگا کہ مہرمثل کسکی تائید کرتا ہی اگر مہرمثل شوہر کی تائید کرے یعنی جسقدر مہر اُسنے بیان کیا ہے مہرمثل اُسیقدر ہو یا اُس سے کم ہو تو شوہر کا قول مان لیا جائیگا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو یعنی جسقدر مہر اُسنے بیان کیا ہے مہرمثل اُسیقدر ہو یا اُس سے زیادہ ہو تو عورت کا قول مان لیا جائیگا اور اگر مہرمثل کسیکی تائید نکرے یعنی شوہر کی بیان کی ہوئی مقدار سے زیادہ ہو اور عورت کی بیان کی ہوئی مقدار سے کم ہو تو دونون سے حلف لیجائے اور مہرمثل شوہر کے ذمہ واجب کیا جائے۔ اسیطرح اگر مہرمثل نامعلوم ہو تب بھی شوہر کے ذمہ مہرمثل واجب ہوگا اور اگر اُن مین سے کوئی اپنے قول کا ثبوت پیش کردیگا تو اُسی کا قول مان لیا جائیگا خواہ مہرمثل اُسکی تائید کرتا ہو یا نہین اور اگر دونون اپنے اپنے قول کا ثبوت پیش کردین تو مہرمثل جسکی تائید نہ کرتا ہو اُسکا قول مان لیا جائیگا مہرمثل اگر شوہر کی تائید کرتا ہو تو عورت کا قول مانا جائیگا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو تو شوہر کا قول مانا جائیگا اور اگر یہ اختلاف بعد طلاق کے ہوا ہو اور خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی اُسوقت تک نوبت نہ آئی ہو تو دیکھا جائے کہ متعہ[ع] مثل کسکی تائید کرتا ہے اگر شوہر کی تائید کرتا ہو یعنی متعہ مثل شوہر کی بیان کی ہوئی مقدار کے نصف کی برابر ہو یا اُس سے کم تو شوہر کا قول مان لیا جائیگا اور اُس کی بیان کی ہوئی مقدار کا نصف مہر اُس سے دلایا جائیگا اور اگر متعہ مثل عورت کے قول کی تائید کرتا ہو

ع متعہ مثل سے مراد وہ متعہ ہے جو اُس عورت کے باپ کے خاندان کی عورتون کا ہو اور اگر اُن عورتون کو متعہ لینے کی نوبت نہ آئی ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُن کو متعہ دیا جاتا تو کس قیمت کا متعہ دیا جاتا ۱۲

یعنی اس کی بیان کی ہوئی مقدار کے نصف کے برابر ہو یا اُس سے زیادہ تو عورت کا قول مان لیا جائیگا اور اُسکی بیان کی ہوئی مقدار کا نصف مہر شوہر سے دلایا جائیگا اور اگر انمین سے کوئی اپنے دعوے کا ثبوت پیش کر دیگا تو اُسکی بات مانی جائیگی اور اگر دونو اپنے اپنے دعوے کا ثبوت پیش کر دین تو متعہ مثل جسکی تائید کرتا ہو اسی کا قول مانا جائیگا اور اگر متعہ مثل کسی کے قول کی تائید نکرتا ہو تو دونون سے حلف لیا جائے اور بعد اسکے متعہ مثل شوہر کے ذمہ واجب کر دیا جائے یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب کسی خاص چیز کو مہر نہ بیان کیا جائے اور اگر کوئی خاص چیز مہر مین بیان کیجائے مثلاً شوہر کہے کہ مین نے یہ گھوڑا مہر مین مقرر کیا تھا عورت کہے کہ کہ نہین یہ گائے مہر مین مقرر کی گئی تھی تو ایسی حالت مین متعہ مثل کی تائید کی کچھ ضرورت نہین شوہر کے ذمہ متعہ[ع] واجب ہو جائیگا اور اگر زوجین مر چکے ہون اور اُنمین خاص استراحت کی نوبت نہ آئی ہو اور اُن کے ورثہ باہم اختلاف کرین تو یہ اختلاف اگر اصل مہر مین ہے ایک کہتا ہے کہ مہر مقرر ہوا تھا دوسرا کہتا ہے کہ مہر کا ذکر ہی نہین آیا جو منکر ہے اُسی کی بات مانی جائیگی اور مہر مثل شوہر کے وارثون سے زوجہ کے وارثون کو دلایا جائیگا اور اگر مہر کی مقدار مین اختلاف ہوا ہے تو شوہر کے وارثون کی بات قبول کی جائیگی اور اگر زوجین مین خاص استراحت کیوقت کچھ حصہ مہر کا دیدیا جائے تو حکم سابق بدستور باقی رہیگا اور اگر اُس شہر کا یہ دستور ہو کہ کچھ حصہ مہر کا قبل خاص استراحت کے زوجہ کو ضرور دیدیا جاتا ہو تو جسقدر دیدینے کا دستور ہو مثلاً چوتھائی مہر دینے کا دستور ہو تو اُس قدر حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی مہر زوجہ کے وارثون کو دلایا جائیگا **مثال** شوہر کے وارث کہتے ہون کہ مہر پانچسو مقرر ہوا تھا زوجہ کے وارث

---

ع یعنی متعہ مثل نہ واجب ہوگا بلکہ بطور خود اپنی اور اُس عورت کی حیثیت کے مناسب اس کو متعہ دیدینا چاہیے خواہ وہ متعہ متعۂ مثل سے قیمت مین کم ہو یا زیادہ یا مساوی ہو۱۲

کہتے ہون کہ ایک ہزار اور زوجین مین خاص استراحت ہو چکی ہو اور اُس شہر کا یہ دستور ہو کہ قبل استراحت کے چوتھائی مہر زوجہ کو دیدیا جاتا ہو تو ایسی حالت مین زوجہ کے وارثون کو تین سو پچھتر روپیہ دلایا جائیگا اور اگر مثال مذکور مین شوہر کے وارث کہتے ہون کہ مہر مقرر ہی نہین ہوا تھا اور عورت کے وارث کہتے ہون کہ مہر مقرر ہو چکا تھا تو اب مہر مثل کا چوتھائی حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی مہر زوجہ کے وارثون کو دلایا جائیگا۔

**مسئلہ** مہر کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط نہین کہ دیتے وقت یہ بھی بتادے کہ یہ مہر ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کوئی چیز بھیجے اور یہ نہ بیان کرے کہ کس طور پر بھیجتا ہے آیا بطور مہر کے یا تحفۃً اور نیت یہی ہو کہ بطور مہر کے بھیجتا ہون تو یہ چیز مہر مین محسوب ہو گی۔

**ہان** اگر زوجین مین اختلاف ہو جائے شوہر کہے کہ مینے وہ چیز مہر مین بھیجی تھی زوجہ کہے کہ نہین بطور تحفہ کے بھیجی تھی اور وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی نہ ہو تو دونون سے اپنی اپنی بات کا ثبوت طلب کیا جائے۔ اگر دونون ثبوت پیش کر دین تو زوجہ کا ثبوت مان لیا جائے اور اگر زوجہ ثبوت نہ پیش کر سکے اور شوہر پیش کر دے تو اُسکا ثبوت مان لیا جائے اور اگر دونون ثبوت نہ پیش کر سکین تو شوہر سے حلف لیجائے اور اگر وہ حلف اوٹھالے تو اُسی کی بات مان لیجائے اب اگر وہ چیز موجود ہو تو زوجہ کو اختیار ہے چاہے تو اُس چیز کو واپس کر دے اور کہدے کہ مین اس چیز کو مہر مین منظور نہین کرتی۔

اور اگر وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی ہو تو اُس صورت مین زوجہ کی بات مانی جائے گی مگر پہلے اُس سے حلف لے لیجائے گی۔

**ف** جو چیزین ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قائم رہ سکتی ہین وہ چیزین بالفعل کھانے پینے کی نہ کہی جائینگی جیسے گھی۔ شہد بعض بعض میوہ جات مثل بادام پستہ کشمش وغیرہ کے

اور جو چیزین ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قائم نہین رہ سکتین وہ چیزین بالفعل کھانے پینے کی کہی جائینگی جیسے روٹی گوشت دودھ دہی وغیرہ

**مسئلہ ۱۵** اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو کوئی چیز بھیجی زوجہ یہ کہتی ہے کہ مجھے یہ چیز مہر مین بھیجی ہے شوہر کہتا ہے نہین مینے امانت کے طور پر رکھائی ہے تو اس صورت مین دیکھنا چاہیئے کہ وہ چیز از قسم مہر ہے یا نہین اگر از قسم مہر ہو تو زوجہ کی بات مان لی جائے اور وہ چیز اُس کو مہر مین ولادی جائے ورنہ شوہر کی بات مان لی جائے اور شوہر اگر چاہے تو اُس چیز کو واپس لے لے۔

**مثال** مہر مین ایک گھوڑا سو روپیہ کی قیمت کا مقرر ہوا تھا شوہر نے ایک گھوڑا اُسی قیمت کا اپنی زوجہ کو بھیجا پس اس صورت مین اگر زوجہ دعوی کرے کہ یہ گھوڑا مجھے مہر مین ملا ہے اور پھر شوہر کو واپس نہ دے تو درست ہے اور اگر شوہر نے گائے بھیجی تو اب اگر زوجہ دعوی کرے کہ یہ گائے مجھے مہر مین ملی ہے تو اُسکی بات نہ مانی جائے گی۔

**مسئلہ ۱۶** اگر کوئی مرد کسی عورت کو بامید نکاح کچھ دے (جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان مین دستور ہے کہ نسبت ہو جانے کے بعد اور یون بھی وقتاً فوقتاً شوہر کی طرف سے کچھ چیزین منسوب کے گھر مین بھیجی جاتی ہین اور کہین کہین یہ دستور ہے کہ نسبت کے وقت یا اُس کے بعد منسوبہ کے لیئے کچھ زیورات بھی بنوا کر بھیجے جاتے ہین) بعد اس کے وہ عورت خود یا اُسکا ولی نکاح کرنے سے انکار کر جائے تو شوہر کو اختیار ہے کہ جو چیزین اُسے مہر مین دی ہون وہ اگر موجود ہون تو خود انھین کو واپس[ع۲] لے لے اور اگر وہ چیزین موجود نہون تو ان کی قیمت اور جو چیزین بطور تحفہ کے بھیجی ہون وہ اگر موجود ہون تو اُن کو واپس لے سکتا ہے اور اگر

---

ع۱ یعنی ان چیزون کا مہر مین ہونا باتفاق زوجین ثابت ہو یا صرف شوہر اُن چیزون کے مہر مین ہونے کا دعوی کرتا ہو اور اُس کا قول قاعدۂ مذکورۂ بالا کے موافق قابل قبول ہو ۱۲

ع۲ گو یہ چیزین استعمال مین آکر خراب ہو گئی ہون ۱۲

عورت یہ دعوی کرے کہ یہ چیزین میرے پاس بطور ودیعت ع کے بھیجی تھین اور شوہر کہے کہ مینے ودیعت کی نیت سے نہین بھیجی تھین بلکہ مینے مہر مین بھیجی تھین تو اگر وہ چیزین از قسم مہر ہون تو شوہر کا دعوی ورنہ عورت کا دعوی قابل قبول ہے۔

**مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی بی بی پر کچھ خرچ کرے اور بعد کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ نکاح فاسد تھا مثلاً اُن دونون مین رضاعت کا کوئی رشتہ ثابت ہو جائے تو ایسی حالت مین شوہر نے اگر قاضی کی تجویز سے اسپر خرچ کیا تھا تو اُسکو اُس خرچ کے واپس کرلینے کا اختیار ہے اور اگر بغیر تجویز قاضی کے کیا تھا تو کچھ اختیار نہین (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

**مسئلہ** عورت کو جو چیزین بطور جہیز کے مان باپ کے گھر سے ملتی ہین انکی مالک وہی عورت ہے اور جہیز مین دی ہوئی چیزون کے واپس لینے کا اختیار، مان باپ وغیرہ کو نہین ہے اُن کے بعد کوئی اُن کا وارث اُن چیزون کو واپس لے سکتا ہے بشرطیکہ مان باپ نے اُن چیزون کو صحت کی حالت مین اُس کے نامزد کر دیا ہو اُسکے بچپن مین اُن چیزون کو اُسکے جہیز کے لیے خریدا ہو۔ اگر جہیز مین دی ہوئی چیزون کی نسبت دُلھن کا باپ کہے کہ مین نے یہ چیزین جہیز مین نہین دین بلکہ عاریۃً دی تھین تو ایسی حالت مین اس شہر کا اور اسکی قوم کا دستور دیکھنا چاہیے اگر وہان اُس کی قوم مین عاریۃً دینے کا دستور نہ ہو تو باپ کی بات نہ مانی جائیگی اور اگر عاریۃً دینے کا بھی دستور ہو تو باپ سے حلف لے کر اسکی بات

---

ع ودیعت امانت کو کہتے ہین عورت کو اس امر کے دعوے کرنے مین کہ یہ چیز بطور امانت کے میرے پاس بھیجی تھی یہ فائدہ ہے کہ اسکو تاوان نہ دینا پڑیگا امانت اگر ہلاک ہو جائے تو اُسکا تاوان نہین آتا بخلاف اسکے اگر وہ چیزین اور مہر کے مانی جائین تو درصورت ہلاک ہو جانے کے اُنکا تاوان دینا پڑیگا (رد المحتار)

مان لی جائیگی اور جن جن چیزون کی نسبت وہ کہتا ہے کہ مین نے عاریۃً دی تھین وہ چیزین اُسکو واپس دلادی جائینگی -

مسئلہ ۱۹ اگر کسی عورت کو اُس کے مان باپ بالکل جہیز نہ دین یا بہت قلیل دین جو شوہر کے یہان سے آئی ہوئی چیزون کے مناسب نہو ایسی صورت مین شوہر کو یہ اختیار نہین ہے کہ جو کچھ اُسنے بھیجا تھا اُسکو واپس لے لے یا دلھن کے مان باپ سے جہیز کا مطالبہ کرے (رد المختار جلد ۲ صہ ۳۹۹)

مسئلہ ۳۰ عورت پر اگر جبر کر کے مہر معاف کرا لیا جائے تو درست نہین حالت مجبوری کی معافی قابل اعتبار نہین مجبور کرنے کا یہ مطلب ہے کہ درصورت نہ معاف کرنے کے اُسکو مار پیٹ کا یا اور کسی قسم کی بے عزتی کا خوف دلایا جائے - اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے مرض موت مین مہر معاف کرے تو بھی درست نہین - اسی طرح اگر کسی عورت سے عبارت معافی مہر کی کسی ایسی زبان مین کہلوائی جائے جس کو وہ نہ جانتی ہو تب بھی یہ معافی درست نہ ہو گی (بحر الرائق جلد ۳ صہ ۱۶۱ و ۱۶۲)

## نکاح فاسد و باطل کا بیان

نکاح فاسد و باطل کی تعریف تو ہم مقدمۂ مین بیان کر چکے ہین اب یہان اُسکی

ع مقدمہ مین یہ بات لکھدی گئی ہے کہ باطل وہ معاملہ ہے جو بالکل منعقد ہی نہوا ہو اور فاسد وہ معاملہ ہے جو منعقد تو ہو گیا ہو لیکن شرعاً قابل فسخ ہو اسکے ارکان مین خلل نہ آیا ہو بلکہ صحت کی شرطون مین فتور پڑ گیا ہو نکاح کی بابت فقہا کا عجب اختلاف ہے بعض تو کہتے ہین کہ نکاح باطل اور نکاح فاسد مین کچھ فرق نہین جسطرح عبادات مین فساد و بطلان کے ایک معنی ہین ویسا ہی - باقی درصفحہ (۹۹)

صورتین اور اسکے احکام بیان کیے جاتے ہین۔

(۱) نکاح فاسد مین جو مہر مقرر کیا جائے وہ نہین واجب ہوتا بلکہ ہمیشہ مہر مثل واجب ہوا کرتا ہے۔

(۲) نکاح فاسد مین خلوت صحیحہ قائم مقام خاص استراحت کے نہین ہے یعنی اگر نکاح فاسد کی منکوحہ کو قبل خاص استراحت کے طلاق دی جائے گو خلوت صحیحہ ہو چکی ہو تو اُس عورت پر عدت واجب نہ ہوگی

(۳) نکاح فاسد مین اگر قبل خاص استراحت کے طلاق دیدے تو شوہر کے ذمہ از قسم مہر کچھ نہ واجب ہوگا۔

(۴) نکاح فاسد مین بعد خاص استراحت کے اگر طلاق دی جائے تو مہر مثل واجب ہوگا خواہ مہر معین ہو چکا ہو یا نہین صرف اسقدر فرق ہے کہ اگر مہر مقرر ہو چکا ہو تو مہر مثل اُس سے زیادہ واجب نہوگا بلکہ اگر مہر مثل زیادہ ہوگا تو اُس زیادتی کو نکال ڈالین گے مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد مین ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کیا ہو اور اُس عورت کا مہر دو ہزار ہے تو اب شوہر کے ذمہ ایک ہی ہزار روپیہ واجب ہوگا ہان اگر مہر مثل کم ہو تو پھر جتنا ہوگا اتنا ہی واجب ہوگا

بقیہ صفحہ ۹۸ نکاح مین بھی فتح القدیر مین ایسا ہی لکھا ہے بعض کہتے ہین کہ نکاح باطل و فاسد مین فرق ہے مگر کوئی جامع مانع تعریف اسکی نہین بیان کرتے صاحب بحرالرائق نے نقل کیا ہے کہ جس نکاح کے جواز کا کوئی شخص علماے امت مین سے قائل نہ ہو وہ باطل ہے اور جسکے جواز و عدم جواز مین اختلاف ہو وہ فاسد ہے اس تعریف پر بھی اعتراض ہوتا ہے اور بہت سی صورتین ایسی ہین جنکے عدم جواز مین کسی کا اختلاف نہین پھر بھی وہ نکاح فاسد مین داخل کی جاتی ہین جیسے محارم سے نکاح کرنا بالآخر اسکی تدبیر یہی ہے کہ جو مثالین فقہا نے بیان کی ہین اُنھین پر قیاس کر لیا جائے ۱۲

مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد مین پانچسو روپیہ مہر مقرر کیا ہو اور اس عورت کا مہر مثل چارسو روپیہ ہو تو شوہر کے ذمہ چار ہی سو روپیہ واجب ہوگا اور اگر مہر کا تقرر نکاح کے وقت نہوا تھا یا ہوا مگر یاد نہین رہا تو ایسی صورت مین مہر مثل واجب ہوگا خواہ اُسکی مقدار بہت زیادہ ہو یا بہت کم۔

(۵) نکاح فاسد مین عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہین حتی کہ اگر نکاح کے وقت فساد نکاح کا معلوم نہین ہوا اور شوہر نے بطور نفقہ کے کچھ خرچ کیا تو اُسکے واپس لینے کا اُسکو اختیار رہے جیساکہ اوپر معلوم ہو چکا۔

(۶) نکاح فاسد مین بعد اس امر کے معلوم ہو جانے کے کہ یہ نکاح فاسد ہے خاص استراحت کرنا گناہ ہے اور ایسے نکاح کا فسخ کرنا ضروری ہے مرد اور عورت دونون کو فسخ کا اختیار حاصل ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ ایک دوسرے کے مواجہہ مین فسخ کرے یا غیبت مین خواہ خاص استراحت ہو چکی ہو خواہ نہین۔ اگر وہ دونون کسی وجہ سے فسخ کرنے مین تاخیر کرین تو قاضی کو چاہیئے کہ فوراً اُن دونون کے درمیان مین تفریق کرادے۔ فسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اُن دونون مین سے کوئی ایک دوسرے سے کہے کہ میرا تجھسے کوئی تعلق نہین یا مینے نکاح کو فسخ کردیا یا اور کوئی اسی قسم کا کلمہ کہدے۔ نکاح فاسد مین مرد عورت کو طلاق دے تو یہ بھی فسخ ہے۔

(۷) فسخ نکاح کے بعد بشرطیکہ خاص استراحت کے بعد ہوا ہو عورت پر عدت واجب ہے اور عدت وہی ہوگی جو مطلقہ عورت کی عدت ہوتی ہے اگر منکوحہ بہ نکاح فاسد

ع نہر الفائق مین لکھا ہے کہ بعد خاص استراحت کے ان دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہے کہ دوسرے کی غیبت مین فسخ کرے بلکہ صرف مواجہہ مین فسخ کرنے کا اختیار ہے لیکن یہ قول صحیح نہین ہے ۱۲

شوہر مر جائے تب بھی اُسپر عدت واجب ہے اور اس صورت مین بھی اس کی وہی عدت ہے جو طلاق کی عدت ہے (در مختار)

(۸) بغیر گواہون کے نکاح کرنا یا محارم سے نکاح کرنا یا غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ سے نکاح کرنا بالشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے اور چوتھی عورت کی عدت مین پانچوین عورت سے نکاح کرنا اور باوجود موجود ہونے آزاد بی بی کے لونڈی سے نکاح کرنا اور کسی کافر مرد کا (گو وہ اہل کتاب مین سے ہو) کسی مسلمان عورت سے نکاح کرنا یہ سب نکاح فاسد ہین۔ اور درصورت معلوم ہونے اس امر کے کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے اس سے نکاح کر لینا نکاح باطل ہے ع (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۸)

## حقوق زوجین

نکاح کا تعلق جو محض ایجاب و قبول کی وجہ سے مرد اور عورت مین قائم ہوتا ہے شریعت اسلامیہ مین ایسا سخت اور مستحکم تعلق ہے کہ اس تعلق کے قائم ہوتے ہی طرفین کے بہت سے حقوق ایک دوسرے پر ثابت ہو جاتے ہین جن کی تفصیل بیان ذیل سے واضح ہے۔

**زوجہ کے حقوق** عورت کے حقوق اُسکے شوہر پر چار ہین۔

(۱) اس کا مہر جسقدر معین ہوا ہو اُسکے حوالہ کر دے اگر موجل ہے تو جو مدت

ع نکاح فاسد اور باطل مین باعتبار نتیجہ کے صرف اتنا ہی فرق ہے کہ نکاح فاسد مین خاص اباحت کے سبب سے عدت لازم ہوتی ہے اور نکاح باطل مین عدت نہین لازم ہوتی بلکہ نکاح باطل مین خاص استراحت زنا کا حکم رکھتی ہے اور اُسکا مرتکب سزاے زنا کا مستحق ہوتا ہے ۱۲

معین ہوئی ہو اس مدت مین اور اگر معجل ہو تو فوراً اور کچھ موجل اور کچھ معجل ہو تو جسقدر معجل ہو اسکو فوراً اور جسقدر موجل ہو اسکو اُسکی میعاد معینہ پر ادا کردے ہان اگر عورت معاف کردے تو یہ دوسری بات ہی۔

اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ کا مہر معجل نہ ادا کرے تو زوجہ کو اختیار ہی کہ وہ اسکے ساتھ خاص استراحت اور تقبیل وغیرہ پر راضی نہو اور ان افعال پر اپنے شوہر کو قدرت ندے اور اس کے ہمراہ سفر مین جانے سے انکار کردے اگر کسی وجہ سے برضامندی یا بجبر خاص استراحت ہو بھی گئی ہو تب بھی سفر مین جانے سے وہ انکار کرسکتی ہی اور اس انکار سے نفقہ اسکا ساقط نہ ہوگا بلکہ بدستور اُسکے شوہر کے ذمہ واجب رہیگا۔

اگر عورت نابالغ ہو تو اُسکا ولی مہر معجل کے وصول کرنے کے لئے یہ باتین کرسکتا ہی کہ اس لڑکی کو اسکے شوہر کے گھر نہ بھیجے اور نہ اُسکی اور اُسکے شوہر کی یکجائی ہونے دے اور ایسی حالت مین وہ نابالغ لڑکی اگر اپنے شوہر کے ہمراہ جانے پر راضی بھی ہو جائے تب بھی قابل اعتبار نہین اور مان باپ کے سوا اور کسی ولی کو بغیر مہر معجل کے وصول کیے ہوئے نابالغ لڑکی کا اسکے شوہر کے حوالہ کردینا درست نہین (درمختار - ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۸۸)

(۲) اسکی عیش و آرام کی فکر رکھے اور کم از کم جو نفقہ زوجہ کا شریعت نے مقرر کردیا ہی اسکے ادا کرنے مین کوتاہی نکرے - شریعت نے عورت کا کھانا کپڑا رہنے کا مکان شوہر کے ذمہ واجب کردیا ہی اسی کو نفقہ کہتے ہین۔ نفقہ کے مسائل بقدر ضرورت ہم ذیل مین ذکر کرتے ہین

## نفقہ کے مسائل

عورت کا نفقہ بشرطیکہ وہ بہ نکاح صحیح زوجیت مین آئی ہو اُس کے شوہر پر ہر حال

مین واجب ہی خواہ وہ عورت مسلمان ہو یا کافر[عـ] فقیر ہو یا مالدار اور خواہ کبیر السن ہو یا صغیر السن - ہان یہ شرط ضرور ہے کہ وہ قابل خاص استراحت کے ہو یا شوہر کی خدمت کر سکے اور اُسکی مانوسی کا باعث ہو سکے خواہ اپنے مان باپ کے گھر مین رہتی ہو یا اپنے شوہر کے گھر مین - اور اگر عورت بہت ہی صغیر السن ہو کہ نہ خاص استراحت کے قابل ہو اور نہ اپنے شوہر کی خدمت یا اُنسیت کا کام دے سکے اور وہ اپنے مان باپ کے گھر مین رہے تو اُس کا نفقہ اُس کے شوہر کے ذمہ واجب نہین اسی طرح اگر شوہر نے اس کو اپنے گھر لے جانا چاہا اور وہ باوجود قدرت[عـ] کے نہ راضی ہوئی تو اُسکا نفقہ اُس کے شوہر کے ذمہ واجب نہ ہو گا مگر یہ شرط ہے کہ وہ پہلے کبھی شوہر کے گھر جا چکی ہو لیکن اگر عورت کا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا بوجہ عدم وصولی مہر کے ہو تو اُس انکار سے اُس کا نفقہ ساقط نہ ہو گا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا -

جو عورت مرتد ہو جائے یا بغیر رضامندی شوہر کے اور بغیر کسی عذر شرعی[عـ] کے اُس کے گھر سے نکل جائے[للعـ] اور وہ عورت جو موت کی عدت مین ہو اور جس سے

---

عـ کافر سے مراد یہود و نصاری کیونکہ اہل کتاب سے نکاح جائز ہے اہل کتاب کے علاوہ اور کافرون سے نکاح جائز نہین جیسا کہ محرمات کے بیان مین گزر چکا ۱۲ عـ اگر اسکو نقل و حرکت کی قدرت ہی نہ ہو مثلاً ایسی مریض ہو کہ کسی سواری پر بھی آ جا نہ سکتی ہو تو ایسی حالت مین اسکا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا اسکے نفقہ کو ساقط نہ کرے گا ۱۲ عـ عذر شرعی سے مراد یہ ہے کہ جن حالتون مین شریعت نے بغیر رضامندی شوہر کے عورت کو باہر نکلجانے کی اجازت دی ہے اُن حالتون مین نکلنے سے نفقہ ساقط نہ ہو گا مثلاً مہر وصول کرنے کے لئے یا اپنے مان باپ کی تیمارداری کے لئے جبکہ سوا اسکے اور کوئی اُنکی تیمارداری کرنیوالا نہو ۱۲

للعـ جتنے دنون وہ گھر سے نکلی رہیگی اتنے دنون کا نفقہ اُسے نہ ملیگا جب گھر واپس آ جائیگی تو اُسے نفقہ ملنے لگے گا ۱۲

نکاح فاسد ہوا ہو اور وہ مریضہ جو ابھی تک اپنے شوہر کے گھر نہین گئی اور نہ اب بحالت موجودہ جا سکتی ہے اور وہ عورت جو کسی کی قید مین ہو یا کوئی اُسکو غصب کر لے گیا ہو اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے سوا اور کسی کے ہمراہ حج کو گئی ہو گو شوہر نے اجازت دیدی ہو ان تمام عورتون کا نفقہ اُن کے شوہرون پر واجب نہین۔ جو عورت پیشہ ور ہو اور دن کو اپنے پیشہ مین مشغول رہتی ہو مثلاً کھانا پکانے کی یا دودھ پلانے کی نوکری کیا کرتی ہو یا قابلہ کا کام کرتی ہو اس وجہ سے دن کو اپنے شوہر کے گھر مین نہ رہ سکتی ہو صرف رات کو اپنے شوہر کے پاس رہتی ہو ایسی عورت کا نفقہ اُسکے شوہر پر صرف شب کے وقت واجب ہے بشرطیکہ اپنے شوہر کی خلاف مرضی ان کامون کو کرتی ہو اور اگر اُسکی مرضی سے کرتی ہو تو بدستور شب و روز کا نفقہ اُسکے شوہر پر واجب رہے گا اور اگر بغیر کسی عذر کے دن کو اپنے شوہر کے پاس نہ جاتی ہو تو اُس کا نفقہ نہ دن کے وقت اُسکے شوہر پر واجب ہو گا نہ رات کے وقت (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۷۰۲)

اگر عورت اپنے یا اپنے مان باپ کے گھر مین رہتی ہو اور جب اُسکا شوہر اُسکے یہان جاتا ہو تو وہ شوہر کو اپنے پاس نہ آنے دے اس صورت مین بھی اسکا نفقہ ساقط ہو جائیگا ہان اگر شوہر سے یہ کہتی ہو کہ مجھے اس مکان سے لے چل مین اس مکان مین رہنا نہین چاہتی اور وہ نہ لے جاتا ہو تو اُسکا نفقہ ساقط نہ ہو گا۔

نفقہ کے متعلق تین چیزین ہین۔ کھانا کپڑا رہنے کا مکان۔ کھانے مین اس امر کا

ع اگر شوہر کے ہمراہ حج کو جائے تو شوہر پر اُسی قدر نفقہ دینا واجب ہو گا جس قدر وہ بحالت حضر دیا کرتا تھا سفر کے اخراجات مثل کرایہ وغیرہ کے اُس کے ذمہ نہ ہونگے ۱۲

لحاظ ضروری ہے کہ اپنی اور اس عورت کی دونون کی حیثیت کے موافق اُسکو کھانا کھلائے اور اگر وہ بالکل غیر مستطیع ہو کہ عورت کی حیثیت کا لحاظ نہ کر سکے تو جس قدر اُس سے ہو سکے کھلائے باقی اُسکے ذمہ قرض رہیگا کہ جب اُسکو وسعت حاصل ہو تو اُس قرض کو ادا کر دے۔ **مثال** عورت بہت امیر ہو کہ اپنے باپ کے گھر مین مرغ پلاؤ اور کھیر وغیرہ کھاتی ہو اور شوہر نہایت فقیر ہو کہ جو کی روٹی سے زیادہ نہ کھا سکتا ہے نہ کھلا سکتا ہے تو اُسپر واجب ہے کہ گیہون کی روٹی اور بکری کا گوشت اسکو کھلائے مگر بالفعل وہ اُسکو جَو کی روٹی کھلائے اور جو کی روٹی اور گیہون کی روٹی اور بکری کے گوشت کی قیمت مین جسقدر فرق ہو اُسپر قرض رہیگا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۰۰۰)

عورت اگر آٹا پیسنے اور کھانا پکانے سے انکار کرے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ اُن لوگون مین ہے جو کام نہین کرتین عـه یا نہین اگر ہو تو شوہر پر واجب ہے کہ اسکو پکا پکایا کھانا لادیا کرے یا کوئی ملازم رکھدے جو ان کامونکو کر دیا کرے اور اگر نہو تو شوہر پر یہ واجب نہین ہے کہ وہ پکا پکایا کھانا اسکو لادیا کرے بلکہ اُس عورت پر واجب ہے کہ خود پکائے اور خود ہی تمام کام کرے۔

خانہ داری کے تمام سامانون کا مہیا کر دینا مثل چکّی توے دیگچی پیالہ رکابی گھڑے لوٹا

عـه یعنی اگر دونون امیر ہین تو امیرون کا جیسا کھانا کھلائے اور دونون فقیر ہون تو فقیرون کا جیسا اور جو ایک امیر ہو دوسرا فقیر تو متوسط درجے کا ۱۲ عـه اس کا مطلب یہ ہے کہ اسکے ماں باپ کے یہان اگر سب لوگ اپنا اپنا کام خود کرتے ہون نوکر چاکر نہ ہون تو وہ اُن لوگون مین سمجھی جائے گی جو کام کرتی ہین اور جو اسکے ماں باپ کے یہان دولت و ثروت ہو کر نوکرون کے ذریعہ سے کام لیا جاتا ہو تو وہ اُن لوگون مین سمجھی جائے گی جو اپنا کام خود نہین کرتین پس اصل دار مدار اس کا امیری فقیری پر ہے ۱۲

اور فرش وغیرہ شوہر کے ذمے واجب ہے اور عورت کی آرائش کی چیزون کا مہیا کر دینا بھی شوہر کے ذمہ ہے مثل کنگھی تیل صابون وغیرہ کے پانی بھرنے کی اجرت بھی شوہر کے ذمہ ہو پان تمباکو حقہ وغیرہ کی قیمت بھی شوہر کے ذمہ واجب نہین (رد المحتار جلد ۲ صہ ۶۴۲)

عورت اگر بیمار ہو جائے تو اُسکی دوا علاج کے مصارف شوہر کے ذمہ واجب نہین ہین (رد المحتار جلد ۲ صہ ۶۴۲)

جس طرح عورت کے کھانے پینے مین دونون کی حیثیت کا لحاظ ہو اسیطرح لباس مین بھی دونون کی حیثیت کا لحاظ رہنا ضروری ہے۔ شوہر کے ذمہ واجب ہو کہ سال مین دو مرتبہ اس کے کپڑے بنادے گرمیون مین گرمی کے ضرورت کے موافق اور جاڑے مین جاڑے کی ضرورت کے موافق۔ لباس کی تعداد اور اُس کی نوعیت دونون کی حیثیت کے موافق ہونی چاہیئے یعنی اگر دونون امیر ہین تو امیرون کا لباس اور دونون غریب ہون تو غریبون کا سا اور جو ایک غریب ہو دوسرا امیر تو متوسط درجے کا۔

کپڑے کی نوعیت مین ہر شہر کے رسم و رواج کا لحاظ بھی ضروری ہے عورت کے لئے بستر اور لحاف وغیرہ علیحدہ بنا دینا چاہیئے اگر وہ اسکی خواہش کرے جوتی وغیرہ بھی لباس مین داخل ہے۔

مکان بھی عورت کے رہنے کا دونون کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے اور اُس مکان مین بغیر عورت کی رضامندی کے کوئی اور عزیز شوہر کا نہین رہ سکتا سوا ایسے نابالغ بچون کے جو عورت مرد کے باہمی تعلقات کو نہ سمجھتے ہون۔ شوہر کا بھائی۔ بیٹا۔ ماں۔ باپ۔ دوسری بی بیان وغیرہ سب سے وہ مکان خالی ہونا چاہیئے۔ اسیطرح شوہر کو بھی اختیار ہے کہ اُس مکان مین عورت کے کسی عزیز کو نہ رہنے دے۔

اگر کسی بڑے مکان کا کوئی خاص حصہ جو محفوظ ہو اور مقفل ہو سکے عورت کو دیدیا جائے تب بھی کافی ہے یہ کچھ ضرور نہین کہ مکان بالکل علحدہ ہو۔

اگر شوہر اپنی عورت کے لئے کوئی ایسا مکان تجویز کرے جسکے اطراف مین بالکل آبادی نہو تو عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ اس مکان مین رہنے پر راضی نہو پس شوہر پر یہ بات ضروری ہوگی کہ کسی ایسے مکان مین اُسکو رکھے جسکے پڑوس مین شرفا اور صلحا رہتے ہون۔ اگر عورت کے ہمراہ کوئی غلام یا لونڈی ہو تو اسکا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ ہو بشرطیکہ حاجت سے زائد نہ ہون اور اگر لونڈی غلام نہو بلکہ نوکر ہو تو اُسکا نفقہ شوہر کے ذمے نہین ہے۔

عورت جب مریض ہو جائے تو اُسکی خدمت کے لئے کوئی ملازم رکھدینا شوہر کے ذمہ ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی عورت کا نفقہ نہ ادا کرتا ہو تو عورت کو حق حاصل ہے کہ قاضی کی عدالت مین اپنے نفقہ کی نالش کرے اور قاضی موافق قاعدۂ مذکور کے اُس شخص سے نفقہ دلاوے قاضی کو چاہیئے کہ اُس مرد کے پیشہ اور اُسکی آمدنی کے لحاظ سے نفقہ دینے کی مدت مقرر کرے یعنی اگر کوئی دستکار ہو جسے روزانہ آمدنی ہوتی ہے تو اُسے روزانہ نفقہ دینے کا حکم دے اور اگر کوئی ملازم ہو جسے ماہانہ آمدنی ہوتی ہو تو اُسے ماہواری دینے کا حکم دے اور اگر کوئی کاشتکار یا زمیندار ہو جسے سالانہ آمدنی ہوتی ہو تو اُسے سالانہ دینے کا حکم دے۔ اور نیز قاضی کو چاہیئے کہ شہر کا نرخ وغیرہ دریافت کرکے نفقہ مقرر کرے اور اگر قاضی نے جو مقدار روپیہ کی مقرر کی تھی غلہ گران ہو جانے کے سبب سے وہ مقدار ناکافی ہو جائے تو ایسی صورت مین شوہر کو روپیہ کی مقدار بڑھانا ہوگی تاکہ کافی ہو جائے اسی طرح اگر غلہ ارزان ہو جائے تو جس قدر روپیہ فاضل بچتا ہو وہ عورت کو واپس کرنا ہوگا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

اگر عورت کو شوہر کے مفرور یا روپوش ہو جانے کا خوف ہو تو اسکو اس امر کا حق حاصل ہے کہ اپنے نفقہ کے لیے شوہر سے ضامن طلب کرے خواہ ایک ماہ کے لئے ضامن طلب کرے یا اس سے زیادہ کے لئے جیسی اسوقت مصلحت ہو (ردالمحتار جلد ۲ صد ۶۰۲)

عورت کو اختیار ہے کہ اپنے شوہر کے مال مین سے کھانے پینے کی چیزون کو موافق دستور کے کھا پی لے اور اپنا لباس وغیرہ اُس کے روپیہ سے بنوالے شوہر کو اطلاع کرے یا نکرے

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نفقہ کی بابت برضامندی خود کوئی مقدار روپیہ کی مقرر کرلے پھر بعد چند روز کے کہے کہ یہ مقدار مجھے کافی نہین ہوتی تو اگر درحقیقت وہ مقدار کافی نہوتی ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ اس مقدار کو بڑھادے اور اگر بعد تعیین مقدار کے شوہر کہے کہ مین اس مقدار کے دینے کی استطاعت نہین رکھتا تو اسکی بات نہ مانی جائیگی ہان اگر غلہ مین ارزانی ہوگئی ہو اس مقدار معینہ سے کم اس عورت کے لئے کافی ہو جائے تو پھر قاضی اس مقدار کو کم کردے گا۔

گذشتہ دنون کی بابت نفقہ کا دعوے ایک ماہ یا ایک ماہ سے زائد کے لئے نہین ہوسکتا کیونکہ ایک مہینہ گذرجانے سے نفقہ ساقط ہو جاتا ہے ہان اگر قاضی کے فیصلہ سے یا باہمی رضامندی سے نفقہ کی بابت کوئی مقدار خاص نفقہ کی مقرر ہوگئی ہو تو اس کا دعویٰ ایک ماہ سے زائد کے لئے بھی ہوسکتا ہے (ردالمحتار جلد ۲ صد ۶۴۱)

اگر عورت و مرد مین باہم اس گزشتہ زمانے کی مقدار مین اختلاف ہو جس مین شوہر نے نفقہ نہین دیا مثلاً عورت کہتی ہو کہ دو مہینہ سے نہین دیا شوہر کہتا ہو کہ ڈیڑھ مہینہ سے نہین دیا تو ثبوت عورت سے طلب کیا جائیگا اگر وہ ثبوت نہ پیش کرسکے تو شوہر کی بات مانی جائیگی اور اگر عورت نفقہ دینے کی منکر ہو اور شوہر مدعی ہو تو قسم نے کے

عورت کی بات مان لی جائیگی۔
طلاق سے عورت کا نفقہ ساقط نہین ہوتا یعنی جب تک اسکی عدت نہ گزر جائے اُسکا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ وہ عدت کے گھر مین مقیم رہے طلاق بائن ہو خواہ رجعی (بحرالرائق)

(۳) تیسرا حق زوجہ کا حسن معاشرت ہے یعنی شوہر پر واجب ہے کہ وہ اپنی بی بی سے بخوش خلقی پیش آئے اور اُس سے محبت کا برتاؤ کرے اسکی خاطرداری اور رضامندی کا ہر امر مین لحاظ رکھے بشرطیکہ کوئی معصیت لازم نہ آتی ہو۔

ہماری شریعت اسلامیہ مین ایک مرد کے لئے ایک ساتھ چار نکاح کی اجازت دی گئی ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ حکم بھی[ع] ہے کہ اگر سب کے ساتھ حسن معاشرت نکر سکے اور برابر کا برتاؤ نرکھ سکے تو ایک سے زیادہ نکاح نکرے یہان سے سمجھنے والے سمجھ سکتے ہین کہ ہماری شریعت مین حسن معاشرت کا کہانتک خیال کیا گیا ہے۔

جس شخص کی کئی بیبیان ہون اُسپر واجب ہے کہ کھانے مین اور ہر ایک کے پاس رہنے مین برابری کا لحاظ رکھے جس قسم کا کھانا اور لباس ایک کو دے ویسا ہی دوسری کو بھی دے اور جتنی دیر ایک کے پاس رہے اتنی ہی دیر دوسری کے پاس رہے مثلاً ایک شب ایک کے پاس رہے تو ایک شب دوسری کے پاس بھی اور جو دو شب ایک کے پاس رہے تو دوسری کے پاس بھی دو شب رہے۔ ہان خاص استراحت مین برابری کا لحاظ نہین واجب کیا گیا کیونکہ یہ بات دل کے میلان سے تعلق رکھتی ہے اور دلی میلان انسان کے اختیار سے باہر ہے لیکن حتی الامکان اسمین بھی برابری کا

ع اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ یعنی اگر تمہین بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو ۱۲

لحاظ رکھے تو مستحب ہے۔ اور گو خاص استراحت مین برابری کا لحاظ واجب نہین لیکن یہ بات واجب ہی کہ اتنی مدت تک کسی بی بی سے خاص استراحت ترک نہ کرے کہ ایلا کی مدت تک پہونچ جائے ایلا کی مدت چار[a] مہینے ہی۔ مریضہ اور صحیحہ اور حائضہ غیر حائضہ مجنونا اور عاقلہ اور باکرہ اور ثیبہ جدیدہ اور قدیمہ مسلمہ اور کافرہ کتابیہ سب کا حق یکسان ہے سب کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

اگر کوئی شخص اپنی بی بیون کے ساتھ برابر کا برتاؤ نکرتا ہو تو قاضی کو چاہیئے کہ پہلی مرتبہ اُسے فہمائش کردے اُسپر بھی نہ مانے تو اُسے سزا دے مگر اس سزا مین قید کا اختیار نہین ہے۔ سفر مین برابری واجب نہین ہے شوہر کو اختیار ہے کہ اپنی بی بیون مین سے جسے چاہے سفر مین اپنے ہمراہ لے جائے۔

شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بی بی سے اسقدر خدمت نہ لے جو اُسکی طاقت سے باہر ہو نہ ہو ایسی بات اس سے کہے جو اُسپر شاق ہو والدین کے یہان جانے سے اور نیز ان کو اپنے یہان آنے سے نہ روکے اور یہ آمدرفت دستور کے موافق ہونی چاہیئے۔

مثلاً ایک ہی شہر مین رہتے ہون تو ہر ہفتہ مین ایک مرتبہ اور جو مختلف شہرون مین

---

[a] ایک مرتبہ حضرت عمرؓ شب کو گشت کر رہے تھے یکایک ایک عورت کو سُنا کہ وہ کہہ رہی تھی فواللہ لولا اللہ تخشی عواقبہ ؛ لزخرح من ھذا السریر جوانبہ ؛ یعنی خدا کی قسم اگر عذاب الٰہی کا خوف نہوتا تو آج اس تخت کے پائے ہلتے یعنی مین کسی مرد سے مشغول استراحت ہوتی تو حضرت عمرؓ نے اسکی کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ اُسکا شوہر جہاد مین ہے پھر اپنی صاحبزادی ام المومنین حفصہؓ سے دریافت کیا کہ عورت اپنے شوہر سے کتنے دنون صبر کرسکتی ہے انھون نے کہا چار مہینے تو انھون نے اپنے سرداران لشکر کو حکم لکھوا دیا کہ کوئی وہ شخص جسکی بی بی موجود ہو چار مہینے سے زیادہ باہر نہ روکا جائے چار مہینے کے بعد فوراً اُسے رخصت دیدی جائے ۱۲

رہتے ہوں تو ہر سال میں ایک یا دو مرتبہ ہاں اگر دستور سے زیادہ آمد رفت ہو تو شوہر کو روکنے کا اختیار ہے۔

(۴) چوتھا حق زوجہ کا تعلیم ہے یعنی شوہر پر واجب ہے کہ اسے ضروریات دین کی تعلیم کرے اس کے عقائد کی اصلاح میں کوشش کرے اور پابندی شریعت کی اُسپر تاکید رکھے خود علم دین رکھتا ہو تو خود تعلیم کرے ورنہ کسی دوسرے سے بطرز مناسب تعلیم کرائے اور بنظر تعلیم زجر و تنبیہ کی بھی اجازت ہے خاصکر ترک نماز کے لئے اخیر میں یعنی جبکہ زبانی تاکید اور ظاہری ناخوشی سے کام نہ چلے مارنے کی بھی اجازت ہے مگر منھ پر مارنے کی اور اس طرح مارنے کی جس سے چوٹ آجائے ممانعت ہے۔

**زوج کے حقوق** ۔جس طرح زوجہ کے حقوق شوہر کے ذمے بیان کیے گئے اسی طرح زوج کے بھی حقوق زوجہ کے ذمہ ہیں اور بہت ہیں حاصل ان تمام حقوق کا یہ ہے کہ شوہر کا راضی رکھنا اور اسکی اطاعت کرنا زوجہ پر واجب ہے بشرطیکہ خلاف مرضی الٰہی اور خلاف شریعت بات کا حکم نہ دے۔ شوہر کے حقوق کی تفصیل میں طول ہوگا لہٰذا مختصراً صرف اسی قدر لکھدینا کافی ہے کہ زوجہ پر اللہ کے حق کے بعد سب سے زیادہ شوہر کا حق ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہی کہ اگر خدا کے سوا کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ پانچ آدمیوں کی نماز

---

ع اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولهن مثل الذی علیهن یعنے جس طرح عورتوں پر مردوں کا حق ہو اسیطرح مردوں پر بھی عورتوں کا حق ہے ۱۲

روزہ اور کوئی عبادت قبول نہین ہوتی منجملہ اُن کے وہ عورت ہے جسکا شوہر اس سے ناخوش ہو۔

عورت کو یہ بھی چاہیے کہ اپنے شوہر کے سامنے اپنی آرایش وغیرہ مین کوتاہی نکرے اور اُس کے بزرگون کا ویسا ہی خیال وادب رکھے جیسے اپنے بزرگون کا۔ اور شوہر کے مال کی حفاظت جہان تک اُس سے ممکن ہو کرے اور شوہر کی غیبت مین اپنا بناؤ سنگار بالکل نہ کرے۔

زوجین کے حقوق کا بیان ہوچکا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت امہات المومنین کے ساتھ تھا نقل کرتے ہین جس کو دیکھکر سوا اس کے کہ یہ آپ ہی کی قوت تھی اور کچھ نہین کہا جاسکتا۔ اس قدر کثرت ازواج پر ایسی حسن معاشرت ہر بشر کے حوصلے سے باہر ہے یہ بھی ایک آپ کا معجزہ تھا۔

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن معاشرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خیارکم خیارکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی یعنی تم سب مین بہتر وہ ہے جو اپنی بی بی سے عمدہ برتاؤ کرے اور مین اپنی بی بی کے ساتھ تم سب سے زیادہ عمدہ برتاؤ کرتا ہون یہ ایک بہت بڑی شہادت حسن معاشرت کی ہے جو خود حضرت کے کلام سے ثابت ہوئی اب آپکا برتاؤ اپنی ازواج کیساتھ جو حدیث کی کتابون مین مروی ہے نقل کیا جاتا ہے۔ بیان سابق سے یہ امر واضح ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بی بیان تھین اور ان نو بی بیون کے علاوہ کچھ حرمین بھی تھین یعنی لونڈیان یہ ایک عام بات ہے کہ جب کسی کے نکاح مین

کئی عورتین ہوتی ہین توان مین باخود ہا رنجش وکشش کے علاوہ جو سوت ہونے کے لوازم سے ہے اُن کو اپنے شوہر سے بھی رنج وملال رہتا ہی اور اس رنج وملال اور تنافر و تباغض کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ شوہر کا التفات سب کی طرف یکسان نہین ہوتا مگر ایک منصف مورخ جس نے خوب تحقیق سے تواریخ واحادیث وسیر کی کتابین دیکھی ہون سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات کو ان عیوب سے پاک پائے گا اسکی وجہ سوا اس کے کچھ نہین کہ آپکا التفات سب کیطرف برابر تھا۔ گو احادیث کی کتابون مین یہ مروی ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ آپ کو محبت زیادہ تھی مگر اس زیادتی محبت کے باعث سے یہ نہین ہوا کہ آپنے اورون کی طرف التفات کم کردیا ہو اور ون کے یہان آمدرفت کم کردی ہو انکی خبر گیری مین نان ونفقہ وغیرہ کے مصارف مین کچھ کمی کردی ہو اسی سبب سے کبھی کسی بی بی کو آپسے اس امر کی شکایت کا موقع نہین ملا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ یعنی مجھے تمھاری دنیا کی چیزون مین سے صرف دو چیزین پسند ہین عورتین اور خوشبو۔ اسی وجہ سے آپ نے کئی نکاح کیے۔ کثرت ازدواج کی کچھ حکمتین ہم اوپر بیان کرچکے ہین شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفرالسعادۃ مین لکھتے ہین کہ آنحضرتؐ نے جو بہت سے نکاح کیے اسمین یہ حکمت تھی کہ بہت سے احکام شرعیہ جو عورتون سے متعلق ہین اور مردون کو انپر اطلاع نہین ہوسکتی تھی وہ احکام ان ازواج پاک کے ذریعہ سے امت کو پہونچین اور حجت خداوندی قائم رہے اور عورتون کے حقوق کا ادا کرنا اور اُن کے ساتھ حسن معاشرت کا برتنا تمام امت کو معلوم ہوجائے واقعی یہ حکمت ایک بہت بڑی حکمت ہو اگر دقیق نظر سے دیکھی جائے۔ ایک اولوالعزم پیغمبر جو اپنے حقیقی مالک کی درگاہ مین اعلیٰ درجے کا تقرب رکھتا ہو

اور منصب نبوت کے فرائض کی انجام دہی اُسکے متعلق ہو وہ ایسا کثیر التعلقات ہو کر اُن تعلقات کے ادائے حقوق کا اسقدر خیال کرے اور اپنی گرانبہا وقت شریف کا ایک حصہ ان باتون مین صرف کرے۔ کثرت ازدواج سے جس طرح عورتون کے حقوق اور اُن کے ساتھ حُسن معاشرت کی بینظیر تاکید ثابت ہوتی ہے اُسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ظرفی اور بلند حوصلگی کا بھی کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اندازہ کرنا بشری قوت سے باہر ہے۔

الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کے ساتھ یکسان برتاؤ رکھتے تھے یعنی سب کے ادائے حقوق کا برابر خیال کرتے تھے ہر ایک کے یہان رہنے کی آپ نے باری مقرر کردی تھی ایک کی باری مین دوسرے کے یہان ہرگز نرہتے تھے حضرت عایشہ رض سے باوجودیکہ محبت زیادہ تھی مگر ایک مرتبہ وہ حضرت صفیہ رض کی باری کے دن حضرت ص کے پاس آئین تو حضرت ص نے اُن سے فرمایا کہ تم کیون آئی ہو جاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ آج صفیہ رض نے اپنی باری مجھے دیدی ہے۔ برابری کا یہان تک خیال تھا کہ مرض وفات مین جبکہ آپ کی طبیعت حضرت عایشہ رض کے یہان رہنے کو چاہتی تھی آپ نے بغیر اجازت اور ازدواج کے اس امر کو گوارا نہ کیا جب سب نے اجازت دیدی اُسوقت آپ عائشہ رض کے یہان تشریف لے گئے۔ جب آپ سفر مین تشریف لیجاتے تھے تو قرعہ ڈالتے تھے جسکا نام قرعہ مین نکل آتا تھا آپ اُسی کو اپنے ہمراہ لیجاتے تھے۔

ہر روز نماز عصر کے بعد آپ اپنی تمام ازواج کے یہان تشریف لیجاتے تھے اور سب کی خیریت دریافت فرمالیتے تھے۔

بہت خوش خوئی اور خوش خلقی سے پیش آیا کرتے تھے کبھی سخت کلامی نہ فرماتے تھے

گو کیسی ہی خلاف مزاج بات کیون نہ ہو۔ ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات نے ملکے آپسے
اپنی اخراجات کا مطالبہ کیا حضرت کو بہت ناگوار گذرا لیکن اس کے جواب مین کسی قسم کا
سخت کلمہ زبان مبارک سے نہین نکلا ہان اس واقعہ پر آپ نے ایک مہینے کا ایلا کر لیا
تھا یعنی ایک مہینے تک آپ اپنی ازواج کے پاس تشریف نہین لے گئے۔

حضرت ام المومنین حفصہ کو ایک مرتبہ رجعی طلاق دی بعد اس کے رجوع کر لیا۔

کسی روایت مین یہ نہین دیکھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج پاک کو
خطا یا چطا کوئی سخت اور نا ملائم کلمہ کہا ہو ہمیشہ تحمل اور بردباری سے آپ نے کام لیا اگر
کبھی کوئی بار نصیحت اور تعلیم کے طور پر فرماتے تھے تو نہایت نرم اور باثر الفاظ مین

## لونڈی غلام اور اُن کے نکاح کے احکام

(۱) یہ مسئلہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عورت اپنے غلام کے ساتھ نکاح نہین کر سکتی اوسطرح
ان مین باہم نکاح جائز نہین اسطرح بغیر نکاح کے بھی خاص استراحت درست نہین۔

(۲) مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ درست نہین مگر اُس کے درست نہ ہونے کا یہ
مطلب ہے کہ نکاح کا نتیجہ مرتب نہوگا اور بعد آزاد کر دینے کے نکاح قائم نہ رہیگا اور اگر
اس لونڈی کو طلاق دیجائے تو طلاق واقع نہوگی۔ (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

(۳) اپنی لونڈی کے ساتھ بغیر نکاح کے خاص استراحت جائز ہی مگر اس زمانہ مین اس
امر کے لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہی کیونکہ اکثر لونڈیان ناجائز طریقے سے قبضہ مین آرہی
ہین یعنی آزاد عورتین بغیر تجویز شرع کے لونڈی بنائی جاتی ہین جہاد دن سے جو عورتین گرفتار
ہو کر آتی ہین وہ بوجہ اس کے کہ آجکل مال غنیمت کی تقسیم قاعدہ شرعیہ کے موافق
نہین ہوتی لونڈی کا حکم نہین رکھتین اور اُنسے بغیر نکاح کے خاص استراحت درست نہین

پس اگر کسی طریقہ سے یہ امر معلوم ہوجائے کہ یہ لونڈی دراصل لونڈی ہے تو اُس کے ساتھ خاص استراحت مین کوئی مضائقہ نہین ورنہ احتیاطاً بغیر نکاح کے خاص استراحت سے اجتناب بہتر ہے اور اگر اسکا لونڈی نہ ہونا محقق ہوجائے تو ایسی حالت مین اُس سے بغیر نکاح کے خاص استراحت ناجائز ہے۔

(۴) ایسی صورت مین جبکہ کسی لونڈی کے لونڈی ہونے مین احتمال ہو اگر اُس سے نکاح کیا جائے تو گو اور نتائج نکاح کے اس نکاح پر مرتب نہ ہون گے مگر ایک نتیجہ اُس پر احتیاطاً مرتب کرایا جائیگا وہ یہ کہ اس نکاح کے بعد صرف تین نکاح اُس شخص کے لئے جائز ہین چوتھے نکاح سے احتیاطاً اجتناب کرے (ردالمحتار جلد ۲ صہ ۲۹۶)

(۵) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی لونڈی خاص استراحت کے لیئے دے تو اِس دوسرے شخص کو اس لونڈی سے خاص استراحت جائز نہین کیونکہ خاص استراحت کے جائز ہونے کی صرف دو ہی صورتین ہین نکاح یا ملک (ردالمحتار جلد ۲ صہ ۳۸۰)

(۶) باپ کی لونڈی سے بیٹے کو اور بیٹے کی لونڈی سے باپ کو اور اسی طرح اپنی زوجہ کی لونڈی سے شوہر کو خاص استراحت جائز نہین گو یہ لوگ اجازت بھی دیدین۔

(۷) ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی لونڈی غلام کا نکاح دوسرے سے کردے یا اُنھین اجازت نکاح کی دیدے اگر لونڈی غلام نکاح پر راضی نہ ہون تو اُسکا مالک جبراً اُنکا نکاح کرسکتا ہے بشرطیکہ ملک اسکی کامل ہو عـــہ

عـــہ لونڈی کا لونڈی ہونا یا اس طرح معلوم ہوتا ہو کہ وراثتاً نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتی چلی آرہی ہو یا اس طور پر کہ خود اقرار کرے یا اسطرح پر کہ بیت المال کے وکیل سے مول لی جائے ۱۲

عـــہ غلام کی کئی قسمین ہین ایک قن اور یہی کامل غلام ہر دوسرے مکاتب کہ جس سے یہ معاملہ ہو گیا ہو کہ وہ ایک محدود رقم اپنی کمائی سے ادا کرنے کے بعد آزاد ہے تیسرے مدبر جس سے مالک نے یہ کہدیا ہو کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے ان دونون قسمون کے غلام کامل غلام نہین ہین ۱۲

(۸) جس لونڈی کے ساتھ اُسکا مالک خاص استراحت کیا کرتا ہو اُس کا نکاح اگر کسی دوسرے سے کرے تو یہ امر ضروری ہے کہ پہلے اُس کے رحم؎ کا صاف ہونا معلوم کر لے اگر بغیر اس کے معلوم کیے ہوے نکاح کر دیا اور اُس لونڈی کا اپنے مالک سے حاملہ ہونا ظاہر ہوا تو یہ نکاح فاسد ہو جائیگا۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ کر دے تو اس صورت مین اس غلام پر مہر و نفقہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر لونڈی کسی اور کی ہے اور غلام کسی اور کا یا کسی آزاد عورت سے کسی غلام کا نکاح کیا جائے یا کسی لونڈی کے ساتھ کسی آزاد مرد کا نکاح کیا گیا ہو تو ان سب صورتون مین نفقہ اور مہر شوہر کے ذمہ واجب ہوگا اور اگر کسی غلام کو بعد نکاح کر دینے کے اسکا مالک فروخت کر دے گا تو اُسکی بی بی کے مہر و نفقہ کا مطالبہ اُس مالک سے نہ کیا جائیگا بلکہ وہ اُسی غلام کے ذمہ رہے گا۔

(۱۰) جب کوئی غلام اپنی عورت کا نفقہ اور مہر نہ ادا کر سکے تو اُس کے مالک کو چاہیے کہ اُسے بیچڈالے اور اُسکی قیمت سے نفقہ اور مہر ادا کرے اور اگر یہ قیمت کافی نہ ہو تو بقیہ کا مطالبہ اُس سے بعد آزادی کے کیا جائیگا پھر دوسرے مالک کے یہان بھی اگر وہ نفقہ ادا کرنے پر قادر نہو تو پھر بیچا جائے گا ہان مہر کے عوض مین اب دوبارہ نہ بیچا جائیگا کیونکہ ایک مرتبہ اُس کے لئے بک چکا البتہ نفقہ چونکہ بار بار واجب ہوتا ہے لہذا اُسکے لئے بار بار بیچنا چاہیے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مہر و نفقہ کی بابت بیچنے مین سستی کرتا ہو تو قاضی بجبر اُسکی موجودگی مین اُسے فروخت کر ڈالے گا۔

---

؎ رحم کے صاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حاملہ تو نہین ہے حمل کا ہونا نہ ہونا حیض کے آنے نہ آنے سے معلوم ہو جاتا ہے ۱۲

(۱۱) بغیر مالک کی اجازت کے اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنا نکاح کسی سے کرلے تو وہ نکاح مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا اگر مالک اجازت دیدیگا تو نکاح صحیح ہو جائے گا ورنہ باطل ہو جائے گا اور باطل ہوجانے کی صورت مین مہر و نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہوگا ہان اگر خاص استراحت کی نوبت آگئی ہے تو مہر مثل کا مطالبہ اُس سے کیا جائیگا وہ بھی بعد آزاد ہوجانے کے۔

(۱۲) مالک نے اگر ایک نکاح کی اپنے غلام یا لونڈی کو اجازت دی اور اُس نے دو نکاح کرلیے تو پہلا نکاح صحیح ہوجائیگا اور دوسرا نکاح باطل ہوجائیگا۔

(۱۳) اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کردے تو اس پر یہ امر ضروری نہین کہ اس لونڈی کو اُسکے شوہر کے حوالے کردے یا باہم دونون مین خلوت کا موقع دے لیکن اُس لونڈی کا مہر و نفقہ اُسکے شوہر کے ذمہ جب ہی واجب ہوگا کہ جب اُسے خلوت کا موقع دیا جائے۔

(۱۴) بعد نکاح کے بھی مالک اپنی لونڈی کو سفر مین اپنے ہمراہ لے جاسکتا ہے اگرچہ اس کا شوہر راضی نہ ہو۔

(۱۵) جس لونڈی کا نکاح ہو گیا ہو وہ اگر آزاد ہوجائے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو اس نکاح کو قایم رکھے چاہے فسخ کردے اور یہ فسخ قاضی کے فیصلے پر موقوف نہین بلکہ اُسکی نارضامندی ظاہر کرتے ہی نکاح فسخ ہوجائیگا۔ یہ اختیار سکوت سے باطل نہوگا۔ تاوقتیکہ صریحی طور پر رضامندی یا نارضامندی ظاہر نہ کردے اُسے اختیار حاصل رہیگا نیز اگر اُسکو مسئلہ نہ معلوم ہو یعنی یہ نہ جانتی ہو کہ لونڈی کو بعد آزاد ہوجانے کے نکاح سابق کے قائم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار رہ جاتا ہے اور اس نہ جاننے کے سبب سے اُس نے اپنی رضامندی یا نارضامندی ظاہر نہ کی ہو تو یہ جاننا شرعاً عذر

سمجھا جائیگا اور بعد مسئلہ معلوم ہونے کے اگر وہ اپنی نارضامندی ظاہر کرے گی گو کتنا ہی زمانہ گذر گیا ہو نکاح فسخ ہو جائیگا - ہان جس مجلس مین یہ مسئلہ اُسے معلوم ہوا ہے اُس مجلس سے اگر بغیر رضامندی ظاہر کئے ہوے اُٹھ جائے گی تو اُس کا اختیار باطل ہو جائے گا -

(۱۶) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی ہی بیٹی کے ساتھ کر دے اور اسکا کوئی وارث سوا اس بیٹی کے نہ ہو تو جس وقت وہ مرجائیگا اور وہ غلام وراثتہً اس بیٹی کی ملک مین آجائیگا اُسی وقت فوراً وہ نکاح فاسد ہو جائیگا - ہان اگر وہ غلام مدبر ہو تو نکاح فاسد نہ ہو گا کیونکہ وہ اپنے مالک کے مرتے ہی آزاد ہو جائیگا اس کی بیٹی کی ملک مین نہ آئیگا - اسی طرح اگر وہ غلام مکاتب ہو تب بھی نکاح فاسد نہ ہو گا کیونکہ مکاتب مین غلامی کی حیثیت کامل نہین ہوتی ہان اگر وہ مکاتب زر کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے اور پھر اپنی اصلی حالت غلامی مین عود کر جائے تو البتہ نکاح فاسد ہو جائیگا -

(۱۷) اگر کوئی آزاد عورت جو کسی غلام کے نکاح مین ہو اپنے شوہر کے مالک سے کہے کہ تو اس غلام کو میری طرف سے ایک ہزار روپیہ مین آزاد کر دے اور وہ آزاد کر دے تو فوراً نکاح فاسد ہو جائیگا کیونکہ اس صورت مین گویا وہ غلام اس شخص نے ایک ہزار روپے کے عوض مین اس عورت کے ہاتھ بیچا پھر گویا اسکی طرف سے وکالۃً اُسے آزاد کیا ہان اگر وہ عورت یہ نہ کہے کہ ایک ہزار مین بلکہ صرف اسی قدر کہے کہ اس غلام کو میری طرف سے آزاد کر دے تو نکاح فاسد نہ ہو گا اور یہ آزادی اُس

ع مکاتب کی تعریف تو ہم اوپر لکھ چکے ہین اس سے جسقدر روپیہ طے ہوا ہو اس روپیہ کو زر کتابت کہتے ہین چونکہ اہل عرب کا دستور تھا کہ اس معاملہ کو لکھ لیا کرتے تھے لہذا اُسے کتابت کہتے ہین ۱۲

عورت کی طرف سے نہ سمجھی جائے گی۔

(۱۸) جب کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کردے تو پھر اُس لونڈی سے اُس کو خاص استراحت کرنا جائز نہین ہان جب اُسکا شوہر اُسے طلاق دیدے یا کسی وجہ سے نکاح فاسد ہوجائے تو پھر اُس سے خاص استراحت جائز ہے مگر بعد اس امر کے معلوم کرنے کے کہ اُسے حمل تو نہین ہے۔

## نابالغ بچون کے نکاح کا بیان

نابالغ بچون کے نکاح کے مسائل اگرچہ ضمناً کچھ اوپر بیان ہوچکے ہین لیکن خاص طور پر اب اُن کے احکام بیان کیے جاتے ہین۔

(۱) جس طرح لونڈی غلام کا نکاح بغیر اجازت مالک کے نہین ہوتا اسی طرح نابالغ بچون کا نکاح بغیر اجازت اُن کے ولی کے نہین ہوتا۔

(۲) نابالغ لڑکون کو بعد بلوغ کے نکاح کے قائم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے مگر یہ اختیار صرف اُسیوقت کے لئے ہے ان کو جسوقت اپنے بلوغ کا علم ہوا ہو یا بعد بلوغ کے نکاح کی خبر ملی ہو اگر معاً بلوغ کا علم ہوتے ہی یا نکاح کی خبر سنتے ہی رضامندی یا نارضامندی ظاہر نہ کی تو اختیار باطل ہوجائیگا۔ ہان اگر عورت ثیبہ ہو تو اُسکا اختیار بغیر صریح رضامندی یا نارضامندی کے باطل نہو گا اس اختیار مین مسئلہ کا معلوم نہونا عذر نہین ہی حتیٰ کہ اگر کسی نابالغ نے بوجہ اس امر کے نہ معلوم ہونے کے کہ نابالغ کو بعد بلوغ کے اپنے نکاح سابق کو قائم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوتا ہے اپنے نکاح کی خبر سن کے سکوت کیا اس سکوت سے بھی اسکا اختیار باطل ہوجائیگا۔ یہ اختیار جس طرح عورت کو حاصل ہوتا ہے اُسی طرح مرد کو بھی حاصل ہوتا ہے اور مرد کا اختیار ثیبہ عورت کی طرح

بغیر صریح رضامندی یا نارضامندی ظاہر کیئے ہوے باطل نہین ہوتا۔
ہان اگر یہ نکاح باپ نے یا دادا نے کیا ہو تو پھر بلوغ کے بعد اس کے فسخ کا اختیار
نہین ہے اسیطرح اگر یہ نابالغ کوئی غلام یا لونڈی ہو اور اسکے مالک نے اسکا نکاح کیا ہو تو اسکو
بھی بعد بلوغ کے فسخ کا اختیار نہین ہے۔ اسیطرح اگر کوئی شخص مجنون ہو گیا ہو خواہ مرد ہو یا
عورت اور بحالت جنون اُسکا نکاح اس کے بیٹے نے کردیا ہو تو اس مجنون کو بعد
زوال جنون کے اس نکاح کے فسخ کا اختیار نہین ہے (رد المحتار جلد ۲ صـ ۳۱۲)
اور اگر یہ لوگ معاملات مین غلطی کرنے اور دھوکا کھانے مین مشہور ہون یا یہ نکاح انھون
نے نشے مین کردیا ہو تو باپ دادا اور بیٹے کے کیے ہوے نکاح مین اختیار حاصل
رہیگا مگر مالک کے کیئے ہوے نکاح کے فسخ کا اس صورت مین بھی اختیار نہین ہے
(۳) باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی اگر کسی نابالغ کا نکاح غیر کفو سے کردے تو یہ نکاح
صحیح نہوگا۔ ہان باپ دادا کا کیا ہوا نکاح اس حالت مین بھی صحیح ہوگا بلکہ لازم
ہوگا یعنی فسخ کا اختیار باقی نرہیگا جیسا کہ اوپر گذر چکا۔
یہان تک تو مسلمانون کے نکاح کے احکام تھے جو بیان کیے گئے اب کچھ تھوڑے مسائل
کافرون کے نکاح کے متعلق بھی بیان کیے جاتے ہین۔ اگرچہ ان مسائل کی زیادہ
ضرورت اُس وقت تھی جب اسلام کی حکومت تھی غیر مذاہب کے لوگ اپنے مقدمات
وغیرہ اسلام کے قاضیون اور حاکمون کے سامنے پیش کرتے تھے اور اب ان کی چندان
ضرورت نہین رہی لیکن بغرض تحصیل علم کے اور نیز اس وجہ سے کہ کبھی زوجین مین
سے کوئی ایک یا دونون مسلمان ہوجاتے ہین اور انکو اپنے نکاح سابق کا حکم قواعد
اسلامیہ کے موافق دریافت کرنا منظور ہوتا ہے اور اس قسم کی کبھی کبھی اور ضرورتین

بھی پیش آجاتی ہین لہذا بقدر ضرورت کافرون کے نکاح کے مسائل بھی لکھے جاتے ہین۔

## کافرون کے نکاح کا بیان

(۱) جو نکاح مسلمانون کے یہان از روے شریعت صحیح ہین وہ کافرون کے لیے بھی صحیح ہین؎ (درمختار وغیرہ)

**نتیجہ** اس مسئلہ کا یہ ہی کہ کسی کافر کی بی بی سے جن مین قواعد شرعیہ کی روسے نکاح صحیح ہوگیا ہو کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز نہین اگرچہ وہ عورت اُن کافرون مین سے ہو جنکے ساتھ مسلمانون کو نکاح کرنا جائز ہے یعنے اہل کتاب

**دوسرا نتیجہ** اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر زوجین ایک ہی وقت مین مسلمان ہوجائین تو اُسی نکاح سابق پر قائم رکھے جائینگے جدید نکاح کی ضرورت نہو گی۔

(۲) جو نکاح مسلمانون کے یہان ناجائز ہی بوجہ کسی شرط صحت نکاح کے نپائے جانیکے وہ کافرون کے لئے جائز ہی بشرطیکہ وہ اسکے جواز کا اعتقاد رکھتے ہون۔

**نتیجے** اس مسئلے کے بھی وہی ہین جو پہلے مسئلے کے تھے **مثال** کسی عیسائی یا یہودی نے اپنے ہم مذہب عورت سے نکاح کیا اور اُس نکاح مین از روے شریعت اسلامیہ کوئی شرط صحت نکاح کی نپائی گئی مگر شریعت عیسوی یا موسوی مین وہ نکاح بہمہ وجوہ صحیح ہے تو ایسی صورت مین کوئی مسلمان یہ سمجھکر کہ اس کا نکاح تو ہمارے نزدیک صحیح نہین اس کی بی بی سے نکاح کرنا چاہے تو ناجائز ہی

---

؎ امام مالک اسکے خلاف ہین وہ کہتے ہین یہ نکاح ناجائز ہین حنفیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ترجمہ عورت اُسی ابولہب کی اُٹھانیوالی کانٹون کی۔ پس اگر یہ نکاح ناجائز ہوتا تو ابولہب کی منکوحہ کو حق تعالی اُسکی عورت نہ فرماتا اخیر کے دونون مسئلون مین بھی غالباً امام مالک مخالف ہون گے ۱۲

اور ان دونون زوجین کو اگر خدا ہدایت کردے اور مسلمان ہوجائین تو اُسی سابق نکاح پر برقرار رکھے جائین گے۔

(۳) جو نکاح مسلمانون کے یہان بوجہ عدم صلاحیت محل کے ناجائز تھا وہ ان کے لئے جائز رکھا گیا ہے یہی صحیح ہے (رد المحتار وغیرہ)

اس مسئلے کے بھی دو **نتیجے** ہین اول یہ کہ ایسی منکوحہ سے اگر کوئی مسلمان نکاح کرے تو ناجائز دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص ایسے زوجین پر بوجہ اس نکاح کے تہمت زنا کی لگائے تو اُسپر حدِ قذفؑ جاری کی جائے گی یہ نتیجہ صرف اسی زمانہ کے ساتھ خاص تھا جب اسلام کی سلطنت تھی اور قوانین اسلام پر عمل کیا جاتا تھا یہ نتیجہ پہلے دونون مسئلون مین بھی ہو (درمختار وغیرہ)

اس مسئلے مین یہ نتیجہ نہین پیدا ہوسکتا کہ اگر زوجین بتوفیق خداوندی مسلمان ہوجائین تو بھی نکاح ان مین باقی رکھا جائے مسلمان ہوجانے کے بعد اس نکاح پر وہ قائم نرکھے جائین گے اور نہ اب جدید نکاح بوجہ عدم صلاحیت محل کے جائز ہوگا۔ **مثال** کسی یہودی نے اپنی مان سے نکاح کرلیا تو اب اسکی مان سے کوئی مسلمان نہین کرسکتا اور اگر اُس یہودی یا اسکی مان پر کوئی شخص اس نکاح کے سبب سے زنا کا الزام لگاتا تو اسلامی شریعت کی رو سے قذف کی سزا دی جاتی ہان اگر یہ دونون مسلمان ہوجائین تو یہ نکاح قائم نرہیگا۔

(۴) جس نکاح پر کفار بعد اسلام کے قائم نرکھے جائین اس نکاح مین زوجین باہم ایک دوسرے کے وارث نہین ہوسکتے اور جس پر قائم رکھے جائین

ؑ قذف کے معنی کسی پاکدامن کو تہمت زنا کی لگانا ایسے شخص کی سزا شریعت مین اسّی درہ ہین اسکو حد قذف کہتے ہین ۱۲

اسمین وارث ہوسکتے ہین یہی صحیح ہے (رد المحتار)

(۵) اگر کفار مسلمانون مین کسی کو حکم بنا کے اپنا نکاح فسخ کرانا چاہین تو وہ نکاح اگر وہی ہو جسکا بیان تیسرے نمبر مین ہوا تو وہ حکم اُن دونون مین تفریق کرادے اور جو زوجین مین سے کوئی ایک کسی مسلمان کو حکم بنا کے تفریق کا خواستگار ہو تو اس صورت مین وہ حکم تفریق کا حکم نہین دیسکتا کیونکہ مسلمانون کو اس امر سے منع کردیا گیا ہی کہ وہ کسی کے مذہبی معاملات مین دست اندازی کرین ہان اگر کوئی خود اُنسے دست اندازی کی استدعا کرے تو البتہ اُنھین دست اندازی جائز ہی اور اس صورت مین چونکہ یہ معاملہ دو آدمیون سے متعلق ہے اور اُنمین سے صرف ایک نے دست اندازی کی استدعا کی ہے لہذا ایسی حالت مین از روے شریعت دست اندازی کا حق حاصل نہین ہے۔

(۶) اگر کافر زوجین مین سے صرف کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو دوسرے کو بھی اسلام کی ترغیب دی جائے اور اُس سے مسلمان ہونے کے لئے کہا جائے اگر وہ مسلمان ہوجائے تو فبہا یعنی نکاح سابق بدستور قائم رہیگا اور اگر وہ مسلمان ہو جانے سے انکار کردے تو قاضی اِن دونون کے درمیان مین تفریق کرادے یہ سب صورتین اُس وقت ہین جبکہ زوجین عاقل بالغ ہون اور اگر جو مسلمان ہوگیا وہ تو عاقل بالغ ہے مگر جو مسلمان نہین ہوا وہ عاقل بالغ نہین ہی تو اُس کے سن تمیز کا انتظار کیا جائیگا جب سن تمیز کو پہونچ جائے گو بالغ نہ ہو اُسوقت اُسپر اسلام پیش کیا جائے اگر مسلمان ہوجائے تو وہی نکاح سابق قائم رہیگا ورنہ تفریق کرادی جائے اور اگر وہ نابالغ مجنون ہو تو پھر اُس کے سن تمیز کا انتظار نکیا جائیگا بلکہ اسکے والدین پر اگر وہ زندہ ہون گے تو اسلام پیش کیا جائیگا ان مین سے اگر ایک بھی اسلام لے آئیگا تو یہ نابالغ مجنون اسیکا تابع قرار دیا جائیگا اور نکاح سابق قائم

رکھا جائیگا اور اگر والدین اسکے زندہ نہون تو پھر قاضی اُسکی طرف سے کسی کو وصی مقرر کردے اور اُس وصی کے مواجہہ مین اِن زوجین مین باہم تفریق کردے۔

(۷) کافرون کی طلاق اور خلع[ب] وغیرہ صحیح ہے۔

نتیجہ اس مسئلے کا یہ ہے کہ اگر کوئی کتابی کافر اپنی بی بی کو طلاق دیدے یا اُس سے خلع کرلے تو اُس سے دوسرا شخص جو مسلمان ہو نکاح کرسکتا ہے۔

(۸) کافرون کے ذمہ اُنکی بیبیون کا مہر اور نفقہ واجب ہے۔

نتیجے اس مسئلہ کے دو ہین۔ اول یہ کہ اگر کسی قاضی کی عدالت مین کوئی کافر عورت اپنے کافر شوہر پر نان و نفقہ کا دعویٰ کریگی تو اُس کا دعویٰ مسموع ہوگا مگر یہ نتیجہ اس وقت کے مسلمانون کو کچھ کارآمد نہین کیونکہ نہ انکی حکومت ہے نہ کوئی انکا قاضی۔

دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی کافر عورت مسلمان ہوجائے اور اسکے شوہر نے زمانہ نکاح مین اسکو نان نفقہ نہ دیا ہو اور مہر بھی اسکا نہ ادا کیا ہو تو اُس عورت کی طرف سے بعد مسلمان ہوجانے کے بھی مہر و نفقہ کا دعویٰ دائر ہوسکتا ہے اور اگر اُسکا شوہر کچھ مال چھوڑکر مرے تو یہ عورت اُس شوہر کے تمام وارثون سے زیادہ اسکے مال کا استحقاق رکھتی ہے پہلے اسکا نفقہ و مہر ادا کردیا جائیگا بعد اسکے وارثون کا حق اس مال مین قائم ہوگا کیونکہ یہ عورت قرض کا دعویٰ کرتی ہے اور قرض کا ادا کرنا توریث پر مقدم ہے۔

---

عہ درمختار کے بعض محشیون سے اس مقام پر غلطی ہوگئی ہے انھون نے لکھدیا ہے کہ اگر اُس مجنون کی مان زندہ ہو یا باپ نہو تو اس مان پر اسلام پیش نہ کیا جائیگا بلکہ قاضی وصی مقرر کرکے نکاح فسخ کردیگا ۱۲

عہ خلع اسکو کہتے ہین کہ عورت کچھ مال دے کے شوہر سے اپنی گلوخلاصی کرائے۔ طلاق اور خلع کے مسائل عنقریب اسی جلد مین انشاء اللہ بیان ہون گے ۱۲

(۹) کافر زوجین مین جو تفریق ہو خواہ طلاق و خلع وغیرہ کے سبب سے یا تفریق قاضی کی وجہ سے یا ان مین سے کسی کے مسلمان ہوجانے کے باعث سے یہ تمام تفریقین طلاق کے حکم مین ہین۔

نتیجہ اس مسئلے کا یہ ہے کہ کافرہ عورت سے بعد تفریق کے قبل عدت گذر جانے کے نکاح کرنا مسلمان کو جائز نہین۔

ہان جو تفریق کہ عورت کی طرف سے ہوگی وہ طلاق کے حکم مین نہین ہے **مثال** کافر مسلمان ہوگیا اُسکی عورت سے مسلمان ہوجانے کو کہا گیا مگر اُس نے انکار کردیا ایسی حالت مین تفریق تو ہوجائیگی مگر یہ تفریق طلاق نہ سمجھی جائیگی حتیٰ کہ اگر اس عورت سے اگر وہ کتابیہ ہو کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے۔

(۱۰) اگر کتابی کافرون مین سے کوئی دوسرے کتابی مذہب کو اختیار کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت تو اُس کا نکاح فسخ نہوگا ہان اگر وہ کسی ایسے مذہب کو اختیار کرے جو کتابی نہو تو نکاح فسخ ہوجائیگا **مثال** کوئی عیسائی یہودی ہوگیا تو اُس کی بی بی اُس کے نکاح سے خارج نہوگی ہان اگر آریہ یا آتش پرست بن جائے تو اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہوجائیگی۔

نتیجہ اس مسئلے کا یہ ہے کہ اگر کوئی عیسائی یہودی ہوجائے تو کوئی مسلمان یہ سمجھ کے کہ اس کی بی بی اسکے نکاح سے باہر ہوگئی اس سے نکاح کرنا چاہیئے تو ناجائز ہے ہان اگر ہندو ہوجائے تو بے تامل اسکی بی بی سے بعد عدت گذر جانے کے نکاح کی اجازت ہے۔

(۱۱) مرتد ہوجانے سے بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگر کوئی مسلمان معاذ اللہ عیسائی ہوجائے تو بے تامل بعد عدت گذر جانے کے اُسکی بی بی سے نکاح درست ہے۔

ہان اگر دونون ساتھ ہی مرتد ہوے ہون تو اس صورت مین نکاح قائم رہیگا اور پھر اگر ان مین سے کوئی شخص دوسرے سے پہلے مسلمان ہو جائیگا تو یہ نکاح فسخ ہو جائیگا اور دونون اسلام لے آئین تو پھر قائم رہیگا۔

یہ مسئلہ بہت خیال رکھنے کے قابل ہے بعض اوقات جاہلون کی زبان سے ایسے کلمات نکلجایا کرتے ہین جنسے کفر و شرک لازم آتا ہے اور بعض اوقات وہ کلمات ایسے صاف ہوتے ہین کہ خواہ مخواہ اس کہنے والے کو مرتد کہنا پڑتا ہے اور اسکی بی بی اُسکے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اُسے خبر بھی نہین ہوتی اب جو ان مین باہم خاص استراحت ہوتی ہے وہ حرام ہے اولاد ولد الزنا یہ سب خرابیان جہالت سے لازم آتی ہین اسکا تدارک جاہلون کے لئے کچھ نہین سوا اس کے کہ توبہ کا ہر وقت ورد رکھین تاکہ اگر کسی وقت بے خبری مین کوئی کلمہ نکلجائے تو توبہ سے اسکی تلافی ہو جائے۔

مین نے خود دیکھا ہے کہ بعض اوقات جب جاہلون کی خلاف مرضی کوئی مسئلہ انھین بتایا جاتا ہے تو صاف کہدیتے ہین کہ اپنی شریعت کو طاق پر رکھ دو ایسی شریعت کو ہمارا اسلام ہے ایسی شریعت کو ہم نہین مانتے یہ کلمات صاف صاف کفر ہین بعض عالم نما جاہل آجکل یہ فساد برپا کر رہے ہین کہ جب دو میان بی بی مین انھین تفریق کرانا منظور ہوتی ہے تو انہین سے کسی سے کفر کے کلمات نکلوا دیتے ہین معاذ اللہ یہ کیسی شوخ چشمی ہے۔

بعض لوگ جاہلون کے خوش کرنے کو فقہا کی طرف یہ مسئلہ منسوب کرتے ہین کہ جب کوئی شخص اپنی بی بی کو مغلظہ طلاق دے اور پھر اُس سے تجدید نکاح چاہے بغیر اسکے کہ کسی دوسرے شخص سے اسکی بی بی کا نکاح کیا جائے اور پھر اسکی طلاق کا انتظار کیا جائے کہ

وہ شخص کوئی کلمہ کفر کا اپنی زبان سے نکالدے حالانکہ فقہا کا یہ منشاء ہرگز نہین ہے عورت کیا اگر جان بھی جائے تو کفر کا کلمہ زبان سے نکالنا درست نہین۔

(۱۲) مرتد مرد یا عورت کا نکاح کسی سے درست نہین نہ کسی مسلمان سے نہ کسی کافر سے نہ کسی مرتد سے

(۱۳) اگر کوئی کافر مسلمان ہوجائے اور اُسکے نکاح مین پانچ عورتین ہون تو اگر انکا نکاح ایک ہی عقد مین کیا تھا تو ان سب کا نکاح باطل ہوجائیگا اور اگر یکے بعد دیگرے اُن کے ساتھ نکاح کیا ہو تو جسکے ساتھ آخر مین نکاح کیا ہو اُسکا نکاح باطل ہوجائیگا۔

**مثال** (۱) کسی کافر نے پانچ عورتون سے مخاطب ہوکے کہا کہ مین نے تم سب کے ساتھ اپنا نکاح کیا تو مسلمان ہوجانے کے بعد یہ سب عورتین اُسکے نکاح سے باہر ہوجائینگی اور اگر یکے بعد دیگرے پانچ عورتون سے نکاح کیا تو جس عورت سے اخیر مین نکاح کیا اسکا نکاح باطل ہوجائیگا (۲) کسی کافر نے دو بہنون یا دو مان بیٹیون سے مخاطب ہوکے کہا کہ مین نے تم دونون سے اپنا نکاح کیا تو مسلمان ہوجانے کے بعد یہ دونون اُسکے نکاح سے باہر ہوجائینگی اور اگر پہلے ایک سے کیا اُسکے بعد دوسرے سے تو اخیر مین جس سے نکاح کیا اسی کا نکاح باطل ہوجائیگا۔

## نکاح کا بیان ختم ہوگیا

اب طلاق وغیرہ کا بیان شروع ہوتا ہے

ومن اللہ التوفیق

مین ہوے سب کے وجوہ و اسباب ایسی عمدہ تقریر سے بیان کیے ہین کہ پوری تشفی ہو جاتی ہے سیکڑون کتابون کے دیکھنے سے وہ نتیجہ نہ حاصل ہوگا جو اس عبارت سے حاصل ہوتا ہی۔ قیمت ۶ر تین جلدون کی خریدار سے عہ

**مختصر سیرت نبویہ** جو پہلے النجم کے ساتھ شایع ہو چکی ہی ولادت شریف سے اخیر عمر تک آپ کے ضروری ضروری حالات نہایت مختصر جنکا یاد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہی لکھے گئے ہین۔ قیمت ۲ر

**سیرۃ الحبیب الشفیع من الکتاب العزیز الرفیع** مختصر سیرت قدسیہ نبویہ علیہ السلام جو صرف قرآن مجید سے ملخص کیگئی ہی یہ سیرت مقدسہ ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہی مقدمہ مین نہایت ضروری چار مسائل کا بیان ہی باب اول مین عرب کے زمانۂ جاہلیت کا باب دوم مین آپکے حالات قبل از نبوت کا باب سوم مین نبوت و دلائل نبوت کا باب چہارم مین حالات بعد از نبوت کا۔ خاتمہ مین اُن عظیم الشان نعمتون کا جنکا وعدہ مسلمانون سے ہی حجم ۱۲ جز قیمت ۴ر

**آفتابِ صدق وصفا** شیعون کے مایۂ ناز رسالہ آئینۂ حق نما کا جواب جس کے لیے پچیس ہزار روپیہ کا انعام مشتہر کیا گیا تھا۔ لائق دید ہی قیمت ۲ر

**ایڈیٹر اصلاح کی ہزیمت** اِس رسالہ مین ایڈیٹر اصلاح سے مناظرہ کے لیے سیوان جانا اور ایڈیٹر اصلاح کا یکے بعد دیگرے چار عذر تراش کر مناظرہ سے فرار کرنا مع تحریراتِ طرفین درج ہی قیمت ۲ر

**ترجمۂ ازالۃ الخفا** جلد اول ڈبل للعہ، بادامی للعہ، سادہ سفید للعہ، زرد للعہ،

**ترجمہ فتاوی عزیزی** حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی کے فتوون کا اُردو مین ترجمہ ہر قسم کے مسائل دینیہ قیمت عہ

**تفسیر آیۂ تطہیر** آیتِ تطہیر کی بے نظیر تفسیر شیعون کی اُس تحریف کا جواب کہ بجاے ازواج مطہرات کے اس آیت مین اُنھون نے آلِ عبا کو مراد لیا لہذا اہل سنت کی قرآن اور لغت سے تحقیق قیمت ۸ر

**تفسیر آیۂ مودۃ القربی** آیہ لا اسئلکم علیہ اجرا کی تفسیر تمام کتب تفاسیر کی عبارت شیعون کے اُس افترا کا جواب کہ محبتِ اہل بیت اجر رسالت ہے۔ قیمت ۴ر

**مقدمہ تفسیر آیات خلافت** از مدیر النجم۔ قیمت ۴ر

**تنبیہ الحائرین مع تکملہ** قبلہ شیعہ حائری صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب جس نے زلزلہ ڈال دیا آج تک جواب نہ دیسکے۔ ثابت کر دیا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر بحال ہی اور

سنیون پر اتہام ہے اُنکے یہان کوئی تحریف کی روایت نہین تکملہ مین چالیس پُر لطف مسائل مذہب شیعہ کے ہین

**درہ فاروقی** شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم مین قیمت ۴ر

**نبوت کی ضرورت** مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی قیمت ۲ر

**مقدس بشارات** عیسائیون کی کتابون سے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریان ار

**تحفۂ تیموریہ** حضرتِ اُستاذ المحدثین مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی نے یہ رسالہ مسائلِ دینیہ کا خاندان شاہی دہلی کے لیے لکھا تھا قیمت ۴ر

**تحقیق البیان** بدعات کی تحقیق اور رد۔ جابجا دلچسپ نظمین مصنفہ مولوی حافظ اکرام حسین صاحب کاکوروی

**پردہ مروجہ کا شرعی ثبوت** ایک مدراسی صاحب نے ایک ہزار روپیہ جواب کے لیے مقرر کیا تھا ار

**مناظرہ بمبئی** بمبئی مین ۱۳۰۵ ہجری مین شیعون سے مسئلۂ خلافت پر مناظرہ ہوا اور قرآنِ شریف سے حقیت ہر سہ خلافت ثابت کی گئی۔ قیمت ۳ر

**فتح مبین** شیعون کے قبلہ وکعبہ ایڈیٹر اصلاح کا زبانی مناظرہ سے عاجز آکر مغلوب ہونا قیمت ۳ر

**مناظرۂ امروہہ** ہر دو جلد شیعون کے قبلہ وکعبہ مولوی سبط حسن صاحب سے امروہہ مین مناظرہ ہوا ۴ر

**صیحۂ رنگون** رنگون مین خواجہ کمال الدین مرزائی حضرت مدیر النجم کا مقابلہ مرزائیت کی رد مین جامع کتاب ۲ر

**مجموعۂ وظائف مقبولہ** جس مین چھ رسالے ہین۔ حزب البحر۔ حزب اعظم۔ دعاء مغنی۔ چہل اسماء اعظم اسمائے اصحاب بدر۔ شجرۂ چشتیہ منظوم قیمت ۶ر

**احسن الوصایا** بہترین وعظ ہر قسم کی نصیحتین آیات قرآنیہ واحادیثِ صحیحہ سے قیمت ۸ر

**تقدیر وتدبیر** مسائل تقدیر کی بحث اور یہ کہ تدبیر کرنا شرعاً کس درجہ مین ہے فلسفیانہ طریق سے ان اہم مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے۔ قیمت ۴ر

**قصد السبیل الی المولی الجلیل** تصوف کی ایک عمدہ کتاب ہے قیمت ۳ر

**ہزیمت شیعیان پنجاب**۔ ضلع گوجرانوالہ کا عبرت آموز واقعہ قیمت ۴ر

**انوار صحابہ** مدح صحابہ مین عمدہ قصائد ہین۔ قیمت ار

**ہفت سورہ** مترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی قیمت ار

**فتوی تعزیہ داری** تعزیہ داری کی حرمت مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا فتوی قیمت